اردو ترجمہ

مَوَاہِبُ الرَّحمٰن

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اتمام الحجّة مع اردو ترجمہ

و

مواهب الرحمٰن مع اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم   وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

عرض ناشر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی معرکۃ الآراء کتاب ’’مواھب الرحمٰن ‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کتب میں سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معاندین کو مخاطب کر کے تحریر فرمائیں اور ان کی نظیر لانے کا چیلنج دیا اور اس پر انعام بھی مقرر فرمایا۔

’’مواھب الرحمٰن ‘‘ حضرت مسیح موعودؑ نے مصری جریدہ اللّواء کے ایڈیٹر ’’مصطفٰی کامل پاشا‘‘ کے ان اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمائی جو اس نے ایک انگریزی اشتہار دیکھنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں بڑی فصیح عربی زبان میں اس کے تمام اعتراضات کے جوابات دینے کے علاوہ اپنے عقائد، جماعت کے لئے تعلیم اور ان نشانات کا ذکر فرمایا ہے جو کتاب کی تالیف تک گزشتہ تین سالوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ظاہر فرمائے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ اعجازیہ پر کچھ اعتراضات کئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے اعتراضات کا بھی ردّ کیا اور فرمایا کہ ثناء اللہ کیوں اس کی نظیر لا کر انعام نہیں لیتا۔

ٹائٹل بار اوّل

هذا كتاب الّفته منْ تائيد رَبّى المنّان
و و اللّٰهِ انّهٗ من قوة ربّى لا منْ قوّة الانسان
و انهٗ لاٰية عظيمة لِمن فكّر و خاف الدّيّان

یہ کتاب ہے جسے میں نے اپنے محسن خدا کی تائید سے تالیف کیا ہے اور بخدا یہ میرے ربّ کی قوت سے، نہ کہ کسی انسان کی طاقت سے ہے اور یہ بلا شبہ ہر اس شخص کے لیے ایک عظیم نشان ہے جو سوچ بچار کرے اور جزا سزا کے دن کے مالک سے ڈرے۔

و انّى سمّيتهٗ
اور میں نے اس کا نام
رکھا ہے

مواهِبُ الرحمٰن

و انا عبدا للّه الأحَد غلام احمدؐ عافانى اللّٰه و ايّد وجعل قريتى هٰذه قاديان دارالاسلام و مهبط الملٰئكة الكِرَام
(اٰمين)

اور میں اللہ واحد و یگانہ کا عاجز بندہ غلام احمد ہوں۔ اللہ مجھے عافیت عطا فرمائے اور میری تائید فرمائے اور میری اس بستی قادیان کو دارالاسلام اور ملائکہ کرام کے نزول کی جگہ بنائے آمین۔

قد طبع فى مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروى لاربعة عشر خلون من شوّال سنة ١٣٢٠ھ
مطابقًا لاربعة عشر خلون من شهر جنورى سنة ١٩٠٣ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان باہتمام حکیم فضل الدین بھیروی

۱۴ شوال سنہ ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

أَحْلِفُ باللّٰه كلَّ مَن بلغته هٰذه الأوراقُ أَنْ يُشيعوها في جرائدِهم، وسيَجْزيهم العَليمُ الخلّاقُ

میں ہر اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جسے یہ اوراق پہنچیں کہ وہ ان کو اپنے اخبار میں شائع کرے اللہ علیم وخلاق انہیں اچھی جزا عطا کرے گا

﴿۱﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الكَرِيم

اللِّواء ـ وَآيَةٌ مِّنَ السَّمآء

اخبار اللّواء اور ایک آسمانی نشان

قد اعترض علينا صاحب اللواء☆، عفى الله عنه وغفر له خطأه الذي صدر منه من غير عزم الإيذاء. قال: وردَت إلينا نشرة باللغة الإنكليزية متضمنة آراء المسيح الذي ظهر في بعض البلاد الهندية، و ادعى النبوة، و ادعى أنه هو عيسىٰ ليجمع الناس علىٰ دينٍ واحدٍ وليهديهم إلى سبيل التُّقٰى. وإنه زعم أنّ

اللوآء اخبار (مصر) کے مدیر (مصطفیٰ کامل پاشا) نے ہم پر اعتراض کیا ہے۔ اللہ اس سے درگزر فرمائے اور اُس کی خطا کو معاف فرمائے جو اس سے ایذاء رسانی کے ارادہ کے بغیر صادر ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمیں انگریزی زبان میں ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے جو ہندوستان کے ایک علاقے میں ظاہر ہونے والے مسیح کے خیالات پر مشتمل ہے۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ہی عیسیٰ (موعود) ہے تا وہ لوگوں کو دینِ واحد پر اکٹھا کرے اور تقویٰ کی راہ کی طرف ان کی رہنمائی کرے۔ نیز اس کا یہ بھی خیال ہے

☆ مصطفیٰ کامل پاشا صاحب جريدة اللواء المصرية (ناشر)

التطعيم ليس بمفيد للناس، واستدل بآية قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ ، فانظروا إلى سقم هذا القياس . ثم بعد ذالك قال صاحب اللواء : إن هذا المدعى يزعم أن ترك الدواء هو مناط التوكّل على واهب الشفاء . وليس الأمر كذالك .فإن الاتكال على الله تعالٰى هو العمل بمقتضى سنّته، التي جرت في خليقته، وقد أُمرنا في القرآن أن ندرأ الأمراض والطواعين بالمداواة و المعالجات ، ولا نجد فيه شيئا ممّا قال هذا الرجل من الكلِم الواهيات . بل الاتّكال بالمعنى الذى يظن هذا المدعى هو عدم الاتّكال في الحقيقة، فإنه خروجٌ من السنة الجارية المَحْسُوسَةِ المشهودة في عالَم الخَلق، وخلاف لآية لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ . ﴿۲﴾

کہ (طاعون کا) ٹیکا لگوانا لوگوں کے لئے مفید نہیں۔اور اس نے آیت قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا [1] سے استدلال کیا ہے کہ اس قیاس کے بودے پن پر غور کرو۔ پھر اس کے بعد مدیر لوآء کہتا ہے: کہ یہ مدّعی سمجھتا ہے دوا کا ترک کرنا شفاء عطاء کرنے والے خدا پر توکّل سے وابستہ ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر توکّل اُس کی اُس سنت کے تقاضے پر عمل کرنا ہے جو اس کی مخلوق میں جاری وساری ہے اور ہمیں قرآن میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم جملہ امراض اور طاعونوں کا علاج معالجہ کے ذریعہ ازالہ کریں اور وہ بودے کلمات جو یہ شخص کہہ رہا ہے ان میں سے ہم اس (قرآن) میں کچھ بھی نہیں پاتے بلکہ توکّل ان معنوں میں جو یہ مدّعی سمجھتا ہے وہ درحقیقت عدم توکّل ہے۔ کیونکہ ایسے معنی اس عالم آفرینش میں جاری اور محسوس ومشہود سنت سے خروج اور آیت لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ [2] کے منافی ہے۔

[1] تو (ان سے) کہہ دے کہ ہمیں تو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ رکھی ہے۔(التّوبة:۵۱)

[2] اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔(البقرة:۱۹۶)

ھـذا مـا قـال صاحب اللواء وما تَظنَّى .فالأسف كل الأسف عليه أنــه اعتــرض قبـل أن يُـفتّــش وتَـجنّٰى .ولـمّـا قـرأتُ مـا أشاعَ وأَمْلٰى، قُلْتُ :يا سبحان اللّٰه ! ما هـذا الـكـذب الـذى عـلى مِقْوَله جـرَى؟ وإنى ما تفوهتُ قطُّ بهذا فـكيف إلـىّ هـذا الـقـول يُعزى؟ يطلبنى فى نياط وأنا على بساط، ويُبيّـن ما فُهتُ به بصورة أُخرٰى . فـأقول : عـلٰـى رِسْلِك يا فَتٰى .. ولا تَـعْـزِنـى إلٰـى قـولٍ ما أتعزَّى. ومِـن حُسْـن خـصـائل المَرْءِ أن يُـحـقّـقَ ولا يـعتـمـد علٰى كلّ ما يُروٰى .فـاتّـق الـلّٰـه يا من يُجرّح جِـلْـدتى ويُشهّر مَنقصتى، وتعال أقـصّ عـليك قـصّـتـى، واسمع منى معذرتى ، ثم اقض ما أنت قاض، واخُطُ خطوة التقٰى، و اسلُكْ سبيل التـقوٰى ، ولا تَقْفُ مـا ليس لك بهٖ علم ولا تتبع الهوَى.

یہ ہے وہ اعتراض جو صاحب لواء نے کیا اور بدگمانی کی۔افسوس صد افسوس! اس پر کہ اس نے قبل از تحقیق اعتراض کیا اور تہمت لگا دی جب میں نے اس مضمون کو پڑھا جو اس نے لکھا اور شائع کیا تو میں نے کہا واہ سُبْحَانَ اللّٰہ ،کتنا بڑا جھوٹ ہے جو اُس کی زبان پر جاری ہوا۔حالانکہ میں نے تو کبھی ایسی بات نہیں کہی۔تو پھر یہ بات میری طرف کس طرح منسوب ہوئی ۔وہ مجھے دور دراز بیابان میں ڈھونڈتا ہے حالانکہ میں تو سامنے ہوں ﴿۳﴾ اور جو بات میں نے کہی ہے وہ اسے دوسرے رنگ میں بیان کرتا ہے پس میں کہتا ہوں کہ اے جوان! ذرا ٹھہر !اور جو بات میں نے خود اپنی طرف منسوب نہیں کی اسے میری طرف منسوب نہ کر اور کسی شخص کے اچھے خصائل میں سے یہ ہے کہ وہ تحقیق کرے اور ہر سنی سنائی روایت پر اعتماد نہ کرے۔پس اے وہ جو میری جلد کو مجروح کرتا اور میری نسبت مزعومہ نقائص کی تشہیر کرتا ہے اللہ سے ڈر اور آ ، میں تیرے سامنے اپنا قصہ بیان کرتا ہوں مجھ سے میرا عذر سن ! پھر تو جو چاہے فیصلہ کر۔اور نقش تقویٰ اختیار کر۔اور تقویٰ کی راہوں پر چل۔اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ لگ اور حرص وہوا کی پیروی نہ کر۔

إنّـي امرء يكلّمني ربّي، ويُعلّمني مـن لّدُنه، ويحسن أدبي، ويوحي إلـيّ رحـمـة مـنـه، فأتّبع ما يُوحٰى، ومـا كـان لـي أنْ أترك سبيلـه وأَخْتارَ طُرقًا شَتّٰى. وكلّ ما قُلتُ قـلـت مـن أمـره، وما فعلت شيئًا عـن أمري، وما افتريت علٰى ربّي الأَعْـلٰـى، وقـد خـاب من افترٰى. أتـعـجب من هذا؟ فلا تعجب من فـعـل الـقـدير الذي خلق الأرض والسَّماوات العُلٰى، وإنه يفعل ما يشـاء، ولا يُسـأل عـمّـا قضٰى. وعندي منه شهادات كثيرة، وإنه أرى لِـي آياتٍ كُبْرٰى، وله أَسْرارٌ فـي أنبـاء وحيـه الـذي رزقـنـي ورُموزٌ لا تُـدركهـا عقول الورىٰ. فـلا تُمارِني في ترك التطعيم، ولا تكن كمثل من أغفل الله قلبه فاتّخذ أسبـابـه إلٰـهًـا وكـان أمره فُرُطًا.

﴿۴﴾

بلاشبہ میں ایسا شخص ہوں کہ میرا رب مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنی جناب سے مجھے تعلیم دیتا اور میرے ادب کو نکھارتا ہے اور اپنی رحمت سے مجھ پر وحی نازل کرتا ہے۔ پس جو وحی ہوتی ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں اور میرے لئے ممکن نہیں کہ میں اس کی راہ چھوڑ دوں اور متفرق راہیں اختیار کروں جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے حکم سے کہا ہے از خود میں نے کچھ نہیں کیا۔ اور میں نے اپنے بزرگ و برتر خدا پر افترا نہیں کیا۔ اور یہ کہ جس نے افترا کیا وہ نامراد ہوا۔ کیا تو اس پر تعجب کرتا ہے؟ پس تو اُس قادر خدا کے فعل پر تعجب نہ کر جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ بلاشبہ وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جو کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جائے گا۔ اور میرے پاس اس کی جناب سے بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور اس نے میرے لئے بڑے بڑے نشانات دکھائے ہیں۔ اس کی وحی جو اس نے مجھے عطا کی ہے اس کی خبروں میں اُس کے ایسے اسرار اور رموز ہیں جن کا مخلوق کی عقل ادراک نہیں کر سکتی۔ پس تو ٹیکا نہ لگوانے کے بارے میں مجھ سے بحث نہ کر اور اس شخص کی طرح نہ بن کہ جس کے دل کو اللہ نے غافل کر دیا تو اس نے اپنے اسباب کو معبود بنا لیا ہوا اور اس کا معاملہ حد

ولكلِّ سببٍ إلٰى ربّنا المُنتهٰى، ويَفْنى السبب بعد مراتب شتّٰى. ثم تأتى مرتبة الأمر البحت لا يشار فيه إلى سبب ولا يومٰى، ويبقى الله وحده وتُقْطَع الأسباب وتُمحىٰ. وليس للأسباب إلّا خطواتٌ، ثم بَعْده قدرٌ بَحتٌ لا يُدْرَك ولا يُرٰى، وخزائن مخفية لا تُحَدّ ولا تُحْصٰى، وبحرٌ لا ساحل له، ودَشْت نَطْناطٌ لا يُمْسَح ولا يُطْوىٰ. أعُطّلتِ القدرةُ البحتُ وبقى الأسباب؟ تلك إذا قسمة ضيزى! ألا تعلم كيف خلق الله آدم وعيسٰى، وتتلو ذكرهما فى القرآن ثم تنسى؟ أنسيت قصة الكليم وفلق البحر العظيم، إذْ أَجاز البحر وأُغرِقَ فرعون اللئيم؟ فبَيِّنْ لنا أى فُلْكٍ كان ركِبه موسٰى؟ وما قص الله هذه القصص عبثا بل أودعها معارف عُظمٰى لتعلموا أن قدرة اللّٰه ليستْ مُقيّدةً فى الْأَسباب، وليزداد إيمانكم وتفتح

سے تجاوز کر گیا ہو اور ہر سبب کا منتہا ہمارا ربّ ہے، اور چند مراحل کے بعد سبب مفقود ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کے بعد خالص امر کا مرتبہ آ جایا کرتا ہے جس میں کسی سبب کی طرف کوئی اشارہ یا کنایہ نہیں کیا جا سکتا اور صرف خدا واحد و یگانہ باقی رہ جاتا ہے اور تمام اسباب کاٹ دیئے اور مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اسباب تو صرف چند قدم تک ہیں پھر اس کے بعد صرف خالص قدرت رہ جاتی ہے جس کا نہ تو ادراک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مشاہدہ۔ اور مخفی خزائن ہیں جن کا کوئی حدّ و شمار نہیں۔ اور بحر بیکراں ہے اور ایسا طویل و عریض دشت ہے کہ جسے عبور یا طے نہیں کیا جا سکتا۔ کیا خالص قدرت معطّل ہو گئی اور صرف اسباب باقی رہ گئے؟ پھر تو یہ ایک غیر عادلانہ تقسیم ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے آدم اور عیسیٰ کو کس طرح پیدا فرمایا۔ تو ان دونوں کا ذکر قرآن میں پڑھتا ہے اور پھر بھول جاتا ہے۔ کیا تو موسیٰ کلیم اللہ کا قصہ اور عظیم سمندر کا پھٹنا بھول گیا ہے۔ کہ جب اس نے سمندر پار کیا اور لئیم فرعون غرق کیا گیا۔ پس ہمیں بتا کہ موسیٰؑ کس کشتی پر سوار ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ قصّے عبث نہیں بیان فرمائے بلکہ ان میں معارف عظیمہ ودیعت فرمائے ہیں تا تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مقید بالاسباب نہیں اور تا ان سے تمہارا ایمان بڑھے ﴿۵﴾

عيونكم وتنقطع عروق الارْتِيَاب ، ولتعرِفُوا أنّ ربّكم قديرٌ كاملٌ ما سُدَّ عليه باب من الأبواب، ولا تنتهي قدرته ولا تبلٰى . ومن أنكر سعة قدرته وقيّدها بسببٍ لقلة فطنته فقد خرّ مِن ذُرَى الصدقِ وهوٰى، وكان خروره أصعب و أَدْهٰى . فلا تسُبّ الذين يتركون بعض الأسباب بأمر الله الوهّاب، ولا تُقيِّدُ سنن الله في دائرةٍ أضيق وأغسٰى .اعلم أن الأسباب أصل عظيم للشرك الذي لا يُغْفَر، وأنها أقرب أبواب الشرك وأوسعها للذي لا يحذر، وكم من قوم أهلكهم هذا الشرك وأردى، فصاروا كالطبعيّين والدهريّين، يضحكون على الدّين متصلّفين ومستكبرين، كما تشاهد في هذا الزمان وترىٰ ولَا نمنع من ﴿٦﴾ الأسباب على طريق الاعتدال،

اور تمہاری آنکھیں کھلیں اور شک وشبہ کی رگیں کٹ جائیں اور تا کہ تم اچھی طرح سے آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارا ربّ کامل قدرت رکھتا ہے اور اس پر کوئی دروازہ بھی بند نہیں اور اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں اور نہ وہ ختم ہوتی ہے۔اور جس نے اس کی قدرت کی وسعت سے انکار کیا اور اپنی کم فہمی کے باعث اسے کسی سبب سے مقیّد کر دیا تو وہ بالیقین سچائی کی بلند چوٹی سے نیچے آ گرا اور ہلاک ہو گیا۔اور اس کا گرنا بڑا کٹھن اور مہلک ہے۔پس تو ان لوگوں کو بُرا بھلا نہ کہہ جو وھّاب اللہ کے حکم سے بعض اسباب کو ترک کر دیتے ہیں۔اور نہ ہی تو اللہ کے سنن کو تنگ اور تاریک وتار دائرے میں محصور کر۔تو جان لے کہ اسباب نہ بخشے جانے والے شرک کے لئے عظیم بنیاد ہیں اور یہ اسباب اس شخص کے لئے جو احتیاط نہیں کرتا شرک کے دروازوں کے زیادہ قریب اور زیادہ فراخ ہیں۔اور بہت سی ایسی قومیں ہیں جنہیں اس شرک نے ہلاک اور برباد کر دیا۔پس وہ نیچریوں اور دہریوں کی طرح ہو گئے ہیں جو لاف زنی اور تکبر کرتے ہوئے دین کا تمسخر اڑاتے ہیں جیسا کہ تو اس زمانے میں دیکھتا اور مشاہدہ کر رہا ہے۔اور ہم اعتدال کی راہ سے اسباب کے اختیار کرنے سے منع نہیں

ولكن نمنع من الانهماك فيها والذهول عن الله الفعّال، ومَن تمايل عليها كل التمايل فقد طغٰى. ثم مع ذالك إن كان ترك الأسباب بتعليم من الله الحكيم، فهِيَ آية من آيات الله الجليل العظيم، وليس بقبيح عند العقل السليم، وقد سمعتَ أمثالها فيما مضٰى. واعلمْ أن لأولياء الله بعضَ أفعال لا تدركها العقول، ولا يعترض عليها إلا الجهول. أنسيت قصّة رفيق موسٰى وهى أكبر من قصّتى كما لا يَخفَى؟ إنّه قتل نفسًا زكيّةً بغير نفس، ومُنِع فما انتهٰى، وخرَق السفينة وظُنّ أنه يُغرق أهلها وجاء شيئا إِمْرا. ثم هٰهنا نكتة لطيفة وهو أن الأسباب خُلقت للأولياء، ولو لا وجودهم لبطلت خواص الأشياء، وما نفَع شىء من حيل الأطبّاء،

کرتے لیکن ہم ان میں ہمہ تن منہمک ہو جانے اور کارساز خدا کو فراموش کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو کلیتًا ان اسباب پر جھکا تو وہ بالضرور سرکش ہوا۔ پھر اس کے ساتھ ہی اگر ترک اسباب خداوند کریم کی تعلیم کے تحت اختیار کیا ہے تو وہ (ترک کرنا) خدائے بزرگ و برتر کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور یہ عقل سلیم کے نزدیک بُرا نہیں۔ اور بیانِ گذشتہ میں تو ان کی مثالیں سن چکا ہے اور تو جان لے کہ اولیاء اللہ کے بعض افعال ایسے ہوتے ہیں کہ عقلیں انکا ادراک نہیں کر سکتیں اور ان پر ایک نادان جاہل ہی اعتراض کرتا ہے۔ کیا تو موسیٰ کے ساتھی کا قصّہ بھول گیا وہ قصّہ جیسا کہ وہ کسی پر مخفی نہیں میرے قصّے سے زیادہ بڑا ہے کیونکہ اس نے ایک معصوم جان کو جس نے کسی کی جان نہیں لی تھی قتل کر دیا تھا اور جس سے اسے منع کیا گیا تھا نہ رکا اور اس نے کشتی میں شگاف کر دیا اور یہ یقین کر لیا گیا کہ اہل سفینہ کو غرق کر دے گا اور اس نے ایک انوکھا کام کیا۔ پھر یہاں ایک لطیف نقطہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اسباب اولیاء ہی کیلئے تخلیق کئے گئے ہیں اور اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو اشیاء کے خواص باطل ہو جاتے اور اطباء کی (علاج معالجہ کی) کوششیں

وأنهم لأهل الأرض كالشفعاء ، وأن وجودهم حِرْزُهم، ولولا وجودهم لمات الناس كلّهم بالوباء. فليس الدواء في نفسه
﴿۷﴾ شيئًا، بل يأتي الفضل من السّماء ، كما قال لي ربّي في وحيٍ منه: ’’لولا الإكرام لهلك المقام‘‘، وإنّ في ذالك لعبرة لمن يخشٰى. ثم جرت عادة اللّٰه أنّ بعض الناس يُبْتَلون بكَلِمِ أَوْلِيَائه ولا يتدبرون ولا يفهمون، ويُضل اللّٰه بهم كثيرا، ويهدى بهم كثيرا، وكذالك قَدَّر وقضٰى. ولا يضلّون إلا الذين في قلوبهم كبرٌ فهُمْ لكبرهم ينطَحون، ولا يخافون يوم الحساب، ويصرّون علٰى ما يقولون، وما لهم بِهِ علم ولا يتّقون، ويسبّون رسل ربهم بغير علم ويعترضون علٰى قولهم الأَخْفٰى .

بے سود ہو جاتیں اور یہ کہ اولیاء اللہ اہلِ زمین کے لئے شفاعت کرنے والے ہیں۔ اور ان کا وجود ان کے لئے تعویذ ہوتا ہے۔ اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو سب لوگ وبا سے مر جاتے۔ سو دوا اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں بلکہ فضل تو آسمان سے ہی آتا ہے۔ جیسا کہ میرے رب نے اپنی وحی میں مجھ سے فرمایا ’’اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدّ ِ نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا‘‘۔ اور یقیناً اس میں ہر ڈرنے والے کے لئے عبرت ہے۔ پھر یہ اللہ کی سنت جاریہ بھی ہے کہ کچھ لوگ اس کے اولیاء کے کلمات سے آزمائے جاتے ہیں اور وہ تدبر سے کام نہیں لیتے اور سمجھتے نہیں اور اللہ ان کے ذریعہ بہتوں کو گمراہ قرار دیتا اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور ایسا ہی اس نے مقدر کیا ہوا ہے اور گمراہ وہی ہوتے ہیں جن کے دلوں میں کبر ہوتا ہے پھر وہ اپنے اس کبر کے باعث ٹکریں مارتے ہیں اور روزِ حساب سے نہیں ڈرتے اور اپنی باتوں پر اصرار کرتے ہیں اور نہ تو انہیں اس کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ۔وہ جہالت کے باعث اپنے ربّ کے فرستادوں کو گالیاں دیتے ہیں اور وہ (انبیاء) کے اقوال پر جن کی (حقیقت) اُن پر مخفی ہوتی ہے

ولا يُهْدَونَ إلى نورهم لِشقْوةٍ
سبقت، ولذنوب كثرت،
ولمعاصى بلغت إلى المنتهٰى .
فلا يَرون إلّا عيوبهم ولا يُوفَّقون،
ويُغشّى الله أبصارهم لئلّا
يبصروا، ويصم آذانهم لئلّا
يسمعوا، ويختم على قلوبهم لئلّا
يفهموا، فينظرون إليهم وهم لا
يبصرون. ذالك بما قدمت أيديهم
وبما تمايلوا على الدنيا، و داسوا
تحت أقدامهم دَارالعُقبٰى. يسبّون
ولا يظلمون إلّا أنفسهم ويُبارِزون
اللّٰه الأغنٰى . وإنّ سبُّهم إلّا حسرةٌ
عليهم و حفرةٌ من النّار، فيقربون
الحُفرة ظلمًا وطغوى، ومن دنا منها
فقد تردّى. يقولون ما رأينا من
آية وما رأينا من أمرٍ عجيب .
يا سبحان الله! ما هذه الأكاذيب؟
ما لهم لا يخافون أيام الحسيب؟
وقد رأوا منّى أكثر من مائة ألف

اعتراض کرتے ہیں اور وہ اپنی گذشتہ بدبختی اور کثرتِ گناہ کے باعث اوراپنی اُن نافرمانیوں کی وجہ سے جو انتہا کو پہنچ چکی ہوتی ہیں ان (انبیاء و اولیاء) کے نور کی طرف راہ نہیں پاتے۔پس وہ ان (اولیاء اللہ) کے عیوب کے سوا کچھ نہیں دیکھتے اور انہیں ہدایت کی توفیق نہیں دی جاتی اور اللہ ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے تا کہ وہ نہ دیکھ سکیں اور ان کے کانوں کو بہرہ کر دیتا ہے تا کہ وہ سن نہ سکیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے تا کہ وہ سمجھ نہ سکیں پس وہ اُن اولیاء اللہ کو دیکھتے ہیں پر اُنہیں دیکھ نہیں پاتے اس کی وجہ ان کے گزشتہ اعمال ہیں اوراس وجہ سے بھی کہ وہ دنیا کی طرف جھک گئے اور دارِ آخرت کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا۔وہ گالیاں دیتے ہیں اور اپنی
ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور خدائے غنی سے ﴿۸﴾
بَرسرِ پیکار ہوتے ہیں۔اور ان کی گالی گلوچ خود ان کے لئے ہی حسرت اور آگ کا گڑھا ہے۔چنانچہ وہ ظلم اورسرکشی کے باعث آگ کے گڑھے کے قریب ہوتے ہیں اور جو اس گڑھے کے قریب ہوا تو وہ ہلاک ہوگیا۔وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی نشان نہیں دیکھا اور نہ ہی ہم نے کوئی غیر معمولی بات دیکھی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ ! کیا ہی جھوٹی باتیں ہیں۔انہیں کیا ہوگیا ہے کہ وہ محاسبہ کرنے والے خدا کے دنوں سے نہیں ڈرتے حالانکہ انہوں نے

آیاتٍ وخوارقَ ومعجزاتٍ، فَنَسِيَ كل منهم ما رأى. فكيف إذا سُئِلوا يوم القيامة وكُشِفَ ما كتموا، وأتوا ربّهم بنفسٍ تتعرّىٰ؟ وإنّ لعن الصادقين المرسلين ليس بِهَيِّنٍ، فسوف يرون ثمرة ما يبذرون، ويرون من أُخِذَ ومن نجىٰ. وإن الله يأتي ينقُص الأرضَ من أطرافها، فيُرى الفاسقين ما أرى في قرونٍ أُولٰى. وإن لحوم أوليائه مسمومة، فمن أكلها بالاغتياب والبهتان عليهم فقد دعا إليه الردىٰ. وسيبدى السمّ آثاره، ولا يفلح الفاسق حيث أتى. وإن الله غيور لنفوسهم كما هو غيور لنفسه، فلا يترك من عادىٰ، فانتظروا المدىٰ. وإنّ أَشقى النّاس من عاداهم وإن أَسعدَهم

ایک لاکھ سے زیادہ میرے نشانات ،خوارق و معجزات دیکھے لیکن اُن میں سے ہر شخص اُس نشان کو جو اُس نے دیکھا تھا بھول گیا۔پس قیامت کے دن جب ان سے جواب طلبی کی جائے گی اُن کا کیا حال ہوگا اور اس دن جو انہوں نے چھپایا ہوگا اسے منکشف کر دیا جائے گا ، اور وہ اپنے رب کے حضور عریاں دل کے ساتھ حاضر ہوں گے اور راستباز رسولوں پر لعنت کرنا کوئی معمولی بات نہیں پس جو وہ بور ہے ہیں اُس کا پھل جلد پالیں گے اور دیکھ لیں گے کہ کون پکڑا گیا اور کس نے نجات پائی ۔اور اللہ زمین کو اس کے کناروں سے سمیٹ لائے گا اور فاسقوں کو وہ کچھ دکھائے گا جو پہلے زمانے کے لوگوں کو دکھایا۔اور اولیاء اللہ کا گوشت زہریلا ہوتا ہے اس لئے جو بھی اسے ان کی غیبت اور بہتان طرازی کر کے کھائے گا تو اس نے خود ہلاکت کو اپنی طرف دعوت دی۔اور وہ زہر بہت جلد اپنی تاثیر ظاہر کر دے گا۔اور فاسق جدھر سے بھی آئے گا کامیاب نہ ہوگا ۔اور اللہ اُن وجودوں کے لئے غیرت رکھتا ہے جیسے وہ اپنی ذات کیلئے غیرت رکھتا ہے۔اس لئے جو اُن سے دشمنی کرے وہ اُسے نہیں چھوڑتا ۔ پس انجام کار کا انتظار کرو۔لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت وہ ہے جو ان سے دشمنی کرے اور

من وَالٍی . وإنّی واللّٰه من عنده، وھو لی قائم، فما رأیك أیھا العزیز. أتقبلُ أَوْ تأبٰی؟ وما أنکرنیْ إلّا الذی خاف الناسَ، أو کان من الذین یستکبرون، أَوْ ما فَکّر حَقَّ فکره، فتخلّفَ مع الذین یتخلّفون، أو لم یصبر علٰی ما ابتلاه به اللّٰه، فعثر وصار من الذین یھلکون. اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وقد ردف الابتلاء نفوسَھم وأموالھم وأعراضھم، لیعلم اللّٰه أنھم کانوا یصدُقون وما کانوا کحَطَبٍ یتشظٰی. ثُمّ اعلم أَیُّھا العَزِیْز، أنّی لستُ کرجل یخالف الأسباب مِن تِلقاءِ نفسه ویسلك مسلك الحمقٰی، بل أعلم أن رعایة الأسباب شیء لا یُترك ولا یُلْغٰی إلا بعد إیحاء اللّٰه

ان میں سب سے بڑا خوش بخت وہ ہے جوان سے دوستی کرتا ہے۔اور بخدا میں اُس کی طرف سے ہوں اور وہ میرے لئے کھڑا ہے پس اے عزیز! تمہارا کیا خیال ﴿۹﴾
ہے؟ کیا تم قبول کرو گے یا انکار!اور میرا انکار صرف وہی کرتا ہے جو لوگوں سے ڈرتا ہے یا پھر وہ جو متکبر ہے، یا پھر وہ شخص جس نے کَمَاحَقّہٗ غور و فکر نہیں کیا اور اس طرح وہ پیچھے رہ جانے والے لوگوں میں شامل ہو گیا یا پھر وہ جو اللہ کی طرف سے آنے والے ابتلا پر ثابت قدم نہ رہا۔ پس اس نے ٹھوکر کھائی اور ہلاک ہونے والے میں سے ہو گیا۔ ’’کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے‘‘ [۱]۔ اور ابتلا تو ان کی جانوں اور ان کے مالوں اور ان کی عزتوں کے پیچھے لگا ہوا ہے تا کہ اللہ جان لے کہ وہ صادق ہیں اور وہ ایندھن کی لکڑی کی طرح نہیں ہیں جو پارہ پارہ ہو جائے۔ پھر اے عزیزِ مَن! جان لے کہ میں اس شخص جیسا نہیں جو اسباب کا اپنی ذاتی رائے کے تحت مخالف ہو اور احمقوں کی راہ پر چل رہا ہو بلکہ میں جانتا ہوں کہ رعایت اسباب ایک ایسی چیز ہے کہ جسے ترک نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسے لغو قرار دیا جا سکتا ہے

[۱] العنکبوت:۳۰

الوھاب، وما کان لبشر أن یترك الأسباب من غیر وحی انجلٰی.فلا تعجَلْ علیّ من غیر بصیرة، ولا تجعلنی دَرِیّةً لرماحك. وغرضًا لعائر یُرمٰی .إنك لا تعلم دخیلة أمری وخَبِیْءَ باطنی، فلیس لك أن تَزْرِیَ قبل أَنْ تدری، وکذالك من السعداء یُرجٰی .وقد أرسلنی ربّی الّذِی ﴿۱۰﴾
لا یترك المخلوق سدی .وإنّی واللّٰہِ صدوق وما کُنتُ أن أتمنّٰی، ففکّرْ وکذالك من الکرام أتمنّٰی، ولا تجادِلْنی فی ترك التطعیم، وقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا .ولِلہِ تصرّفاتٌ فی مخلوقہ بالأسباب ومن دون الأسباب ویعلمھا أولو النھٰی .بل ھذا کاللُّبّ وذاك کالقشر، فلا تقنع بالقشر کالقَدریّة، واطلُبْ سرَّ

مگر خدائے وہاب کے وحی کرنے کے بعد ہی۔اور کسی بھی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اسباب کو وَحیِ جلی کے بغیر ترک کر سکے۔پس عدمِ بصیرت سے میرے بارے میں جلدی مت کر۔اور نہ ہی مجھے اپنے نیزوں کا نشانہ بنا۔ اور نہ ہی کسی ہوائی ہدف کا نشانہ بنا۔تو میرے معاملہ کی حقیقت اور سرِّ باطن کو نہیں جانتا۔تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ کچھ جاننے سے قبل ہی میری عیب جوئی کرے۔سعادت مندوں سے ایسی ہی امید رکھی جاتی ہے۔اور یقیناً میرے رب نے مجھے بھیجا ہے جو اپنی مخلوق کو بے مہار نہیں چھوڑتا۔اور خدا کی قسم میں یقیناً سچا ہوں اور دروغ گو نہیں ۔پس غور وفکر کر اور میں معززین سے یہی امید رکھتا ہوں۔طاعون کا ٹیکا ترک کرنے کے بارے میں مجھ سے بحث نہ کر اور رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دعا کر۔اور اللہ کو اسباب کے ذریعہ اور اسباب کے بغیر اپنی مخلوق میں تمام تصرّفات حاصل ہیں اور اہلِ دانش اس سے خوب آگاہ ہیں۔بلکہ تصرّف بلاسبب مغز ہے اور تصرّف بالسبب ایک چھلکا ہے۔ پس فرقہ قدریہ کی طرح چھلکے پر قناعت نہ کر۔ہاں اللہ کی قدرتوں کے راز تلاش کرتا کہ

أقداره ليُعْطٰى.

إنّ اللّه يفعل ما يشاء، ولا تُدْرِكه الأَبْصار، ولا تحدّه الآراء، ولا يحتاج إلى مادةٍ وهَيُولٰى. وإنّه قادرٌ على أن يشفى المرضى من غير دواءٍ، ويخلق الوُلْدَ مِنْ غَيْرِ آباءٍ، ويُنْبِت الزّرع مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّسْقٰى. وما كان لدواءٍ أن ينفع من غير أَمْر ربّنا الأَعْلٰى. يودع التأثيرَ فيما يشاء، وينزع عمّا يشاء، وله الأمر فى الأرض والسّماوات العُلٰى. ومن لم يؤمن بتصرّفه التّام، ولم يعرف أمره الذى لم يَأْبَه ذرّةٌ من ذرّات الأنام، فما قدَره حقّ قدره، وما عَرفَ شأنه وما اهتدىٰ. ومَن ذا الذى حَدَّ قوانينَ قُدرته، أو أحاط علمُه بِسُنّته؟ أتعلم ذالك الرجل على الأرض أو تحت الثرىٰ؟ أتقول كيفَ تُبْرَأُ الْمَرضٰى بغير دواءٍ.. ذالك أَمْرٌ بعيدٌ؟ وقد بَرَأَ ك

وہ تجھے عطا کئے جائیں۔

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور آراء اس کی حد بندی نہیں کرسکتیں اور وہ کسی مادے اور ہیولے کا محتاج نہیں اور وہ بیماروں کو دوا کے بغیر شفاء عطا کرنے پر قادر ہے، اور بغیر باپ کے اولاد پیدا کرنے اور آبپاشی کے بغیر کھیتیاں اگانے پر بھی قادر ہے۔اور ہمارے خدائے بزرگ و برتر کے امر کے بغیر کوئی دوا نفع نہیں دے سکتی وہ جس چیز میں چاہتا ہے تاثیر رکھ دیتا ہے اور جس چیز سے چاہتا ہے تاثیر سلب کرلیتا ہے۔زمین اور بلند و بالا آسمانوں میں اسی کا حکم چلتا ہے اور جو انسان اس کے کامل تصرّف پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے اس امر سے آشنا نہیں جس سے مخلوقات کے ذرّوں میں سے کوئی ذرّہ سرتابی نہیں کرسکتا تو ایسے انسان نے حق تعالیٰ کی
کَماحَقّہٗ قدر نہیں کی۔اور اس کی عظمت کو نہ پہچانا ﴿۱۱﴾
اور نہ ہدایت پائی۔اور کون ہے جو اس کے قوانین قدرت کو محدود کرے اور اپنے علم سے سنت اللہ کا احاطہ کرے۔کیا زمین کے اوپر یا زیر زمین تو کسی ایسے شخص کو جانتا ہے؟ کیا تو یہ کہتا ہے کہ دوا کے بغیر مریض کس طرح صحتیاب ہوسکتے ہیں اور یہ امر بعید از قیاس ہے حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا

اللّٰـه ولـم تـكُ شَيْئًا، ثم يُفنى ثم يُعِيد، وذاك فعلٌ قد جرٰى فيك فـكيف عـنـه تـحيد؟ فاتق اللّٰه ولا تُـنكـر قـدرتـه العـظمٰى . وإنّ الطاعُون تَرمى بشررٍ يُقعِص على الـمـكـان، فبأىّ دواءٍ يُرْجـى الأمان؟ وإنّ الدواء ظنون، والظنّ لا يغنى من الحقّ يا فتيان .أتذكر التـطـعيـم؟ وإنّه شيء لا يغنى من لَهَبٍ بسَـط جـنـاحه على جميع البـلـدان، فـمـا عندكم من تدبير يـمـنـع قـضـاء السّماء ويردّ هذا الثعبان .وإنّهـا بـليّة تـرى القوم منـهـا صَـرْعٰى .وقـد ضـل الذين زعـمـوا أنهـم أحـصـوا سنن اللـه وأنهم بقوانينه يحيطون .سبحانه وتعالٰى عمّا يصِفون ! وإن هم إلّا كَالعُمْى أو أضَلُّ سبيلا . بل الحق أنّ سُـنّتـهُ أَرفـع مـن التَّـحْـدِيْـدِ والإِحْصَاءِ، وله عادات، فيخرق بعض عـا داتـه للأحبّاء والأتقياء، ﴿۱۲﴾

اور تو کچھ چیز نہ تھا، پھر وہ فنا کر کے دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ فعل تیری ذات میں جاری ہے۔ پس تو اس سے کیسے انحراف کرسکتا ہے۔ پس اللہ سے ڈر اور اس کی قدرتِ عظمیٰ کا انکار نہ کر۔ اور طاعون ایسی چنگاریاں پھینکتی ہے جو موقع پر ہی ہلاک کر دیتی ہے۔ اے جوانو! بتاؤ کہ کس دوا سے امن وسلامتی کی امید کی جاسکتی ہے؟ دوا تو ایک ظنّی چیز ہے اور ظن کی حق کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ کیا تو ٹیکا لگوانے کی بات کرتا ہے حالانکہ ٹیکا لگوانا اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے جس نے تمام علاقوں میں اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں بچا نہیں سکتا۔ پس تمہارے پاس کوئی بھی ایسی تدبیر نہیں جو قضائے آسمانی کو روک سکے اور اس اژدہا کو دور کرسکے؟ یہ وہ مصیبت ہے جس سے تو قوم کو پچھاڑ کھا کر گرا ہوا دیکھ رہا ہے۔ اور وہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کی سنتوں کو شمار کرلیا ہے اور وہ اس کے قوانین کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ جو وہ بیان کرتے ہیں اللہ کی ذات اُس سے پاک و برتر ہے۔ وہ اندھوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس کی سنت حدّ وحساب سے بالا تر ہے۔ اور اس کے قوانین قدرت ہیں پس وہ بعض قوانین کو اپنے

ویُبدی لهم ما لا یُتصور ولا یُریٰ . ولولا ذالك لشَقِیَ طُلّابُه، ونُکِّرَ جنابُه، ومات عُشّاقه فی الحُجب والغشاءِ والعمٰی . وواللّٰهِ لولا خرق العادت لضاعت ثمرات العبادات، وَماتت عبادُه تحت مکائد أهل المعادات، ولصَار المنقطِعون خاسرین فی الدنیا والأُخرٰی، ولضاعت نفوسُهم مِنَ الهِجرَانِ، وماتوا وما لهم عینان، وما کان أحد کمثلهم أَشقٰی . وإنّ اللّه جَنّتهم وجُنّتهم، وإنهم ترکوا له عیشهم وراحتهم، فکیف یترك الحِبّ مَن کان له؟ بل یسعی فضله إلی من مشٰی . والخلق عُمْیٌ کلّهم لا یعرفون أولیاءه، فیعرّفهم بآیاتٍ یجلّیها کالضّحٰی . ولو لا ترك العادات. فما معنی الآیات؟ ألا تُفکّرون یَا وُلْدَ المسلمین

پیاروں اور متقیوں کے لئے خارق عادت ظاہر کرتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ کچھ ظاہر کرتا ہے جس کا تصور اور مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اُس کے طالب نامراد ہو جاتے اور ذاتِ باری کی شناخت نہ ہوتی اور اس کے عُشّاق، حجاب، پردے اور اندھے پن میں مر جاتے۔ اور بخدا اگر خوارق نہ ہوتے تو عبادتوں کے ثمرات ضائع ہو جاتے۔ اور اللہ کے بندے دشمنوں کے مکّارانہ منصوبوں کے نیچے مر جاتے۔ اور زُہّاد دنیا اور آخرت میں خائب و خاسر ہو جاتے۔ اور فراق کے مارے ان کی جانیں ضائع ہو جاتیں اور وہ چشمِ بینا کے بغیر ہی مر جاتے اور ان جیسا کوئی بھی بد بخت نہ ہوتا اور یقیناً اللہ ہی ان کی جنّت اور سپر ہے اور انہوں نے اُسی کے لئے اپنا عیش و آرام ترک کر دیا ہے۔ پس کیونکر وہ یارِ جانی ایسے شخص کو جو ہمہ تن اس کا ہو جائے چھوڑ دے بلکہ جو اُس کی طرف چل کر آتا ہے اُس کا فضل اُس کی طرف بھاگا چلا آتا ہے۔ اور مخلوق تو سب کی سب اندھی ہے وہ اس کے اولیاء کو نہیں پہچانتی۔ مگر وہ خدا خود انہیں اپنے روز روشن کی طرح تاباں نشانات کے ساتھ ان کی پہچان کرواتا ہے۔ اگر ترکِ عادات نہ ہو تو نشانات چہ معنی دارد؟ اے فرزندان اسلام

وأُمّةَ نبيِّنا المُصطفٰى عَلَيْهِ سَلامُ اللّٰه إلٰى يوم تَرى الناسَ فيه سُكارٰى ومَا هم بسُكارٰى. وإنّ إلٰهُنا إلٰهٌ واحِدٌ قَدِيمٌ أزلىٌّ، وقد كفَر مَنْ شَكَّ وبالسوء تَظنّى. ولٰكِنّه مع ذالك يتجدّد لأَصْفيائه، ويبرُز فى حُلَلٍ جديدةٍ لأوليائه، كأنّه إلٰه آخرُ لا يَعْرِفه أحَدٌ من الوَرٰى، فيفعَلُ لهم أَفعالًا لا يُرى نظِيرُها فى هذه الدنيا. ولا يخرق عادته إلا لِمَنْ خرَق عادته وتزكّٰى، ولا ينزلُ لأحدٍ إلا لِمن نزل من مركب الأمّاره ورَكِبَ الموتَ لابْتغاء الرضٰى، وخرّ على حضرته وأحرق جذبات النفس ومحٰى. وإنّه يُبدِّل عاداته للمُبدِّلين، ويتجدّد للمتجدّدين، ويهَب وجودًا جديدا لمن فَنٰى. وهذا هو المطلوب لكلّ مؤمن. ومن لم ﴿۱۳﴾

اور ہمارے نبیؐ مصطفٰی کی امت! اللہ کی اُن پر اُس دن تک سلامتی ہو جس دن تو لوگوں کو مدہوش پائے گا حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے۔تم کیوں غور وفکر نہیں کرتے۔ یقیناً ہمارا معبود واحد و یگانہ ہے جو قدیم اور ازلی ہے۔اور جس نے اس میں شک کیا اور بدظنی کی تو یقیناً وہ کافر ہو گیا لیکن بایں ہمہ وہ اپنے چنیدہ بندوں کے لئے نئے رنگ میں اور اپنے اولیاء کے لئے ایسے جدید پیراہنوں میں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک اور ہی معبود ہے جسے مخلوق میں سے کوئی نہیں پہچانتا۔ پھر وہ ان کے لئے ایسے ایسے کام کر دکھاتا ہے کہ جس کی اس دنیا میں کوئی نظیر نظر نہیں آتی اور وہ صرف اسی شخص کے لئے اپنی خارق عادت دکھاتا ہے جو اس کی خارق عادت کا مستحق ہو اور پاک نفس ہو اور وہ اسی کے لئے نازل ہوتا ہے جو نفسِ امّارہ کی سواری سے نیچے اترتا اور رضائے الٰہی کی تلاش میں موت پر سوار ہوتا ہے۔اور اس کے آستانے پر گر جاتا اور اپنے جذبات نفس کو بھسم اور ناپید کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ (اللہ) تبدیلی پیدا کرنے والوں کے لئے اپنی عادات بدل دیتا ہے اور اپنے اندر نیا وجود پیدا کرنے والوں کے لئے وہ نیا بن جاتا ہے۔اور وہ جو اس کی راہ میں فنا ہو اُسے ایک نیا وجود عطا کرتا ہے۔اور یہی ہر مومن کا مقصود ہے اور جس نے اس کے (خوارق) میں سے

یر منه شیئا فما رأی. وإنه یتجلّی لِعبادهِ المنقطعین بقُدرةٍ نادرةٍ، ویقوم لهم بعنایةٍ مُبتکرة، فیُری لهم آیاتٍ ما مَسَّها أحد وما دنٰی. وإذا أقبلوا علیه بتضرع وابتهال، سعی إلیهم ونجّاهم من کلّ نکال ومِنْ کُلِّ مَن آذی. وإذا اسْتفتَحوا بجُهْدهم وإقبالهم علی الحضرة، قُضِیَ الأَمْر لهم بخرق العادةِ، وخاب کلّ من آذاهم وما اتّقٰی. وکیف یستوی ولیُّ اللّٰه وعدوّه ..ألا تری؟ الذین طحِنتهم رحی المحبّة، ودارت علیهم لِحبّهم أنواعُ دَورِ المصیبة، فهم لا یُهْلکون .ولا یجمع الله علیهم موتین ..موتٌ من یده وموتٌ من ید عدوّه..لئلّا یضحك الضاحکون، وکذالك

مشاہدہ نہ کیا تو اس نے کچھ نہ دیکھا۔اور وہ انقطاع اختیار کرنے والے اپنے بندوں کے لئے نادر قدرت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔اور وہ ایک نئی عنایت کے ساتھ ان کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور ان کے لئے ایسے نشانات دکھاتا ہے کہ جنہیں نہ تو کسی نے چھُوا اور نہ قریب گیا۔اور جب وہ اولیاء اللہ کمال تضرّع اور عاجزی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہے اور انہیں ہر ایذا اور ہر ایذا رساں سے نجات دیتا ہے۔اور جب وہ اپنی پوری کوشش سے اور آستانہ الٰہی پر جھکتے ہوئے فتح طلب کرتے ہیں تو خارق عادت کے طور پر اُن کے حق میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔اور ہر وہ شخص جو انہیں ایذا دے اور تقویٰ اختیار نہ کرے خائب و خاسر ہوتا ہے۔پس اللہ کا ولی اور اس کے دشمن کیونکر برابر ہو سکتے ہیں۔کیا تو نہیں دیکھتا۔وہ لوگ جنہیں محبت کی چکّی نے پیس ڈالا ہو اور جن پر اپنے محبوب کی محبت کی وجہ سے مصیبت کے مختلف النوع کئی دَور آ چکے ہوں وہ کبھی ہلاک نہیں کئے جاتے۔اور اللہ ان پر دو موتیں جمع نہیں کرتا۔ایک موت اپنے ہاتھ سے اور دوسری موت اس (ولی) کے دشمن کے ہاتھ سے۔تا کہ پھبتی اڑانے والے پھبتی نہ اڑائیں ﴿۱۴﴾

مِن بَدْوِ خلقِ العالم قضى .إنْ يُهْلِكهم فهم عباده ..وإنْ ينصُرْهم فما العدوّ وعناده؟ وإنه كتب لهم العزّ والعُلٰى .قوم أخفياء تحت ردائه، لا يعرفهم الخلق من دون إدرائِهِ، واللّٰهُ يعرفُ ويرىٰ .فيقوم لهم كالشاهدين ، ويُرى لهم آياتٍ في الأرضين، ويهدى من يبتغى الهدٰى .ويتجالد لهم العدا، ويخلق لهم أسبابا لايخلق لغيرهم ، ويأمر ملائكه ليخدموهم بإيصال خيرهم، فينصر عبده من حيث لا يُحتسب ولا يُتظنّى .أتلومنى لترك الأسباب مع أننى أُمرتُ من ربّ الأرباب .فلا أعلم على ما تلومنى .ما لك تُبصر ثم تتعامٰى .

ابتدائے آفرینش سے ہی اس نے یہ فیصلہ فرمایا ہوا ہے۔ اگر وہ انہیں ہلاک کرے تو وہ اُس کے ہی بندے ہیں اور اگر وہ اُن کی نُصرت فرمائے تو دشمن اور اُس کے عناد کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اللہ نے ان کے لئے عزت اور سربلندی مقدر کر رکھی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اُس کی چادر کے نیچے مستور ہیں۔ اور اُس کی روشناسی کے بغیر مخلوقِ خدا اُن سے آشنا نہیں ہو سکتی۔ اللہ انہیں پہچانتا اور دیکھتا ہے اور گواہوں کی طرح اُن کی خاطر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور زمین کے تمام طبقات میں ان کے لئے نشانات دکھاتا ہے اور جو ہدایت کا متلاشی ہو اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اور ان کی خاطر دشمنوں سے جنگ کرتا ہے اور اُن کے لئے ایسے اسباب پیدا کرتا ہے جو اُن کے غیروں کے لئے پیدا نہیں کرتا۔ اور وہ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ انہیں بھلائی پہنچا کر اُن کی خدمت بجا لائیں۔ پھر وہ اپنے بندے کی اُن اُن راہوں سے مدد فرماتا ہے جو اس کے سان و گمان میں بھی نہیں ہوتیں۔ کیا تو مجھے ترکِ اسباب پر ملامت کرتا ہے باوجود یکہ مجھے رَبُّ الارباب سے ہی اس کا حکم دیا گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ تو مجھے کس بناء پر ملامت کرتا ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو دیکھتے ہوئے بھی اندھا بن رہا ہے۔

وإنی ما أمنع الناس من التطعيم، ولا ينفع تركه إلّا إيّای ومن اتبعنی بقلبٍ سليم، وعَمِلَ عملا صالحًا لرضى الرب الرحيم، وانسلخ من نفسه كما تنسلخ الحيّة من جلدها، وبَعُدَ مِن كل إثم وأثيم، أولئك الذين حُفظوا من هذا اللظی. أنسيتَ عجائب أمره تعالٰی فی خلقِ المسيح وحفظِ الكليم وخلقِ يَحْيَى؟أو تزعَمُ أن ربّنا ليس بربٍّ كان فی قرونٍ أُولی؟ أتظنّ أنّ موسٰی عند عبوره من غير السفينة ألقی نفسه وقومه إلی التهلكة ؟ ولا بد لك أَنْ تُؤمن بهذه الواقعة، وتقرّ بأنّ موسٰی ما ركب الفلك وما أوی إلٰی جَسْرٍ لرعاية الأسباب المعتادة العادية، وتَرَكَ محلّ الأَمَنة وترك سُنَن اللّٰهِ وعصَی .ففَكِّرْ أيها الذی ﴿۱۵﴾

میں لوگوں کو طاعون کا ٹیکا لگوانے سے نہیں روکتا ۔ ٹیکا نہ لگوانے کا فائدہ صرف مجھے اور اُن لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے قلبِ سلیم کے ساتھ میری پیروی کی ۔ اور ربِّ رحیم کی رضا کی خاطر نیک عمل کئے اور اپنے نفس سے اس طرح الگ ہو گئے جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر آ جاتا ہے اور ہر گناہ اور گنہگار سے دور ہو گئے ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اس بھڑکتی ہوئی آگ سے محفوظ ہو گئے ۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے امر کے اُن عجائبات کو فراموش کر دیا ہے جو اُس نے مسیح کی تخلیق اور کلیم اللہ کی حفاظت اور یحيٰی کی پیدائش کے بارے میں دکھائے یا پھر تو خیال کرتا ہے کہ ہمارا ربّ وہ ربّ نہیں ہے جو قُرونِ اُولیٰ میں تھا ۔ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ موسیٰ نے کشتی کے بغیر دریا عبور کرتے وقت اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا تھا ۔ اس کے سوا تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں کہ تم اس واقعہ پر ایمان لاؤ اور اس بات کا اقرار کرو کہ موسیٰ نہ تو کشتی پر سوار ہوا اور نہ اُس نے عام مروجہ اسباب ملحوظ رکھنے کی خاطر پُل پر کوئی پناہ لی اور اس نے مقام امن کو چھوڑ دیا اور سنت اللہ کو ترک کیا اور نافرمانی کی ۔ پس اے وہ شخص جس نے مجھ پر چھریاں تانی ہیں غور کر! کیا (موسیٰ کا)

سللتَ عليّ المُدٰى، أليس هذا محل الزراية كما أنت عليّ تتزرّىٰ؟ أتعلم كم من سفائن جمَع موسٰى على البَحر لرعاية الأسباب؟ فأَخرِجْ لنا إن كنت قرأت في الكتاب، ولا تَهِمْ في وادي الهوى . ذالك ما عُلِّمْنا من كتاب الله، فلا أَعْلم إلٰى أين تتمشّى، ومِن أين تتلقّى. ما نَجِدُ في صُحف الله بيانك وما نَرى.
﴿۱۶﴾ أتعجب مِنْ آيات الله، وكان الله على كلِّ شيءٍ مُقْتدِرا؟ ألا ترى أنّ نار الوباء مشتعلة، وموت الناس كالقلاص متتابعة، والطاعون في الاقتناص لا يغادر ذكرًا ولا أُنْثٰى؟ فلو كنتُ كذوبًا لأخذني رُعب العقوبة، وما اجترأتُ على مثل هذا عند هذه الطوائف المحدوبة والخليقة المشغوبة، ولو كنتُ متقوّلا ومزوّرا لإراءة الكرامة، ما كانت لي جرأة أن أتفوّه بكلمة عند قيام هذه

یہ قصہ محلّ اعتراض نہیں جیسا کہ تم نے مجھ پر اعتراض کیا ہے؟ تیرے علم میں کتنی کشتیاں ہیں جو حضرت موسیٰؑ نے رعایت اسباب کی خاطر دریا پر جمع کی تھیں؟ اگر تو نے قرآن مجید میں یہ پڑھا ہے تو ہمارے سامنے اس کا ثبوت پیش کر اور ہوا و ہوس کی وادی میں سرگرداں نہ گھوم۔ یہ وہ بات ہے جو ہم نے کتاب اللہ سے سیکھی ہے مجھے معلوم نہیں کہ تو کدھر جا رہا ہے اور تو نے کہاں سے سیکھا ہے؟ تیرے بیان کو ہم اللہ کے صحیفوں میں موجود نہیں پاتے اور نہ دیکھتے ہیں۔ کیا اللہ کے نشانوں پر تو تعجب کرتا ہے؟ حالانکہ اللہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وبا کی آگ بھڑک رہی ہے اور لوگوں کی موت قطار در قطار اونٹنیوں کی طرح واقع ہو رہی ہے اور طاعون شکار کرنے میں لگی ہوئی ہے نہ کسی مرد کو چھوڑتی ہے اور نہ عورت کو۔ پس اگر میں جھوٹا ہوتا تو لازماً عقوبت کا رُعب مجھ پر طاری ہو جاتا۔ اور گروہوں کی تباہی اور مخلوق کی ہلاکت کے اس دور میں کبھی ایسا کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ اگر میں کرامت کی نمائش کرنے کے لئے افترا کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا ہوتا تو مجھ میں یہ جرأت نہ ہوتی کہ (طاعون) کی اس قیامت کے برپا ہونے

القيامة. وإنّ غضب الله شديد ترتعد منه فرائص المَلأ الاَعْلٰى، وما كان لكاذب أن يفترى عَلٰى حضرةِ الكِبرياء ، فى وقتٍ تُرْمَى النّار مِنَ السَّماءِ ، ويُقْعَص الناس على المَثْوى، ويُمسى إنسانٌ حيًّا ويصبحُ فإذا هو من الموتٰى . أَعند هذا القعاص يُفتى العقل أَنْ يقوم أحد كالخَرّاص، ويفترى على قديرٍ يعلم ويرى؟ أليس العذاب قام أمام الأعين وشاع فى القُرَى؟ ودُعِىَ الناس من كل قوم لهذا القِرَى؟ وإنِّى بُشِّرتُ فِىْ هٰذِهِ الأَيّام مِنّ ربّى الوهّاب، فآمنتُ بوعده ورَضِيت بترك الأسباب، وما كان لى أَن أَعصِىَ ربّى أو أشكّ فيما أَوحٰى .ولا أبالى قول الأعداءِ، فإن الأرض لا تفعل شيئًا إلّا ما فُعِلَ فى السّماءِ .وإنّ مَعِىَ ربّى فما كان

کے وقت میں کوئی کلمہ زبان پر لاتا۔ یقیناً اللہ کا غضب اتنا شدید ہے کہ مَلاِ اَعْلٰی کے اعصاب بھی اس سے کپکپا اٹھتے ہیں اور کسی کاذب کی یہ مجال نہیں کہ وہ حضرت کبریاء پر افترا کرے ایسے وقت میں کہ جب آسمان سے آگ برسائی جارہی ہو اور لوگ موقع پر ہی یکدم ہلاک کئے جارہے ہوں اور ایک انسان سرِ شام تو زندہ ہو اور جب صبح ہو تو وہ اچانک مردوں میں شامل ہو جائے۔ کیا ایسی موتا موتی کے عالم میں عقل یہ فتویٰ دے سکتی ہے کہ کوئی شخص ایک جھوٹے کی طرح کھڑا رہے اور خدائے قدیر کے بارہ میں جو کہ جانتا اور دیکھتا ہے افترا کرے۔ کیا عذاب آنکھوں کے سامنے ہی شروع نہیں ہوا اور بستیوں میں پھیل گیا۔ اور ہر قوم کے لوگوں کو اس ضیافت کی دعوت دی گئی۔ اور ان دنوں میں مجھے میرے خدائے وھّاب کی طرف سے بشارت دی گئی پس میں ﴿۱۷﴾
اُس کے وعدے پر ایمان لایا اور ترکِ اسباب پر راضی ہو گیا۔ اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں اور جو وحی اُس نے کی اُس پر شک کروں۔ مجھے دشمنوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ زمین کچھ نہیں کرسکتی سوائے اس کے کہ جو آسمان پر طے ہو۔ یقیناً میرا ربّ

لی أن أفکّر فکرا، وإنّه بشّرنی
وقال "لا أُبقی لك فی
المخزیات ذکرًا ، وقال
"یعصمك الله من عنده. وهو
الولی الرحمٰن". وإنْ یُعْزَ حُسنٌ
إلی سوادٍ فیتراءی الحُسنانِ .هذا
ربّنا المُستعَان، فکیف نخاف
بعده أهل العدوان؟ فلا تُعیّرنی
علٰی ترك التطعیم، وإنَّ رَبّی
بکلّ خَلقٍ علیمٌ. ألا تعلم ما جری
علٰی أُمّ موسٰی إذْ أَلْقت طفلها فی
البحر وقلبها تتشظّی، وآمنتْ
بوعد ربّها وما وهَنتْ کمَنْ
تظنّی؟ أتعلم بأیّ دواءٍ کان
عیسٰی یبرء الأکمه والمبروص؟
فتصفَّحِ الفرقان والصحیحَینِ
وأَرِنا النصوص، أو أَخرِجْ لنا
کتابًا آخر مِنْ کتُبٍ أُولٰی.
أتکفیكَ هذه الشواهد
﴿۱۸﴾ أو نأتیك بأمثالٍ أُخرٰی؟ فَإنْ
فکّرتَ فیما تلوتُ علیك من
الأمثال ذکرا، فستعلم أنّك قد

میرے ساتھ ہے۔ مجھے فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اس نے مجھے بشارت دی اور فرمایا :''میں تیرے متعلق رسوا کن باتوں کا ذکر تک نہیں چھوڑوں گا''۔ نیز فرمایا: ''اللہ تیری حفاظت اپنی طرف سے کرے گا اور وہی بے حد رحم کرنے والا دوست ہے''۔اور اگر ایک خوبی روسیاہی سے منسوب کی جائے گی تو اللہ دو خوبیاں ظاہر فرمادے گا۔ یہ ہمارا رب ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے ۔پس اس کے بعد ہم دشمنوں سے کیونکر ڈریں۔ پس تو ٹیکا نہ لگوانے پر مجھے مطعون نہ کر۔ میرا ربّ ہر پیدائش کو خوب جانتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اُمّ موسیٰ پر کیا گزری جب اُس نے اپنے بیٹے کو دریا میں ڈال دیا اور اس کا دل پارہ پارہ ہو رہا تھا۔ وہ اپنے ربّ کے وعدے پر ایمان لائی اور بدگمانوں کی طرح کمزوری نہ دکھائی۔ کیا تم جانتے ہو کہ عیسیٰؑ کس دوائی سے کور چشموں اور برص کے مریضوں کو اچھا کرتے تھے ؟ پس قرآن اور صحیحین (بخاری و مسلم) کی ورق گردانی کر اور ہمیں نصوص دکھا۔ یا صحف اولیٰ کی کوئی کتاب ہمیں نکال کر دکھا۔ کیا یہ شواہد تیرے لئے کافی ہیں یا ہم تیرے لئے اور مثالیں لائیں؟ پس اگر تو نے اُن مثالوں پر غور کیا جو میں نے بیان کی ہیں، پس تو

بـلـغــت مـنّــى عُـذْرا، هٰـذا. وسـأكشفُ عـلَيْكَ أمـرًا لـم تستطِعْ عليه صبرا .

اَلْبَيَان الشّافِيْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَتَفْصِيْل مَا ألجأني إلٰى ترك التَّطْعِيْم وَالتّوكّلِ عَلٰى ربِّ الْأَرْبَاب

اِعـلـمْ أنّ مـوضـوع أمرنا هذا هُو الـدَّعْـوى الّـذى عَـرَضْـتُ عـلَـى الـنّـاسِ، وقُـلْـتُ إنّـى أنـا المسيح الـمـوعـود والإمـام الـمـنـتـظـر الـمعهُـود، حـكّـمـنـى الله لرَفع اختلاف الأُمّة، وعَـلَّمنى من لدنه لأدعـو الناس على البصيرة .فما كـان جـوابهم إلا السّبّ و الشَّتْم والـفحشاءُ، والتكفير والتكذيب والإيذاء . وقد سَبُّونِى بكل سبٍّ فـمـا رددتُ عليهم جوابهم، وما عَبَأتُ بـمقالهم وخطابهمْ، ولم يزل أمرُ شتمهم يزداد، ويشتعل الفساد، ورأوا آيـاتٍ فـكذّبوها، وآنسُوا

جان لے گا کہ میری طرف سے ہر عذر تم تک پہنچ چکا ہے۔(اصل بات) یہی ہے جو (میں نے بیان کر دی ہے) ہاں البتہ میں اُس کی (مزید) حقیقتِ حال تجھ پر منکشف کروں گا جس پر تم صبر نہ کر سکے۔

اس معاملہ کے بارے میں تسلی بخش بیان اور وہ تفصیل جس نے مجھے طاعون کا ٹیکا نہ لگوانے اور ربّ الارباب پر توکّل کرنے پر مجبور کیا۔

تو جان لے کہ ہماری اس بحث کا موضوع وہ دعویٰ ہے جسے مَیں نے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور مَیں نے کہا کہ میں ہی وہ مسیح موعود اور امام معہود ہوں جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اللہ نے مجھے امت کا اختلاف دور کرنے کے لئے حَکَم مقرر فرمایا ہے۔ اور اپنی جناب سے تعلیم دی تا کہ میں لوگوں کو عَلٰی وَجہِ البصیرت دعوتِ حق دوں۔ لیکن اُن کی طرف سے سبّ وشتم، یاوہ گوئی، تکفیر وتکذیب اور ایذا رسانی کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ انہوں نے مجھے ہر طرح کی گالی دی لیکن میں نے انہیں اس کا کوئی جواب نہ دیا اور ان کی باتوں اور ان کے طرزِ خطاب کی کوئی پرواہ نہ کی البتہ ان کی دشنام دہی کا سلسلہ مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا اور فساد کے شعلے اٹھتے رہے۔ انہوں نے نشانات دیکھے اور پھر ان کی

﴿۱۹﴾

علاماتٍ فأَنكَرُوْهَا، وصالوا عليّ بمطاعن مفترَياتٍ، ومعائبَ مَنْحُوْتَاتٍ، وأَغروا زَمَعَ الناس عليّ للتوهين، ودعوا النصارى لتائيدهم وغيرهم من أعداء الدّين، وأَفْتٰى علماؤهم لتكفيرنا، وتوالى الإشاعاتُ لتعييرنا، وقطَع العُلَقَ كلُّ مَن آخَا، ومُطِرُنا حتى صارت الأرض سُوّاخَى، وضحِكَ علينا سفهاؤهم من غير علم وما اتّقوا خَلّاقهم، وكاد أن يشقّ ضحكهم أشداقَهم .ورقّصهم العلماء كقراد يُرقِّص قرده، ويضحّك مَن عنده، فتبِعهم الحمقى كالمُحرّج ومشوا خلفهم كالأعرج خلف الأعرج .وما احتفل محفل وما انتفض مجلس إلّا باللّعن عليّ وعلى المبايعين،

تکذیب کی ۔اورانہوں نے نشانوں کا مشاہدہ کیا مگر ان کا انکار کیا ۔جھوٹے الزاموں اور خود تراشیدہ معائب کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوئے ، میری تذلیل کے لئے کمینے اور رذیل لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا اور عیسائیوں اوران کے علاوہ دوسرے دشمنانِ دین کو اپنی تائید کے لئے دعوت دی ۔اور اُن کے علماء نے ہماری تکفیر کے فتوے دیئے۔اور ہمیں نشانہ ملامت بنانے کے لئے مسلسل پروپیگنڈا کیا اور ہر بھائی بند نے اپنا تعلق توڑ دیا۔اور ہم پر جھوٹے الزامات کی اتنی بارش برسائی گئی کہ ساری زمین دلدل بن گئی۔اور ان کے نادانوں نے ازراہِ جہالت ہماری پھبتیاں اڑائیں اوراپنے پیدا کرنے والے خدا کا خوف نہ کیا۔قریب تھا کہ اُن کے قہقہے اُن کی باچھیں پھاڑ دیں۔اُن کے علماء نے انہیں ایسا ناچ نچوایا جیسے مداری اپنے بندر کو نچواتا ہےاوراپنے گرد جمع ہونے والے مجمع کو ہنساتا ہے۔پس احمق لوگ سدھائے ہوئے کتے کی طرح ان علماء کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے پیچھے ایسے چلتے ہیں جیسے ایک لنگڑا دوسرے لنگڑے کے پیچھے چلتا ہے ۔کوئی محفل منعقد نہیں ہوتی اور کوئی مجلس اختتام پذیر نہیں ہوتی مگر اس حالت میں کہ وہ مجھ پر اور میری بیعت

و تفسيقِ الصّالحين .وما اطّلعنا على حلقةٍ منهم إلّا وجدناهم صخّابين ولاعنين .وإنا مع أتباعنا القلائل أوذينا من أفواجهم كل الإيذاء ، وربما وَقَفْنا بين أنياب الموت مِن مكر تلك العلماءِ ، وسُقْنا بهتانًا وظلمًا إلى الحكّام، وأغرى المُكفّرون عَلَيْنَا طوائف زمعِ النّاس واللئام، ومكروا كل مكر لاستيصالنا ولإطفاءِ أنوار صدق مقالنا، وصُبّت علينا المصائب، وعادانا الحاضر والغائب، فما تزعزعنا وما اضْطَربنا، وانتظرنا النصر من القدير الّذي إليه أَنَبْنا .وفسّقوني وجهّلوني بالكذب والافتراء ، وبالغُوا في السّبّ إلى الانتهاء ، وإنّي لأجبتهم بقولٍ حقٍّ لولا صيانة النّفس من الفحشاء .

کرنے والوں پر لعنت ڈالتے ہیں اور نیک لوگوں کو فاسق قرار دیتے ہیں۔اور ہمارے علم میں ان کا کوئی ایسا حلقہ نہیں آیا مگر ہم نے انہیں شور مچانے والا اور لعنت ڈالنے والا ہی پایا۔ان کی فوجوں کی طرف سے ہمیں ہمارے قلیل التعداد پیروکاروں سمیت انتہا درجہ کی اذیّت دی گئی۔اور بسا اوقات ہمیں ان علماء کی مکّاریوں کی وجہ سے موت کے منہ میں جانا پڑا ۔اور ازراہِ بہتان وظلم ہمیں ﴿۲۰﴾ حاکموں کے پاس کھینچ کر لے جایا گیا۔ اور مکفّروں نے انتہائی ذلیل اور کمینے لوگوں کے گروہوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا اور ہماری بیخ کنی کرنے اور ہماری حق گوئی کے انوار کو بجھانے کے لئے انہوں نے ہر طرح کی (ناپاک) تدبیریں کیں اور ہم پر مصیبتیں ڈالی گئیں اور ہر حاضر و غائب نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ۔لیکن (بفضلہٖ تعالیٰ) نہ تو ہم پر لرزہ طاری ہوا اور نہ اضطراب۔ اور ہم اپنے ربّ قدیر کی مدد کے منتظر رہے جس کے حضور ہم جھکتے ہیں ۔انہوں نے جھوٹ اور افترا سے مجھے فاسق اور جاہل قرار دیا اور گالیاں دینے میں انتہا کر دی۔اگر مجھے فحشاء سے اپنا دامن بچانا مقصود نہ ہوتا تو میں انہیں سچا اور کھرا کھرا جواب دیتا۔

وسَعَوْا كلّ السعى لأُبْتَلٰى ببليّة
ويغيَّر علٰى نعمةٌ نلتُها من
الرحمٰن، فَخُذِلُوا فى كل موطنٍ
ونكصوا علٰى أعقابهم من
الخذلان .وكلّما أَلقوا علىّ
شبكةَ خديعةٍ مخترعةٍ، فرّجها
ربّى عنّى بفضل من لدنه
ورحمةٍ، وكان آخر أمرهم أنهم
جُعلوا أسفل السّافلين، وانتصفنا
مِن كل خصم مهين، مِن غير أن
نرافع إلٰى قضاة أو نتقدم إلى
الحاكمين .وأرادوا ذلّتنا، فأصبنا
رفعةً وذكرًا حسنًا، وأرادوا موتنا ﴿۲۱﴾
وأشاعوا فيه خبرا، فبشّرَنا ربّنا
بثمانين سنة من العمر أو هو
أكثر عددا، وأعطانا حِزبًا ووُلْدًا
وسَكنا، وجعَل لنا سهولةً فى كلّ
أمرٍ، ونجّانا مِن كل غَمُر. وكنت
فيهم كأنى أتخطّى الحيَواتِ أو
أمشى بين سباع الفلوات، فمشى
ربّى كخفيرٍ أمامى، ولازمنى فى

انہوں نے پوری پوری کوشش کی کہ میں ابتلا میں ڈالا جاؤں اور وہ رحمت جو میں نے رحمٰن خدا سے پائی ہے زائل ہو جائے۔ مگر وہ ہر میدان میں نامراد کئے گئے اور اس نامرادی کے باعث وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ انہوں نے جب بھی مجھ پر اپنا خود ساختہ مکر وفریب کا جال ڈالا تو میرے ربّ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے مجھے اس سے رہائی بخشی اور انجام کار انہیں اَسۡفَلُ السّٰفِلِین بنا دیا گیا۔ اور ہم نے اپنا کیس (case) قاضیوں تک لے جانے اور حاکموں کے سامنے پیش کرنے کے بغیر ہی اہانت کرنے والے دشمن سے انتقام لے لیا۔ انہوں نے تو ہماری ذلت چاہی لیکن ہمیں سر بلندی اور نیک نامی حاصل ہوئی۔ اور انہوں نے ہماری موت کی خواہش کی اور اس کے بارے میں پیشگوئی بھی شائع کر دی لیکن ہمارے رب نے اسّی ۸۰ سال یا اس سے بھی کچھ زیادہ عمر پانے کی ہمیں بشارت دی۔ اور اس نے ہمیں جماعت، اولاد اور سکینت عطا فرمائی۔ اور ہمارے ہر کام میں سہولت رکھ دی اور ہمیں ہر مصیبت سے بچایا۔ اور میری حالت ان لوگوں کے درمیان ایسی تھی گویا میں سانپوں میں چل رہا ہوں یا جنگل کے درندوں کے درمیان سے گزر رہا ہوں۔ لیکن میرا ربّ ایک

تلك الموامى. فكيف أشكر ربّى الذى نجّانى من الآفات، على كلولى هذا حسرات. يا أسفا عليهم. إنهم لا يفكرون أنّ الكاذبين لا يؤيَّدون من الحضرة، ولا يتكلمون بكلام البرّ والحكمة، ولا يُرزَقون من أسرار المعرفة. وهل تعلم كاذبًا شهدتْ له السّماواتُ والأرض بالآيات البيّنة، واضمحلّت به قوة الشيطان وتخافَتَ صوتُه من السّطوة الحقّانيّة، وطفِق يريد الغيبوبة كحيّةٍ تأوى إلى جُحْرِها عند رَمْيِ الصخرة؟ ثم مع ذالك تدعوا ظلمةُ الزّمان إمامًا من الرحمٰن، وقد انقضى من رأس المائة قريبًا من خُمُسها، ودنت الملة لضعفها من رمسها وداست الغفلة قلوب الناس وصار أكثرهم كالكلاب، وتوجّهوا إلى الأموال والعقار

محافظ کی طرح میرے آگے آگے چلا اور ان بیابانوں میں میرے ساتھ ساتھ رہا۔پس میں اپنے ربّ کا کس طرح سے شکر کروں جس نے مجھے تمام آفات سے نجات دی۔مجھے(شکر کی ادائیگی میں) اپنی درماندگی پر حسرت ہے۔افسوس ان مخالفوں پر! وہ یہ نہیں سوچتے کہ جھوٹے جنابِ الٰہی سے تائید نہیں پاتے اور نہ وہ نیکی اور حکمت کی باتیں کرتے ہیں۔اور نہ ہی وہ اسرارِ معرفت دیئے جاتے ہیں۔کیا تجھے کسی ایسے کاذب کا علم ہے کہ جس کی آسمانوں اور زمین نے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ شہادت دی ہو؟ اور اس سے شیطان کی قوت مضمحل ہو گئی ہو اور حقّانیت کے دبدبے سے اُس شیطان کی آواز دب گئی ہو؟ اور وہ اس سانپ کی طرح غائب ہونے لگے جو پتھر پھینکے جانے پر اپنے بل میں پناہ لے لیتا ہے۔علاوہ ازیں زمانے کی ظلمت خدائے رحمٰن سے امام کا تقاضا کر رہی ہے۔اب تو صدی کے سر سے قریباً پانچواں حصہ (بیس سال) بھی گزر چکا۔اور ملّت اسلامیہ اپنے ضعف کی وجہ سے اپنی قبر کے قریب پہنچ گئی ہے اور غفلت نے لوگوں کے دلوں کو پامال کر دیا ہے۔اور ان میں سے اکثر کتوں کی طرح ہو گئے ہیں۔ان کی
تمام تر توجہ مال مویشی ،جاگیروں ، جائیدادوں «٢٢»

والأنشاب، ونسوا حظّهم من ذوق العبادات، وأقبلوا على الدنيا وزينتها وما بقى الدين عندهم إلا كالحكايات .ومن تأمّلَ فى تشتُّت أهوائهم، وتفرُّق آرائهم، علِم بالجزم أنهم قومٌ أُغلِقَتْ عليهم أبواب المعرفة، وانقطع صفاء التعلق بالحضرة إلّا قليل من الذين يدعون الله أن يرفع حُجب الغفلة . ولكنّ كثيرا منهم نبذوا حقيقة التوحيد من أيديهم وما بقى الإيمان إلا على الألسنة . يسُبّون عبدًا جاء هم فى وقته ويحسبون أنهم يُحسنون، وختم الله على قلوبهم فهم لا يفهمون . يظنون أنهم على الحق وما هم على الحق، وإنْ هم إلا يخرصون. تجدهم كأُناس رقود، والمتمايلين على الجحود. خُدعوا عن الحقائق بالرسوم وشُغلوا عن اليقين بالموهوم .

اورسیم وزر کی طرف ہوگئی ہے۔اوروہ ذوقِ عبادت سے اپنا نصیب بھول گئے ہیں اور دنیا اوراس کی زینت وآرائش پرٹوٹ پڑے ہیں اوران کے ہاں دین قصوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور جوشخص بھی ان کی پراگندہ خواہشات اورمنتشر آراء پرگہری نگاہ ڈالے گا تو اسے لازماً معلوم ہوگا کہ یہ ایسی قوم ہے جس پرمعرفت کے تمام دروازے بند ہو گئے ہیں اورحضرت اَحدیّت کے ساتھ ان کا صدق وصفا کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے ۔سوائے اُن چندلوگوں کے جو اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ان کی غفلت کے پردے اٹھادے لیکن ان میں سے اکثر نے اپنے ہاتھوں سے توحید کی حقیقت کو دور پھینک دیا ہے اور ایمان صرف زبانوں تک محدود ہے۔وہ اس بندۂ خدا کو گالیاں دیتے ہیں جوان کے پاس عین اپنے وقت پرآیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔اللہ نے ان کے دلوں پرمہر لگا دی ہے اس لئے وہ سمجھ نہیں رہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں حالانکہ وہ حق پرنہیں ہیں۔اور وہ صریحاً جھوٹ بول رہے ہیں ۔تم انہیں سوئے ہوئے لوگوں کی طرح پاؤ گے جو انکار کی طرف مائل ہیں ۔انہوں نے رسوم سے دھوکا کھا کر حقائق کو ہاتھ سے دے دیا اورظنّی بات کی وجہ سے یقین

إنهم مرّوا بنا معترضين قبل إيفاء الموضع حقّه، ورأوا بَدْرَنا ثم أرادوا شقّه. وإنّي جئتهم عند الضرورة الحقّة، وفساد الأمّة، فكانت أدلّة صدقي موجودة في أنفسهم ما رأوها من الغباوة، ثم من الشقوة أنهم ما فكّروا في رأس المائة البدرية، التي تختصّ بالمسيح الموعود عند أهل البصيرة، واتفقت عليها شهادات أهل الكشف والأحاديث الصحيحة، وإشارات النصوص القرآنية. ولمّا أصرّوا على الإنكار أقبلتُ على المنكرين، وقلت عندي شهادات من الله، فهل أنتم من المتقبّلين؟ فجحدوا بها واستيقنتْها أنفسهم. فيا أسفا على القوم الظالمين! هنالك تمنّيت لو كان وباء يُنبّه المعتدين، وأُوحيَ إليّ أنّ الطاعون نازل وقد دعَتْه

سے غافل ہو گئے اور موقع و محل کا تقاضا پورا کرنے سے پہلے ہی وہ اعتراض کرتے ہوئے ہم پر چڑھ دوڑے۔ انہوں نے ہمارا بدرِ کامل دیکھا اور اُسے دو نیم کرنا چاہا۔ مَیں ان کے پاس ضرورتِ حقّہ کے عین موقعہ پر اور امت کے بگاڑ کے وقت آیا ہوں۔ پس میری صداقت کے دلائل خود ان کے نفوس میں موجود تھے جنہیں انہوں نے کُند ذہنی کے باعث نہیں دیکھا۔ پھر بد بختی یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس چودھویں صدی کے آغاز کے بارے میں غور نہیں کیا جو اہلِ بصیرت کے نزدیک مسیح موعود کے ساتھ مختص ہے اور اس پر اہل کشف کی شہادتیں اور احادیثِ صحیحہ اور قرآنی نصوص کے اشارات متفق ہیں۔ اور جب انہوں نے انکار پر اصرار کیا تو میں منکروں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور میں نے کہا کہ میرے پاس اللہ کی طرف سے شہادتیں موجود ہیں۔ کیا تم انہیں قبول کرنے والوں میں سے ہو؟ لیکن انہوں نے ان شہادتوں کا انکار کیا حالانکہ اُن کے دل اُن پر یقین لا چکے تھے۔ ہائے افسوس اس ظالم قوم پر۔ تب میں نے تمنّا کی کہ کوئی ایسی وبا آئے جو حد سے تجاوز کرنے والوں کو متنبہ کرے۔ اور مجھے وحی کی گئی کہ طاعون نازل ہونے والی ہے جسے خود فاسقوں ﴿۲۳﴾

أعمال الفاسقين .فوالله ما مضٰى
إلا قليل من الزمان حتى عاث
الطاعون في هذه البلدان .فعزوه
إلى سوء أعمالي، وقالوا :إنا
تَطيَّرْنا بك، وضحكوا على
أقوالي، وقالوا :إنّا من
المحفوظين .لا يمسّنا هذا
اللظى، ولا يموت أحدٌ من
علمائنا بالطاعون، فإنا نحن
الصالحون وأهل التقى .وأما ﴿۲۴﴾
أنت فستُطعَن وتموت فإنك
كَيذَبانٌ .فقلت :كذبتم، بل لنا
من الطاعون أمان، ولا تخوّفوني
من هٰذه النيران، فإنّ النّار غلامنا
بل غلام الغلمان فما لبثوا إلّا
قليلا حتى زاروا المنون، ومات
بعض أجلّ علمائهم من
الطاعون، وكنتُ أخبرت بهذا
قبل موت ذالك المطعون، فإن
شئت فانظر أبياتًامن قصيدتي
الإعجازية، التي كتبناها في هذه
الصفحة على الحاشية☆ وما

کے اعمال نے دعوت دی۔ پھر بخدا صرف تھوڑا سا عرصہ ہی گزرا تھا کہ طاعون نے ان علاقوں میں تباہی مچا دی۔ انہوں نے اس طاعون کو میری بداعمالی کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ ہم تجھ سے بدشگونی لیتے ہیں اور انہوں نے میری باتوں کا مذاق اڑایا۔ اور کہا کہ ہم محفوظ رہنے والے ہیں۔ یہ آگ ہمیں نہیں چھوئے گی اور ہمارے علماء میں سے کوئی بھی طاعون سے نہیں مرے گا۔ اور (یہ کہ) ہم ہی نیکوکار اور تقویٰ شعار ہیں۔ اور رہی تمہاری بات تو عنقریب تجھے طاعون ہوگی اور تم مر جاؤ گے کیونکہ تم جھوٹے ہو۔ اس پر میں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ ہمیں تو طاعون سے امان دی گئی ہے۔ تم مجھے ان آگوں سے مت ڈراؤ یقیناً آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ موت کا شکار ہونے لگے اور ان کے بعض اَجَل علماء طاعون سے مر گئے۔ اور میں نے طاعون سے اس مرنے والے کی پہلے سے ہی خبر دے دی تھی۔ اگر چاہو تو میرے قصیدہ اعجازیہ کے اشعار ملاحظہ کرلو۔ جنہیں میں نے اس صفحے کے حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔ میں نے یہ قصیدہ

☆ منقول من صفحہ ۵۸ و ۶۳ من کتابي الاعجاز الاحمدي۔ (یہ شعر میری کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۵۸ اور ۶۳ سے منقول ہیں)

اِذَا مَا غَضِبْنَا غَاضَبَ اللّٰهُ صَائِلًا عَلٰى مُعْتَدٍ يُؤْذِيْ وَ بِالسُّوْءِ يَجْهَرُ

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے جو ایذا رسانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

نـظـمت تلك القصيدة إلا لهذا
الحزب الذى خذلهم الله بتلك
الآية، ومَا خاطبت إلا إيّاهم إتماما
للحجّة، بل سميّتُ بعضهم فى تلك
القصيدة، لئلا يكون أمرى غُمّةً علٰى
أهل البصيرة والنصفة. فَوَاللّٰه ما
مضٰى شهر كامل على هذه
الأنباء المشاعة، حتى أخذ
الطاعون كبيرهم الذى أغرٰى
علىّ أشرار البلدة. وكانوا
آذونى مِن كل نهج وبالغوا فى
الإهانة، وأشاعوا أوراقا مملوّة من
السب والفحشاء والبهتان
والفِرية، ومع ذالك طلب منى
ألدُّهم قبل هذه الواقعة آيةً كنت
وعدتها للفئة المنكرة، وأشاع

صرف اسی گروہ کے لئے لکھا ہے جسے اللہ نے اس
نشان (طاعون) کے ذریعے نامراد کیا۔ اور میں
﴿۲۵﴾ نے اتمام حجت کے لئے صرف انہیں ہی مخاطب کیا
ہے۔ بلکہ میں نے اس قصیدے میں اُن میں سے
بعض کے نام بھی لئے ہیں تا کہ بصیرت رکھنے
والوں اور منصفوں پر میرا دعویٰ پوشیدہ نہ رہے۔
بخدا ابھی ان شائع کردہ پیشگوئیوں پر ایک پورا
مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ طاعون نے اُن کے اُس
بڑے (عالم) کو اپنی گرفت میں لے لیا جس نے
شہر کے شریر لوگوں کو میرے خلاف اُکسایا تھا۔ اور
انہوں نے ہر طریق سے مجھے اذیّت دی اور حد
درجہ میری اہانت کی اور گالیوں، فحش گوئی، بہتان
اور جھوٹ سے پُر اشتہارات شائع کئے۔ مزید
براں اس واقعہ سے پہلے اُن کے سب سے زیادہ
جھگڑالو نے مجھ سے نشان طلب کیا تھا جس کا میں
نے اس منکر گروہ سے وعدہ کیا تھا۔ اُس نے اِس

بقیہ حاشیہ:

وَيَاْتِىْ زَمَانٌ كَاسِرٌ كُلَّ ظَالِمٍ وَهَلْ يُهْلَكَنَّ الْيَوْمَ اِلَّا الْمُدَمَّرُ
اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر یک ظالم کو توڑے گا اور اس روز کوئی ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو پہلے ہلاک ہو چکا

وَاِنِّىْ لَشَرُّ النَّاسِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَزَآءُ اِهَانَتِهِمْ صَغَارٌ يُّصَغِّرُ
اور میں لوگوں میں سے بدتر ہوں گا اگر اہانت کرنے والے جزاء کے طور پر اپنی اہانت اور حقارت نہیں دیکھیں گے

قَضَى اللّٰهُ اَنَّ الطَّعْنَ بِالطَّعْنِ بَيْنَنَا فَذَالِكَ طَاعُوْنٌ اَتَاهُمْ لِيُبْصِرُوْا
خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمارے درمیان طعن کی سزا طعن ہے۔ پس وہ یہی طاعون ہے جو ان تک پہنچی تا ان کی آنکھیں کھلیں

ذالك فی جریدة هندية يسمّى بالفيسة، وما طلب منّی تلك الآية إلا بالسخرية. فأراه اللّٰه ما طلب، وكان غافلا من الأقدار السماوية كذالك يتجالد اللّٰه قوما يعادون أهل الحضرة، وإن فی ذالك لعبرة لأهل السّعادة. وما كان لبشر أن يفر من الله، فمن حارب أولياء ه فقد ألقى نفسه إلى التهلكة. ومن تاب بعد ذالك فيتوب اللّٰه عليهم، فإنه كريم واسع الرحمة. وإن لم يكفّوا ألسنتهم ولم يمتنعوا ولم يزدجروا، ويعودوا ويسبّوا ويعتدوا، فيعود الله إليهم ببلية هی أكبر من السّابقة. وإنه يُنزل البلايا بالتوالی، ولا يبالی، فتوبوا إليه يا ذوی الفطنة. وما يفعل الله بعذابكم إن تركتم سبل الفحش والمعصية، والله غفور رحيم. ﴿۲۶﴾

مطالبہ کو پیسہ نامی ایک ہندی اخبار میں شائع کیا اور اُس نے مجھ سے یہ نشان ازراہِ تمسخر ہی طلب کیا تھا۔ پس اللہ نے اس کو وہ دکھا دیا جو اس نے طلب کیا اور وہ آسمانی تقدیروں سے غافل تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اُس قوم کو تلوار سے ہلاک کرتا ہے جو اہل اللہ سے دشمنی کرتی ہے اور اس میں سعادت مندوں کے لئے سبق ہے۔ کسی بشر کی بھلا کیا مجال کہ وہ اللہ سے بچ سکے۔ پس جس نے بھی اولیاء اللہ سے جنگ کی تو اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور جس نے اس کے بعد توبہ کی تو اللہ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے کیونکہ وہ بے حد کرم کرنے والا اور وسیع الرحمت ہے۔ اور اگر انہوں نے اپنی زبانوں کو لگام نہ دی اور باز نہ آئے اور زجر (الٰہی) پر کان نہ دَھرا اور دوبارہ شرارت کی، گالیاں دیں اور زیادتی کی تو اللہ ان پر دوبارہ ایسی مصیبت ڈالے گا جو سابقہ مصیبت سے بڑی ہوگی اور وہ ان مصیبتوں کو مسلسل نازل کرتا رہے گا۔ اور کچھ پرواہ نہ کرے گا۔ پس اے عقلمندو! اُس کی طرف رجوع کرو اگر تم بے حیائی اور نافرمانی کی راہوں کو چھوڑ دو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ تو بہت ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

فی بیان ما ظهرَ بعد ذالك من الآيات والمعجزات والتائيدات

ثم بعد هذا عَمَّ الطاعون طوائفَ هذه البلاد، ووقع الناس صرعى كالجراد، وافترسهم هذا المرض كالأسد الغضبان، أو كذئب عائث فى قطيع الضّأن .وكم من دارٍ خربت وصال الفناء على أهلها، والأرض زُلزلت وصبّت الآفة على وعرها وسهلها .وما ترك هذا الداء مقاما بل جاب الأقطار، وتقصّى الديار، ووطأ البدو والحضر، وأدرك كل من حضر، وما غادر أهلَ حُلل ولا أطمارٍ، ودخل كل دارٍ، إلّا الذى عُصم من ربٍّ غفّار .وكذالك حضر أفواج منهم مأدبة الطاعون، ورجعوا بمائدة من المنون، وجاؤوا كأضياف دار هذا الوباء، فقدّمت إليهم كأس الفناء .فالحاصل أن الطاعون قد لازم هذه الديار ملازمة الغريم،

بعد ازاں ظہور پذیر ہونے والے نشانات معجزات اور تائیدات کا ذکر

پھر اس کے بعد اس ملک کے لوگوں میں طاعون عام ہوگئی۔اور لوگ ٹڈیوں کی طرح ڈھیر ہوتے گئے ۔اور اس مرض نے ایک غضبناک شیر یا بھیڑوں کے ریوڑ میں تباہی مچانے والے بھیڑیئے کی طرح ان کو چیر پھاڑ دیا۔کتنے ہی گھر تھے جو ویران ہوگئے اور ہلاکت نے ان کے مکینوں پر حملہ کیا۔اور زمین تھرّا اٹھی ۔اور اُس زمین کے سنگلاخ اور میدانی علاقوں پر آفت آن پڑی۔اور اس بیماری نے کوئی جگہ نہ چھوڑی اور تمام علاقوں کو عبور کرتی ہوئی اس ملک کے آخری کناروں تک پہنچ گئی۔اور دیہاتوں اور شہروں کو لتاڑ کر رکھ دیا۔ اور جو بھی سامنے آیا اُسے اپنی گرفت میں لے لیا۔اور اس نے نہ خوش پوشوں کو چھوڑا اور نہ گدڑی پوشوں کو۔اور ہر گھر میں گھس گئی۔سوائے اس کے جسے ربّ غفّار کی طرف سے محفوظ رکھا گیا۔اور یوں ان کے گروہوں کے گروہ طاعون کی دعوت میں آئے اور موت کا خوان لے کر واپس گئے۔اور وہ اس وبا کے گھر میں مہمانوں کی طرح آئے تو اُن کو موت کا پیالہ پیش کیا گیا۔حاصلِ کلام یہ کہ طاعون اس ملک کے ساتھ ایسی چمٹی جیسے قرض خواہ ﴿۲۷﴾

أو الكلب لأصحاب الرقيم .وما أظنّ أن يُعدَم قبل سنين، وقد قيل :عمر هذه الآفة إلى سبعين. وإنها هى النار التى جاء ذكرها فى قول خاتم النبيين، وفى القرآن المجيد من ربّ العالمين، وإنها خرجت من المشرق كما رُوى عن خير المرسلين، وستحيط بكل معمورة من الأرضين، وكذالك جاء فى كتب الأوّلين، فانتظر حتى يأتيك اليقين .فلا تسأل عن أمرها فإنه عسير، وغضبُ الربّ كبير، وفى كل طرف صراخ وزفير، وليس هو مرض بل سعير .وتلك هى دابّة الأرض التى تكلّم الناسَ فهم يجرحون، واشتد تكليمها فيغتال الناس ويُقعَصون بما كانوا بآيات الله لا يؤمنون، كما قال الله عزّوجل:

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا ﴿۲۸﴾
قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا
شَدِيْدًا.

(مقروض سے) چمٹتا ہے۔ یا جیسے اصحابِ کہف کے ساتھ اُن کا کتا۔ اور میرا خیال نہیں کہ یہ (طاعون) کئی سال تک معدوم ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس آفت کا عرصہ ستر سال تک ہے۔ اور یہ وہی آگ ہے جس کا ذکر حضرت خاتم النبیینؐ کے ارشاد (گرامی) میں اور ربّ العالمین کے کلام قرآن مجید میں ہے۔ یہ مشرق سے ظاہر ہوئی جیسا کہ خیر المرسلینؐ سے مروی ہے۔ اور عنقریب یہ اس سرزمین کی تمام آبادیوں کو گھیر لے گی ۔ پہلوں کے صحیفوں میں بھی ایسے ہی آیا ہے۔ پس تو انتظار کر یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے۔ سو اس کے بارے میں سوال نہ کر کہ یہ بڑی مشکل گھڑی ہے اور ربّ کا غضب بہت بڑا ہے اور ہر طرف چیخ و پکار ہے۔ وہ (طاعون) صرف مرض ہی نہیں بلکہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ یہی وہ دآبۃ الأرض ہے جو لوگوں کو کاٹے گا پس وہ زخمی ہوجائیں گے اور اس کی کاٹ بہت سخت ہے۔ پس وہ لوگوں پر اچانک حملہ آور ہوگا اور وہ موقع پر مرجائیں گے کیونکہ وہ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے۔ جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا[1]۔

---

[1] اور کوئی بستی نہیں مگر اسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک کرنے والے یا اسے بہت عذاب دینے والے ہیں۔ (بنی اسرائیل:۵۹)

فكذالك تشاهدون. وذالك بأن الناس كانوا لا يتقون، وكانوا يشيعون الفسق في أرض الله ولا يخافون، ويزدادون إثما وفحشاء ولا ينتهون .وإذا قيل : اسمعوا ما أنزل الله لكم فكانوا على أعقابهم ينكصون .فأخذهم الله بعقابه هذا لعلّهم يرجعون. وترى قلوب أكثر الناس تمايلت على الدنيا فهم عليها عاكفون، وتموجت جذبات نفوسهم وانفجرت منهاعيون.وإذا قيل لهم: لا تعصوا أمر ربكم وأطيعوا مع الذين أطاعونِ، وقد أرداكم الطاعون، قالوا :ما أنت إلا دجال، ولم يحيطوا بأمري علما ولم يصبروا كالذين يتفكرون.وقد رأوا آياتِ السماء وآيات الأرض ثم لا يتقون، بل هم قوم يجترء ون.وقد بلغ الزمان إلى منتهاه وتبين أكثر ما كانوا ينتظرون،

سوتم ایسا ہی مشاہدہ کر رہے ہو۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ متقی نہ تھے اور وہ اللہ کی زمین میں فسق پھیلا رہے تھے اور (اللہ سے) ڈرتے نہ تھے۔ اور گناہ اور بدکرداریوں میں بڑھتے چلے جا رہے تھے اور باز نہ آتے تھے۔اور جب ان سے کہا جاتا کہ جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے اتارا ہے اس کو غور سے سنو، تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے تھے پس اللہ نے انہیں اپنے اس عذاب میں جکڑا شاید کہ وہ رجوع کریں۔اور تُو اکثر لوگوں کے دلوں کو دنیا کی طرف مائل پاتا ہے اور وہ اس پر جم کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کے نفسانی جذبات جوش مار رہے ہیں اور ان میں سے چشمے پھوٹ پڑے ہیں اور جب انہیں کہا جائے کہ اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی نہ کرو اور میری اطاعت کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر اطاعت کرو۔جبکہ طاعون بھی تمہیں ہلاک کر چکی ہے۔انہوں نے کہا کہ تو ہی دجّال ہے حالانکہ انہوں نے میرے معاملہ کا علمی لحاظ سے احاطہ نہیں کیا اور انہوں نے اہلِ فکر کی طرح صبر سے کام نہیں لیا۔انہوں نے آسمانی نشانات اور زمینی نشانات دیکھے پھر بھی تقویٰ اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ گستاخ قوم ہیں۔یقیناً زمانہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔اور جن (علامات) کا وہ انتظار کرتے تھے

ثم لا ينظرون. أهذه عَلَمُ الدّجاجلة؟
فأرُونى كمثلها إن كنتم تصدقون، أم
كنتم أشقياء فى كتاب الله فما جعل
الله نصيبكم إلّا الدجالين. ما ﴿۲۹﴾
لكم كيف تحكمون؟ بل ظهر
وعد الله فى وقته صدقًا وحقًّا،
فبؤسًا للذين لا يقبَلون. قوم لُدٌّ
يؤثرون الظلماتِ على النور وهم
يعلمون، وكأيّن من آية رأوها
بأعينهم ثم ينكرون. ألم يروا ان
الارض ملئت ظلمًا و زورًا. وأن
العدا من كل حدب
ينسِلون؟وقال بعضهم : ما رأينا
من آية. يا سبحان الله إما هذه
الأكاذيب وتركُ خوف
الحسيب؟ وإن فصل القضايا
يكون بالشواهد أو الألايا،فأراهم
ربى شواهد من الأرض
والسّماوات، فعمُوا وصمُّوا وما
خافوا يوم المكافاة.ثم أُقسِم بالله

ان میں سے بیشتر تو کھل کر ظاہر ہو چکی ہیں لیکن پھر بھی وہ نہیں دیکھتے۔کیا دجّالوں کی یہی علامت ہے؟ اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو اس جیسی کوئی مثال مجھے دکھاؤ یا یہ کہ تم کتاب الٰہی میں بد بخت ہو۔اور اللہ نے تمہارے نصیب میں صرف دجّال ہی رکھے ہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کر رہے ہو؟ بلکہ اللہ کا وعدہ عین اپنے وقت پر پوری صداقت اور حقّانیت سے ظاہر ہو گیا ہے۔پس بدبختی ہے ان لوگوں کے لئے جو قبول نہیں کرتے۔ یہ بہت جھگڑالو لوگ ہیں جانتے بوجھتے تاریکیوں کو نور پر ترجیح دیتے ہیں۔اور کتنے ہی نشانات ہیں جو انہوں نے بچشم خود دیکھے پھر بھی وہ انکار کرتے ہیں۔کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ زمین ظلم اور جھوٹ سے بھر گئی ہے اور دشمن ہر بلندی کو پھلانگتے چلے آ رہے ہیں۔اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے تو کوئی نشان دیکھا ہی نہیں۔سبحان اللہ! یہ کیا جھوٹ کا پلندہ ہے۔اور حسیب خدا سے کیسی بے خوفی ہے۔تمام قضیے یا تو شواہد سے طے پاتے ہیں یا قَسموں سے۔پس میرے ربّ نے زمین سے بھی اور آسمانوں سے بھی انہیں شواہد دکھائے۔ مگر وہ اندھے اور بہرے ہو گئے اور جزا سزا کے دن سے نہ ڈرے۔پھر میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس نے

الذی خلق الموت والحياة إنی لصدوق وما افتريت على الله وما اتّبعتُ الشبهاتِ، وإنی أنا المسيح الموعود والإمام المنتظر المعهود، وأُوحیَ إلیّ من الله كالأنوار السّاطعة، فأذكّر الناس أيامَ اللّٰه بالبصيرة. وبُشّرتُ أن وقت البرد قد مضٰی، و زمان الزّهر والثمار أتٰی، وكاد أن تنجاب الثلوج وتخرج المروج، وحان أن يُنبَذ الذين انتبذوا الحق ظِهُريّا، وملئوا فيما دوّنوه أمرًا فَرِيّا، وكان مَرُجُوًّا منهم أن ينبّهوا هممهم، ويوجّهوا إلى التعاون كَلِمَهم، ويساعدوا بما يصل إليه إمكانهم، ويقوم به بيانهم. فخالفونا لا بِسِرِّ القلب بل بجهر اللسان،وحدّوا أَلْسُنَهم إلى حد كان فی الإمكان، كأنهم سباع أو حيوات، وكأنّ ألسنهم رماح أو مرهَفات. وما كان جوابهم إلا أن يقولوا إنه دجّال

موت اور حیات کو پیدا کیا کہ میں سچا ہوں اور میں نے اللہ پر افترا نہیں کیا اور نہ ہی شبہات کی پیروی کی ہے۔اور میں ہی مسیح موعود اور امام منتظر ہوں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔اور اللہ کی طرف سے مجھ پر انوارِ تاباں کی طرح وحی کی گئی۔سو میں لوگوں کو عَلٰی وَجْہِ الْبَصِیْرَت اللہ کے ایّام یاد دلا رہا ہوں اور مجھے بشارت دی گئی ہے کہ سردی کا زمانہ گزر گیا اور پھولوں اور پھلوں کا زمانہ آ گیا۔عنقریب ﴿۳۰﴾
برفیں پگھلنے لگیں گی اور ہر طرح کا سبزہ نکلے گا اور وہ وقت آ گیا ہے کہ جنہوں نے حق کو پَسِ پُشت ڈالا ہوا تھا انہیں پھینک دیا جائے۔اور انہوں نے اپنی کتابوں کو جھوٹ سے بھر دیا حالانکہ ان علماء سے یہ امید کی جا رہی تھی کہ وہ اپنی ہمتوں کو چست کریں گے۔اور اپنے کلام کا رُخ تعاون کی طرف کر دیں گے اور مقدور بھر ہماری مدد کریں گے اور اپنی زبان سے اس کو تقویّت دیں گے۔مگر انہوں نے ہماری مخالفت کی صرف دل ہی دل میں نہیں بلکہ علی الاعلان۔اور انہوں نے اپنی زبانیں حتّی الامکان تیز کیں۔گویا کہ وہ درندے ہیں یا سانپ۔اور گویا اُن کی زبانیں نیزے ہیں یا شمشیر ہائے بُرّاں۔اُن کے پاس اِس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ وہ (میری نسبت) یہ کہیں کہ وہ

مـن الـدجّـالـيـن، وما تذكروا مَن
درَج من المفترين .أَ وُضِعتْ لهم
قبـول في الأرض أو أرى الله لهم
مـن الآى الـموعودة لـلـعـالمين؟
ومـــن أراق كـــأس الـكـرى،
ونـصـنـصَ ركاب السرى، ونظر
إلـى زمـن مضى، فلا يخفى عليه
مـآل المتقولين .أتـعلمون رجلا
ورَد حـمى الحضرة كالسارقين،
ودخَـل حـرمَ الـلــه كـاللصوص
الـخـائـنـيـن، ثم كانت عاقبة أمره
كـالـصّادقين؟ أتحسبون الافتراء ﴿۳۱﴾
كـأرضٍ دَمِـثٍ دمَّثها كثير من
الـخُـطا، واهتدت إليها أبابيل من
الـقطا؟ كلّا. بـل هـو سمٌّ زُعاف
مَـن أكَـلـه فـقُعص من غير مكثٍ
وفـنَـى .وكيف يستـوى رجـل
خـاف مـقـام ربـه فـعُـلّم من لدنه
وأُعـطـىَ آيـات كـبـرى، ونـورا
وصلاحا ونُهٰى، وأُرسلَ إلى خلق
اللّٰه ليهديهم إلى سبل الهدى.

دجّالوں میں سے ایک دجّال ہے۔ اور انہیں گزشتہ مفتری یاد نہ رہے۔ کیا ان مفتریوں کے لئے کبھی روئے زمین میں قبولیت رکھی گئی یا اللہ نے جہانوں کے لئے موعودہ نشانات ان کے حق میں دکھائے؟ اور ایسا شخص جس نے اپنی نیند اڑا دی اور رات کی سواریوں کو دوڑایا (یعنی غور وفکر کیا) اور زمانہ گزشتہ پر نگاہ ڈالی تو اس پر مفتریوں کا انجام مخفی نہیں رہے گا۔ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو بارگاہِ الٰہی کی رکھ میں چوروں کی طرح درآیا ہو، اور اللہ کے حرم میں خائن لٹیروں کی طرح داخل ہوا ہو، پھر اُس کا انجام صادقوں جیسا ہوا ہو کیا تم افترا کو ایسی نرم زمین کی طرح خیال کرتے ہو جسے قدموں کی کثرت نے مزید نرم کر دیا ہو اور بھَٹ تیتروں کے جُھنڈ کے جُھنڈ اُس کی طرف آرہے ہوں۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو ایسا زہر ہلاہل ہے کہ جس نے بھی اُسے کھایا، فی الفور موقع پر ہی ہلاک اور نابود ہوگیا۔ پس ایک ایسا شخص جو اپنے ربّ کے مقام سے خائف ہو اور اُس نے اُس کی جناب سے تعلیم پائی ہو اور اسے بڑے بڑے نشان، نور، صلاحیتیں اور فہم وفراست عطا کئے گئے ہوں۔ اور وہ مخلوق خدا کی طرف اس لئے بھیجا گیا ہو کہ وہ اُن کی ہدایت کی راہوں کی طرف راہنمائی کرے۔

ورجل آخر يمشي كلصوص في الليل ومال عن الحق كل الميل، وسرَّى إيجاسَ خوفِ الله واستشعارَه، وتسربَلَ لباسَ الافتراء وشعارَه، وقصر همّه على الدنيا التي يجتنيها ولا يقصد الآخرة ولا يجتليها؟ كلَّا. لا يستويان، وللصادقين قد كتب الفرقان ..وعدٌ من الله الرحمٰن في كتابه القرآن .فلا حاجة لأعدائي إلى أن يشرعوا رماحهم، أو يتقلدوا سلاحهم، أو يكفّروا أو يفسّقوا، فإن هذه كلها من قبيل الفحشاء ، وإن الموت منقضٌّ على كل رأس من السماء، فلم يختارون سبيل الأتقياء وما في أيديهم إلّا الظنّ، وقد أهلكَ اليهودَ ظنونُهم من قبل هؤلاء ، فكفروا بعيسى ابن مريم وخاتم الأنبياء . أتنكرونني بمثل هذه الروايات؟ كلَّا. بل تعرفون الصادق والكاذب بالعلامات،

وہ ایک ایسے شخص کے برابر کیسے ہوسکتا ہے جو رات کے وقت چوروں کی طرح چلتا ہو اور پوری طرح حق سے کنارہ کش ہو گیا ہو۔ اور خوف خدا کے احساس وشعور کو دل سے نکال دیا۔ اور اس نے افترا کا لباس اور جامہ زیب تن کر لیا ہو۔ اور اس نے دنیا جسے وہ حاصل کر رہا ہے کے لئے اپنا سارا ہم وغم مخصوص کر دیا ہو اور آخرت اس کا مقصود نہیں اور نہ ہی وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے۔ ہرگز یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ اور صادقوں کیلئے یہ امتیاز خدائے رحمان نے اپنی کتاب قرآن میں وعدے کے طور پر لکھا ہے۔ پس میرے دشمنوں کو نیزے تاننے اور مسلح ہونے یا کافر یا فاسق ٹھہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں بے حیائی کے زُمرے میں آتی ہیں اور یقیناً موت آسمان سے ہر سر پر جھپٹنے والی ہے۔ پس کیوں وہ تقویٰ شعاروں کی راہ اختیار نہیں کرتے ، اور ان کے ہاتھوں میں ظن کے سوا کچھ نہیں، ان سے قبل یہودیوں کو ان کی بدظنیوں نے ہی تباہ کیا تھا۔ اسی لئے انہوں نے حضرت عیسیٰ ابنِ مریم اور خاتم النبیّین (محمد مصطفیٰ ﷺ) کا انکار کیا۔ کیا اُن جیسی روایات کی بناء پر تم میرا انکار کرتے ہو۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ تم علامات سے صادق اور کاذب کو پہچان سکتے ہو ﴿۳۲﴾

وكل شجر يُعرَف بالثّمرات. أ رأيت سارقا وافى بابَ الإمارة، وسرَق مالا بأعين النظّارة، ثم ما أُخذ بعد هذه الغارة فكيف لا يؤخذ من يغيّر دين الله و يقوّض مبانيه، ويحرف بحسب هواه معانيه، ليبرَأ المسلمون من الحقّ، ويلحقوا بمن يناويه ويَطمِر كالبَقّ. أتظنّ هذا الأمر من الممكنات كلا بل هو من المحالات .ولو كان اللّٰه لا يغضب على المفترين لضاع الدين، ولم يبق دليل على صدق الصادقين، وارتفع الأمان واشتبه أمر الدين. ولله غيرة كالبحار الزاخرة، والجبال الشامخة، أمواجها ملتطمة، وأفواجها مزدحمةٌ، فيسلّ سيفه على المتقوّلين، لئلا يتكدّربهم عينُ المرسلين في أعين الجاهلين. وكل ذالك كتبتُ في الكتب، فردّ العدا ردّ الغضب، فأغلقت

کیونکہ ہر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔کیا تو نے کوئی ایسا چور دیکھا ہے جو کسی حاکم کے دروازے پر آیا ہو اور اس نے سرِ عام چوری کی ہو اور پھر وہ اس غارت گری کے بعد پکڑا نہ گیا ہو۔ پس ایسا شخص کیوں نہیں پکڑا جائے گا جو اللہ کے دین کو تبدیل کرتا اور اس کی بنیادوں کو منہدم کرتا ہے اور اپنی خواہش کی پیروی میں اس کے معانی میں ردّ و بدل کرتا ہے تاکہ مسلمان حق سے بیزار ہو جائیں اور اُس سے جا ملیں جو حق سے دشمنی کرتا اور پِسّو کی طرح اُچھلتا کودتا ہے۔کیا تُو یہ امر ممکنات میں سے سمجھتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ امر محال ہے۔ اگر اللہ مفتریوں پر اپنا غضب نازل نہ کرتا تو دین ضرور ضائع ہو جاتا۔ اور صادقوں کی سچائی پر کوئی دلیل باقی نہ رہتی، امان اٹھ جاتی اور دین کا معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔ اللہ کی غیرت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر اور بلند و بالا پہاڑوں کی طرح ہے جس کی موجیں متلاطم ہیں اور جس کی فوجیں لشکر جرار ہیں پس وہ (اللہ) مفتریوں پر اپنی تلوار سونت لیتا ہے تاکہ اُن کی وجہ سے مرسلوں کا چشمہ صافی جاہلوں کی نگاہ میں گدلہ نہ ہو۔ اور یہ سب کچھ میں نے اپنی کتابوں میں تحریر کر دیا تھا لیکن دشمنوں کا جواب صرف غصہ تھا۔ اس پر میں نے ان پر دروازے بند کر

دونهم الأبواب، وما كلّمتُ أحدًا إلا الذى أناب. وكانت أنفاسى متصاعدة لهجوم الحزن، وعبراتى متحدرة تحدُّر القطرات من المزن. ثم تَسعَّرَ الطاعون ولا كأوائل الزمان، وكان يأكل قُرًى وأمصارًا كالنّيران. هنالك أُوحى إلىّ مرة أخرٰى، وقيل: إن الأمان للذى سكن دارك ولازَمَ التقوٰى. وأمّا ألفاظ الوحى فهو قوله تعالٰى " إِنّىْ أُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِى الدَّار إِلّا الذين عَلَوا من استكبار "، وقال " :إنّى مع الرّسول أقوم، وألوم مَن يّلوم، أُفطِر وأصوم"، وقال : "لولا الإكرام لهلَك المقام". وكان هذا فى أيّام إذ الصخور من الطاعون تتواقع، وبلاياها إلى الخلق تتتابع. وبشّرنى ربى بأن هذه العصمة آية لك من

﴿۳۳﴾ دیئے اور میں نے رجوع کرنے والے شخص کے سوا کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ غم کے مارے میرا دم سینے کو آرہا تھا اور میرے آنسو ایسے ٹپک رہے تھے جیسے بادل سے قطرے ٹپکتے ہیں۔ پھر طاعون کی آگ بھڑک اٹھی جو اوائل زمانہ کی طرح نہ تھی وہ مسلسل بستیوں اور شہروں کو آگ کی طرح کھا رہی تھی۔ اس موقع پر ایک دفعہ پھر میری طرف وحی کی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ امان اُسی شخص کو ملے گی جو تیرے گھر میں سکونت پذیر ہوگا اور تقویٰ کو لازم پکڑے گا۔ وحی کے الفاظ جو ارشاد خداوندی ہیں یہ ہیں: ”میں ہر ایک ایسے انسان کو (طاعون کی موت سے) بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے تکبر کی راہ سے خودسری اختیار کی“۔ نیز فرمایا: ”میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور ہر ملامت کرنے والے کو ملامت کروں گا۔ میں افطار بھی کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا“۔ نیز فرمایا: ”اگر تیرا اکرام مجھے مدّنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا“۔ یہ وحی ان دنوں کی ہے جب طاعون کی سنگ باری ہو رہی تھی اور مخلوق پر اس کی مصیبتیں مسلسل نازل ہو رہی تھیں۔ میرے ربّ نے مجھے یہ بشارت دی کہ طاعون سے حفاظت کا یہ وعدہ

الآيات، ليجعل فرقانا بينك وبين اهل المعادات ثم بعد ذلك الوحى الّذى نزل من اللّٰه الكريم صدر من الحكومة حكمُ التطعيم لهذا الإقليم. فما كان لى أن أعرض عن حكم الرحمٰن، بَلْ كنت أنتظر آية عند هذا التُّكلان، ليزداد جماعتى إيمانًا وليكمل العرفان. وطعَننى على ذالك كلُّ من كان يعبد صنم الأسباب، وقالوا: إن فى التطعيم خيرا فكيف تترك طريق الخير و الصواب؟ فأشعت فى كتابى السفينة أن الطعن لا يَرِدُ علىّ إلا بعد المقابلة، وأما قبلها فليس هو من شأن أهل العقل و الفطنة. فلو ثبت فى آخر الأمر أن العافية كلّها فى التطعيم، فلست من الله العزيز الحكيم .وكان هذا الإعلان أمرا حفظه الصبيان، وعرفه النسوان، وذُكر فى الأندية، وورد مجالس الأعزة، وارتفع به الأصوات فى ﴿۳۴﴾

تیرے لئے نشانات میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے تا کہ وہ اسے تیرے اور تیرے دشمنوں کے درمیان فرقان بنادے۔ پھر اس وحی کے بعد جو اللہ کریم کی طرف سے نازل کی گئی حکومت کی طرف سے اس ملک میں ٹیکا لگوانے کا حکم صادر ہوا۔ لیکن میری مجال نہ تھی کہ مَیں خدائے رحمٰن کے حکم سے سرتابی کروں بلکہ اس توکّل کے موقع پر میں نشان کا انتظار کرتا رہا تا کہ میری جماعت کے ایمان میں اضافہ ہو اور عرفان کامل ہو۔ میرے ایسا کرنے پر ہر اُس شخص نے مجھے لعن طعن کیا جو اسباب کے بت کا پُجاری تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ ٹیکا لگوانے میں بہتری ہے تو تم اس کارِ خیر اور صحیح طریق کو کیسے چھوڑ سکتے ہو۔ تب میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں شائع کیا کہ مقابلہ کے بعد ہی مجھ پر طعنہ زنی کی جاسکتی ہے اور اس سے پہلے طعنہ زنی کرنا کسی صاحب عقل وفہم کا کام نہیں۔ پس اگر آخر کار یہ ثابت ہو جائے کہ تمام تر عافیت ٹیکا لگوانے میں ہے تو سمجھو کہ میں عزیز وحکیم اللہ کی طرف سے نہیں ہوں۔ میرا یہ اعلان ایسا معاملہ تھا جسے بچے بچے نے ذہن نشین کیا اور عورتوں نے اسے خوب پہچانا اور محفلوں میں اس کا چرچا ہوا۔ اور معززین کی مجالس تک اس کا ذکر پہنچا۔ اور گلی کوچوں میں

الشوارع والأزقّة، حتى وصل الخبر إلى الحكومة.فتعجّبَ كل من سمع مِن توكلنا في هذه النيران المشتعلة .فبعضهم ألحقوني بالمجانين، وبعضهم حسبوني كَخَرِف فارغ من العقل والدّين .فسمعنا قول المعترضين، وتوكّلنا على الله المعين، وقلت :لا تعيّروني قبل الامتحان، وانتظِروا إلى آخر الأوان.وسعى الحكومةُ كل السعي لترفع من الخلق هذه العقوبة، وليلفّف المجانيق المنصوبة، ويقوّض الخيام المضروبة. وما كان هذا إلّا نار من السّماء ، فكلّما أرادوا إطفاءها زادت نيران الوباء ، وأحاطت بالأقطار والأنحاء.وأنعم الله علينا بالعصمة من هذه النار، وعصم كل مؤمن تقيّ كان فِي الدّار.وما اختتم الأمر إلٰى ذالك، بل ظهرت مضرة التطعيم بالمقابلة، وزجّينا الأ يّام بالخير والعافية .

اس کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ حکومت تک یہ خبر پہنچ گئی پھر جس نے بھی اس بھڑکتی ہوئی آگ میں ہمارے توکّل کے بارہ میں سنا اس نے تعجب کیا۔تب ان میں سے بعض نے مجھے مجنونوں میں شامل کیا اور بعض نے مجھے ایسے پیرِ فرتوت کی طرح خیال کیا جو عقل و دین سے عاری ہے پس ہم نے معترضوں کی باتوں کو سنا اور معین و مددگار اللہ پر توکّل کیا۔اور مَیں نے اُن سے کہا کہ امتحان سے پہلے مجھ پر عیب نہ لگاؤ۔اور آخر وقت تک انتظار کرو۔اور حکومت نے پوری کوشش کی کہ لوگوں سے (طاعون) کا یہ عذاب دور ہوجائے۔اور نصب کی گئی منجنیقوں کو لپیٹ دیا جائے اور گاڑے ہوئے خیموں کو اکھاڑ لیا جائے مگر یہ تو آسمان سے نازل ہونے والی آگ تھی،اس لئے جب بھی انہوں نے اسے بجھانے کا ارادہ کیا وبا کی آگ میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔اور اس نے تمام اطراف واکناف کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اور اللہ نے اس آگ سے حفاظت کے ذریعہ ہم پر انعام فرمایا اور ہر تقویٰ شعار مومن کو جو ہمارے گھر کی چاردیواری میں تھا بچالیا۔معاملہ صرف اسی پر ختم نہیں ہوا بلکہ مقابلے سے طاعون کا ٹیکا لگوانے کا نقصان ظاہر ہوگیا۔اور ہم نے طاعون کا یہ زمانہ خیر وعافیت سے بسر کیا۔ ﴿۳۵﴾

ونرى أن نفصّل هذه المقابلة للنظارة.

تَفْصِيل مَا ذَكَرْنَاهُ بِالْإِجْمَال

قد سبق فيما تقدم أنّ بعض
الناس جادلوني في أمر ترك
التطعيم، وقالوا أتجعل نفسك
من الذين يلقون بأيديهم إلى
التهلكة ويميلون عن النهج
المستقيم؟ فالصواب الأخذُ
بالاحتياط، وتقديمُ الحيل التى
تقدِر بها على درء هذا الداء
والإشحاط .فقلت :لا تعجَلوا
عليّ، ولا بدّ لكلّ مجادل أن
ينتظر إلى آخر الزمان، ليُظهر
اللّه أىّ فريق أقرب إلى العافية
﴿٣٦﴾ والأمان .ولا يُقضَى أمر بإطالة
اللسان، بل الحق هو الذى
يتحقق عند الامتحان، ومن
استعجل بالملامة فيصبح
كالندمان، ومن أكل غير فصيح
فسيكون ما أكله آفةً على
المعدة والأسنان. وأشعت كلّ ما
قلت فى كتابى السفينة، وما كان

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقابلہ کو ناظرین کے سامنے تفصیل سے بیان کریں۔

ہمارے اجمالی بیان کی تفصیل

گزشتہ بیان میں یہ بات آچکی ہے کہ بعض لوگوں نے طاعون کا ٹیکا نہ لگانے کی نسبت مجھ سے بحث کی اور انہوں نے کہا کہ کیا تم اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرتے ہو جو خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔اور راہِ راست سے گریزاں ہیں۔پس درست طریق یہی ہے کہ احتیاط کی جائے اور ان حیلوں کو مقدم رکھا جائے جن کے ذریعہ اس مرض کو رفع دفع کیا جا سکتا ہے۔اس پر مَیں نے کہا کہ میرے بارے میں جلد بازی نہ کرو۔نیز ہر بحث کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ آخری وقت تک انتظار کرے تا کہ اللہ یہ ظاہر فرما دے کہ کونسا فریق عافیت اور سلامتی کے قریب تر ہے۔اور کوئی معاملہ زبان درازی سے طےنہیں ہوتا بلکہ حق وہ ہی ہوتا ہے جو آزمائش کے وقت ثابت ہو۔اور جو شخص ملامت میں جلد بازی کرتا ہے تو وہ پشیمان ہوتا ہے۔اور جو خام دودھ تناول کرتا ہے تو اُس کا اُسے نوش کرنا معدہ اور دانتوں کیلئے آفت ہوگا۔اور میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں تمام باتوں کو شائع کر دیا ہے۔اور

لـي أن لا أشيـع بـعـد نــزول
الـوحـي و السّـكينة .ومـا أعـلم
رجـلا إلّا بـلـغــه هذا الخبر، وما
أعـرف أذنًـا إلّا قرعها هذا الأثر،
حتــى إن هــذا الـنبأ وصـل إلـى
الـدولة وأركـانها، وشاع في كل
بـلدة وسكانها، وزاد الناس طعنا
وملامة، ورأينا مِن ألسُنِهم قيامة .
فـخــاطبتهـم وقلـت : إنــا نـحن
الـمنجدون، وإنا نحن بُشِّرْنا وإنا
لَـمُحْفَظون .فـلو لم يصدق هذا
الـقـول فـلسـت مـن الصّـادقين،
ولـيـس كـمثـلـي كـاذب في
الـعالمين .ويـنسِف الطاعونَ لي
ربّـي ولو أنه جبال، ويـنـزِفه ولو
أنـه سيـل مغتال، وإنّـا أكثـر أمنًا
وعافية من الآخـرين . فـانتظروا
حتى حين ، ثـم قولوا ما تقولون إن
رأيتـمـونـا من الأخسـرين، وإنـا
سـنـــزجـي الأيّـام إن شـاء اللـه
آمنين. فـما سمع كلامَنا أحد من
الأعــداء ، وضــحـكـوا عـلـيـنـا

میری مجال نہ تھی کہ وحی اور سکینت کے نزول کے بعد میں اسے شائع نہ کرتا اور میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں جسے یہ خبر نہ پہنچی ہو، اور کوئی ایسا کان نہیں جس پر اس خبر نے دستک نہ دی ہو۔ یہاں تک کہ یہ پیشگوئی حکومت برطانیہ اور اس کے ارکان تک جا پہنچی اور ہر علاقہ اور اس کے باسیوں میں پھیل گئی اور لوگ طعن اور ملامت میں بہت بڑھ گئے۔ اور ہم نے ان کی زبانوں سے قیامت دیکھی۔ تب مَیں اُن سے مخاطب ہوا اور کہا یقیناً ہم تائید یافتہ ہیں اور ہمیں بشارت دی گئی ہے اور ہم یقیناً محفوظ رہیں گے۔ اگر میری یہ بات سچی ثابت نہ ہوئی تو میں صادقوں میں سے نہیں اور دنیا جہاں میں میرے جیسا کوئی کاذب نہ ہوگا۔ اور طاعون خواہ پہاڑوں جیسی بھی ہوگی تو میرا رب میری خاطر اسے اڑا کر رکھ دے گا اور اگر اچانک آنے والے مہلک سیلاب (جیسی بھی) ہو تو وہ اسے خشک کر دے گا۔ اور ہم دوسروں کی نسبت زیادہ امن و
﴿۴۷﴾ عافیت میں ہیں۔ پس کچھ وقت انتظار کرو پھر اگر تم ہمیں گھاٹا پانے والا دیکھو تو جو کہنا ہے کہہ لینا۔ انشاء اللہ ہم امن کے ساتھ یہ دن گزاریں گے۔ مگر دشمنوں میں سے کسی نے ہماری بات نہ سنی۔ ہماری پھبتی اڑائی اور ہمارے ساتھ تمسخر کیا

وسخروا منّا وأوذينا كل
الإيذاء. وما زلنا غَرَضَ سهامٍ،
ودَرِيّةَ رماحِ كلامٍ، حتى أتى
الوقت الموعود، وبدا القدر
المعهود، وهو أن الطاعون لمّا
تمكّنَ من حصاره، وأحدق
بجميع أسواره، أوجست
الحكومةُ فى نفسها خيفة،
وطلبتْ للتطعيم زمرةً حاذقة
فقلت فى نفسى إنها فعلتْ كلّ ما
فعلتْ بمصلحة ولكنها حربٌ
بمشيةٍ مقدَّرة، فإن القيام فى
جنب قدر الله قعود، والتيقظ
رقود، والسّعى سكون، والعقل
جنون، والرأى خرافة،
والإصلاح مفسدة. وكان القوم
يجهّلوننا ويخطّئون، ويكذّبون
بنبأنا ولا يصدّقون. فكنا ننتظر ما
يفعل الله بنا وبهم، وكان الناس
يتحدثون على رغم ما قلنا لهم.
فلمّا أُكثِرَ الكلامُ، وقيل: أين
الإلهام، إذا فراستى ما أخطأتْ،
وكياستى كالشمس أشرقت، ﴿۳۸﴾

اور ہمیں ہر طرح کی ایذا دی گئی۔ ہم ہمیشہ (ان کے) تیروں کا نشانہ بنتے رہے اور کلام کی برچھیوں کا ہدف ٹھہرے یہاں تک کہ وقت موعود آن پہنچا اور مقدر تقدیر آ گئی۔ اور وہ یہ کہ جب طاعون نے اپنے حصار کو مضبوط کر لیا اور ہر طرف سے گھیرا مکمل کر لیا۔ تو حکومت کے دل میں خوف پیدا ہوا اور اُس نے ماہر معالجین کی ایک جماعت کو ٹیکا لگانے کے لئے طلب کیا۔ اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا اس حکومت نے جو کچھ بھی کیا ہے نیک نیتی سے کیا ہے لیکن یہ (اللہ کی) مشیّت مقدّرہ کے ساتھ جنگ ہے۔ اور تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں کھڑا ہونا شکست کھانے، بیداری سونے، دوڑ دھوپ کرنا رکنے، عقل دیوانگی، صائب الرائے بیوقوفی اور اصلاح فساد کے مترادف ہے۔ لوگ ہمیں جاہل اور خطا کار قرار دیتے، اور ہماری پیشگوئی کو جھٹلاتے تھے اور اس کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔ سو ہم اس انتظار میں رہے کہ اللہ ہمارے اور اُن کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اور جو ہم نے ان سے کہا لوگ اس کے خلاف باتیں کرتے رہے۔ پھر جب باتیں بہت زیادہ ہو گئیں اور یہ کہا جانے لگا کہ کہاں ہے الہام! تو دفعۃً میری فراست خطا نہ گئی میری زیرکی آفتاب کی طرح چمک اٹھی

و آيتي تبيّنت، ودرايتي تزيّنت، ووجوه اسودّت، ووجوه ابيضّت .وما أرخى ربّي للمنكرين حبل الإنظار، بل أراهم عاجلا ما أنكروه بالإصرار .وما أبطأ الوقت حتى شاعت الأخبار في مضرّة التطعيم، و قيل إنه يجعَل المرءَ عِنّينًا والامرأةَ كالعقيم، وقيل إنه يذهب بسماعة الآذان ونور الأبصار، وكذالك قيل أقوال أخرى ولا حاجة إلى الإظهار . وبلغتُ أخبار الموتٰى واحدا بعد واحد، وتواتر الأمر ولم يبق حاجة إلى شاهد . وقيل إن مضرته للناس كالأسد المُصحِر والنّمر الموغَر، وإنه أقعصَ في بعض آفاق كالمُبادر إلى ضرب أعناق، وكمثلِ مؤثرِ القتل على استرقاق، وتوافَقَ تلك الأخبارُ كلَّ وفاق .فلم نلتفت إلى أقوال العامة، ولم نقم لها وزنا، وإن هذا هو نهج

اور میرا نشان ظاہر و باہر ہوگیا اور میری دانشمندی آراستہ ہوگئی کچھ چہرے سیاہ اور کچھ سفید ہوگئے۔ اور میرے ربّ نے منکروں کے لئے مہلت کی رسی کو دراز نہ کیا بلکہ جس چیز کا اصرار سے انہوں نے انکار کیا اس نے بہت جلد انہیں وہ دکھا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی ٹیکا لگوانے کے ضرر کے بارے میں خبریں عام ہوگئیں۔ اور یہ کہا جانے لگا کہ وہ (ٹیکا) مرد کو نامرد اور عورت کو بانجھ بنا دیتا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی لے جاتا ہے، اسی طرح کچھ اور باتیں بھی کی گئیں جن کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ اور مجھے ایک کے بعد ایک کے مرنے کی خبریں ملتی رہیں اور یہ سلسلہ متواتر جاری رہا جس کے لئے کوئی گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ لوگوں کے لئے اس (ٹیکے) کا نقصان ایسا ہے کہ جیسے کچھار سے نکل کر حملہ کرنے والے شیر کا اور غضبناک چیتے کا۔ اور یہ کہ اس نے بعض علاقوں میں ایک جلد باز گردن کُش کی طرح اور اس شخص کی طرح جو قتل کرنے کو غلام بنانے پر ترجیح دیتا ہے ہلاکت برپا کر دی۔ اور ان خبروں میں کلّی موافقت پائی جاتی تھی مگر ہم عوام الناس کی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ ہی ہم نے ان کو اہمیت دی کیونکہ یہی

السلامة، وقلنا إن أكثر الأخبار تأتي بالأراجيف، فنصبر حتى ننقُد الأمر كالصياريف، مع اننا سمعنا بآذاننا حكايات في هٰذا الباب، ورِوايات لا تُرَدّ ولا تُنسَب إلى كذّاب بالاستعجاب. ورأينا العامة عند سماع التطعيم في الخوف المزعِج والفَرَق المحرِج، ومع ذالك وضعناهم موضع الدوابّ، وما عبأنا بهم ولا بأقوالهم كأولي الألباب. وبينا نحن في هذا الدفع والذبّ، والاستدراك على العامة والسعي والخبّ. إذ أتتنا جرائد من الحكومة فيها نبأ عظيم، وخبر أليم. فارتعدت الفرائص عند سماعه، وظلَع فرس السعي بسِطاعه. فقرأنا الخبر كما يقرأ المحزونون، وقلنا إنا لله وإنا إليه راجعون. وهذا هو الخبر ﴿۳۹﴾

سلامتی کی راہ تھی۔اور ہم نے کہا کہ اکثر خبریں افواہوں پر مبنی ہوتی ہیں۔پس ہم اس وقت تک صبر کرتے ہیں جب تک ہم نقادوں کی طرح اس خاص امر کی جانچ پڑتال نہ کرلیں۔باوجود اس کے کہ ہم نے خود اپنے کانوں سے اس معاملے کے متعلق کئی ایسی حکایات اور روایات تعجب کے ساتھ سنی ہیں جو نہ ردّ کی جاسکتی ہیں اور نہ ہی انہیں کسی کذّاب کی طرف منسوب کرسکتے ہیں اور ہم نے عوام کو ٹیکے کی خبر سنتے ہی بیقرار کر دینے والے خوف اور بیتاب کر دینے والے ڈر میں مبتلا دیکھا لیکن با ایں ہمہ ہم نے ان عوام کو چوپاؤں کے درجے پر رکھا اور عقلمندوں کی طرح نہ تو ہم نے ان کی پرواہ کی اور نہ ان کے اقوال کی۔ابھی ہم اس کے روکنے، دور کرنے اور عوام کو ان کی غلطی سمجھانے اور ختم کرنے کے لئے جدوجہد کر ہی رہے تھے کہ اچانک ہمیں حکومت کی طرف سے اخبار ملے جن میں بڑی عظیم خبر اور دردناک اطلاع تھی جس کے سننے سے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور کوشش کا گھوڑا داغنے کی تکلیف سے لڑکھڑا گیا۔پس ہم نے اس خبر کو غمزدہ لوگوں کی طرح پڑھا اور ہم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون کہا۔اور یہ وہ خبر تھی جسے میں نے اس

الـذی أشعتـه قبـل هـذا الـنعـی الأليـم، وقـلـت إن العافية معنا لا مـع أهـل التـطـعيـم. وإنـه آية مـن الآيـات، و مـعـجـزة عـظـيـمة من المعجزات، فنُسَرّ بها و مع ذالك نبـكـی عـلـی الثيّبات البـاكـيـات، واليتـامی الذين ودّعوا آباء هم قبل وقتهم بتـلـك الـمـعـالـجات. فيا أسـفـا عـلـی يـوم عُـرضـوا فيـه لـلتـطـعيم، وليت شعری لو أتونی مـؤمـنيـن لَـحُفظوا من هذا البلاء الـعـظـيـم. ومـا أدراك مـا هذه الآفة، ثـم مـا أدراك مـا هـذه الآفة؟ فـاعـلـم أن فی أرضنا هذه قرية يُقال لها ملكووال، فاتفق أن عَـمَـلة التـطـعيـم وافَوا أهلَها مع حـزب من الرجال، ودعوهم إلی هــذا الــعــمــل بــالــرفــق والاحتيـال. فقيّض القدر لتتبيرهم وتـدميـرهـم أنهـم حضروا تلك الـعَـمَلة، وكانوا تسعة عشر نفرًا

اندوہناک موت کی خبر سے پہلے شائع کر دیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ خیر و عافیت ہمارے ساتھ ہے نہ کہ ٹیکا لگوانے والوں کے ساتھ۔ اور یہ بڑے نشانات میں سے ایک نشان اور معجزوں میں سے ایک عظیم معجزہ ہے۔ سو ہم اس کے ظہور پر خوش ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم آہ و بکا کرنے والی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں جنہوں نے قبل از وقت اس معالجہ سے اپنے آباء کو رخصت کر دیا کے غم میں روتے بھی ہیں۔ پس افسوس ہے اُس دن پر کہ جس میں انہوں نے اپنے آپ کو ٹیکا لگوانے کے لئے پیش کیا اے کاش! اگر وہ میرے پاس مومن ہو کر آتے تو وہ اس بلائے عظیم سے ضرور بچائے جاتے۔ تجھے کیا معلوم کہ یہ آفت کیا ہے، پھر تجھے کیا معلوم کہ یہ آفت کیا ہے۔ سو تجھے معلوم ہو کہ ہمارے اس ملک میں ایک بستی ہے جسے ملکوال کہتے ہیں اتفاقاً
﴿۴۰﴾ ٹیکا لگوانے والا عملہ مردوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُس بستی کے رہنے والوں کے پاس پہنچا اور انہوں نے نرمی اور تدبیر سے انہیں ٹیکا لگوانے کے عمل کی طرف بلایا۔ اس طرح ان کی ہلاکت اور تباہی مقدّر ہو گئی۔ وہ اس عملے کے پاس آئے اور وہ ٹیکا لگوانے والے تعداد میں انیس تھے۔ آپ ان کے نام حاشیہ میں پڑھ سکتے ہیں،

عِدّةً ، وأما أسماؤهم فاقرؤوا الحاشية ☆ ، فعرضوا أنفسهم للتطعيم جرأة ليكونوا نموذجا لمن يخشاه شبهة. فلما دخل سم التطعيم عروقهم، صهَر أكبادهم، وأذاب فؤادهم، وخُبطوا قَلِقين. ثم لمّا هجروا تغيرت حواسّهم، وأُترِعتْ من الموت كأسهم، فأصبحوا في دارهم جاثمين. وردّوا أماناتِ الأرواح إلى أهلها ۞ . ومُلئت البيوت بكاءً وجزعا وصارت الأقارب كالمجانين. هنالك قامت

انہوں نے بڑی جرأت سے اپنے آپ کو ٹیکا لگوانے کے لئے پیش کیا تا کہ وہ ان لوگوں کے لئے نمونہ بنیں جو شُبہ کی وجہ سے اس سے ڈر رہے تھے۔ پھر جب ٹیکا کا زہر اُن کی رگوں میں داخل ہوا تو اُس نے اُن کے جگر اور دل کو پگھلا دیا اور وہ تڑپنے لگے۔ پھر جب دوپہر ہوئی تو ان کے حواس بگڑنے لگے اور ان کا پیمانہء موت لبریز ہو گیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔ اور انہوں نے روحوں کی امانتوں کو اُن کے مالک کے پاس واپس لوٹا دیا۔ اور گھر آہ و بکا اور جزع فزع سے بھر گئے۔ ان کے عزیز و اقارب دیوانوں جیسے ہو گئے اور اُس بستی میں قیامت برپا ہو گئی اور

☆ اسماء رجال ماتوا من التطعيم و نسى المخبر اسم احد منهم ۔

ان افراد کے نام جو ٹیکہ لگوانے سے مر گئے تھے اور ان میں سے ایک کا نام مخبر کو بھول گیا تھا۔

۱۔ امیر الدین قوم علما ۲۔ عمرا ترکھان ۳۔ جماں کشمیری۔ ۴۔ جیون شاہ سید۔ ۵۔ مہرداد میراسی۔ ۶۔ سلطان موچی۔
۷۔ حیات ترکھان۔ ۸۔ فتح دین قوم جٹ۔ ۹۔ قاسم شاہ سید۔ ۱۰۔ امام الدین قوم جٹ۔ ۱۱۔ شادی جٹ۔
۱۲۔ حیات جٹ۔ ۱۳۔ لدھا جٹ۔ ۱۴۔ روڈا کمہار۔ ۱۵۔ نور احمد قوم علما۔ ۱۶۔ ساون کھتری۔ ۱۷۔ شب دیال کھتری۔
۱۸۔ کرپارام کھتری۔ ۱۹۔ بتانے والا اس شخص کا نام بھول گیا تھا۔

۞ بلغنا بعد هذا ان بعضهم بقوا كمعلق بين الموت و الحيات الى عشرة ايام بعد التطعيم

اس واقعہ کے بعد ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ ان میں سے بعض ٹیکا لگوانے کے بعد دس دن موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہے

ثم زهقت نفوسهم بالعذاب الاليم. منه

اور پھر سخت تکلیف کے ساتھ ان کی جان نکلی۔

القيامة في تلك القرية، وارتفعت
أصوات النوادب بالكلم
المؤلمة، وكلُّ من كان في القرية
سعوا إليهم متعجبين ومتأسفين،
وانثالوا إلى بيوتهم موجِفين
وباكين. وأما ما مرّ على نسوانهم
وصبيانهم، فلا تسأل عن شأنهم
إنهم اسالوا الغروب، وعطُّوا
الجيوب، ومزّقوا القلوب،
وسعّروا الكروب، وتذكَّرَ كلُّ
حميم الحميمَ، ولعنوا التطعيم،
بما رأوا أحياءهم صرعى،
وتفجَّعَ كلُّ من سمع هذه الفاجعة
العظمٰى، و طارت عقول القربٰى، ﴿۴۱﴾
وصار نهارهم كليل أعسٰى. وما
كان في القرية رجل إلا انتهى
إلى فِنائهم، وتصدى لاستنشاء
أنبائهم. ووالله ما نصّفنا الشهرَ
بعد نبأ تقدَّمَ ذكره للطلباء، حتى
ظهرت هذه الواقعة من القضاء،
وصدّقتْ وحيَ الله وكلَّ ما عثَرتُ
عليه من حضرة الكبرياء. ولما اطلعتْ
عملة التطعيم على هذه الحوادث
الواقعة، بادروا إلى نائب السّلطنة،

نوحہ کرنے والوں کی آوازیں دردناک الفاظ کے ساتھ بلند ہوئیں اور اس گاؤں کا ہر فرد پریشانی اور افسوس کے عالم میں ان کی طرف دوڑتا ہوا آیا۔ وہ تیزی سے آہ وفغاں کرتے ہوئے بیقراری میں ان کے گھروں کی جانب لپکے اور جو اُن کی عورتوں اور بچوں پر گزری تُو اُس کی کیفیت مَت پوچھ۔ انہوں نے آنسو بہائے اور گریبان چاک کر ڈالے اور دل ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بے تابیوں کو افروختہ کیا۔ ہر یار نے اپنے جگری یار کو یاد کیا اور انہوں نے اپنے زندوں کو گرے پڑے دیکھ کر ٹیکا لگوانے پر ملامت بھیجی۔ اور جس نے بھی اس بہت بڑے سانحہ کے متعلق سنا وہ دردمند ہوا قریبی رشتہ داروں کے ہوش اڑ گئے اور ان کے دن شب دیجور بن گئے۔ بستی کا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اُن کے صحنِ خانہ تک نہ پہنچا ہو اور ان کی خبر پوچھنے نہ گیا ہو اور بخدا ہماری اس پیشگوئی پر جس کا ذکر طالبان (حق) کے لئے پہلے ہو چکا ہے ابھی ایک ماہ بھی نہیں گزرا تھا کہ قضائے الٰہی سے یہ واقعہ ظہور میں آ گیا۔ اور اس نے اللہ کی وحی اور ہر اس اطلاع کی جو جناب الٰہی کی طرف سے مجھے ملی تصدیق کی۔ ٹیکا لگانے والے عملے کو جب ان وقوع پذیر ہونے والے حادثات کی اطلاع ہوئی تو وہ فوراً وائسرائے کے پاس گئے۔

وأسرجوا جواد الأوبة، وبُهتوا مـمّا ظهر من الأقدار السّماوية. وبعد ذالك ثنى الله عنان الحكومة عن الإسرار☆ على هذه الأعمال المشتبهة، بل أنِفت الدولة من شدة كانت فى الأزمنة السابقة، وذالك بما ضاعت به نفوس تسعة عشر من الرعية فى ساعة واحدة. ومُنع التطعيم بالرسائل البرقية، ثم أُخذ طريقُ الرفق والتُّؤدة، وتُرك طريقٌ يشابه الجبر فى أعين العامة. ولا شك أن هذه الدولة ما آلتْ شفقةً، وما تركت فى جهدها دقيقة، وما اختار التطعيم إلا بعد ما رأت فيه منفعة. والحق أن الأمر كان كذالك إلى أن خالفْناه من وحى السّماء، فأراد الله أن يصدّق قولنا وينجينا من ألسن الجهلاء، فعند ذالك أبطلَ نَفْعَ التطعيم، وأحدث مضرة فيه،

اور اپنے واپسی کے گھوڑے پر زین کسی اور آسمانی تقدیروں کے ظہور پر وہ مبہوت ہوگئے۔ بعد ازاں اللہ نے نہ صرف (ٹیکا لگانے) جیسے مشتبہ کاموں پر اصرار کرنے سے حکومت کا رخ موڑ دیا بلکہ ٹیکا لگوانے پر حکومت نے اس سختی کو جو گذشتہ عرصے میں ہوتی رہی ناپسند کیا۔ اور اس کا باعث آنِ واحد میں رعایا کی انیس جانوں کا ضیاع تھا۔ اور برقی پیغاموں کے ذریعے (حکومت کی طرف سے) ٹیکا لگوانے سے روک دیا گیا۔ بعد ازاں نرمی اور آہستہ روی اختیار کی گئی اور اس طریق کو چھوڑ دیا گیا جو عوام الناس کی نگاہوں میں مشابہ بالجبر تھا۔ بلا شبہ اس سلطنت (برطانیہ) نے رعایا پر شفقت کرنے میں کوئی کمی اور اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور (حکومت نے) ٹیکا لگوانے کا عمل اُس میں فائدہ دیکھ کر ہی اختیار کیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معاملہ ایسا ہی تھا تا آنکہ ہم نے اس کی آسمانی وحی کے باعث مخالفت کی۔ پس اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ ہمارے قول کی تصدیق فرمائے اور ہمیں جاہلوں کی موشگافیوں سے نجات دے۔ سو اس صورتِ حال میں اللہ نے ٹیکا لگوانے کے فائدہ کو باطل کر دیا اور اس میں نقصان پیدا کر دیا ﴿۴۲﴾

☆ ایڈیشن اوّل میں سہو کتابت سے ''إلاسرار'' لکھا گیا ہے درست ''الاصرار'' ہے۔ (ناشر)

لِيُظهِر صدق ما خرج مِن فيه. ولو لم يكن كذالك فكيف كان من الممكن أن يظهر الآية، ويتحقق لنا الحفظ و الحماية؟ و والله إن لم يهلك أهلُ تلك القرية لهلكتُ وأُلحقتُ بالكاذبين، لأنی كنت أشعت أن العافية معنا وهذا هو معيار صدقنا عند الطالبين، ولو ظهر عكسه فهو من أمارات كذبی، فليكذّبنی عند ذالك من كان من المكذّبين. وكانت هذه المصارعة كدَريّةٍ فی أعين الناس، وكنت كمعلَّق. إما أن أُحیٰ وإما أن أُقتَل فی هذا البأس. فأراد الله أن يغلّبنی كما غلّبنی من قبل فی مواطن، فليس علی الحكومة ذنب بل كان آية عند ربّی فأظهر و أعلن. ولا بد من أن نقبل أن هذه الحادثة كانت داهية عظمٰی، ومصيبة كبرٰی، وترتعد الفرائص إلی هذا اليوم بتصوّر هذه الواقعة، ولا نجد مثلها فی الأيام السابقة. ﴿۴۳﴾

تا اُس کے منہ سے جو بات نکلی تھی وہ اُس کی سچائی کو ظاہر کر دے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ یہ نشان ظاہر ہوتا اور ہمارے لئے حفاظت اور حمایت متحقّق ہوتی۔ اور بخدا اگر اُس بستی کے رہنے والے ہلاک نہ ہوتے تو میں ضرور ہلاک ہو جاتا اور کاذبوں میں شمار کیا جاتا کیونکہ میں یہ شائع کر چکا تھا کہ عافیت ہمارے ساتھ ہے۔ اور یہی طالبانِ حق کے نزدیک ہماری سچائی کا معیار ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ظاہر ہوا تو یہ میرے جھوٹ کی نشانیوں میں سے ہوگا اور اس صورت میں تکذیب کرنے والے میری ضرور تکذیب کریں اور یہ کُشتی لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن گئی اور میری حالت ایک معلّق شخص جیسی تھی کہ یا تو میں اس جنگ میں زندہ رہتا یا پھر قتل کیا جاتا۔ پس اللہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ مجھے غلبہ عطا کرے جیسا کہ اس نے پہلے بھی مجھے بہت سے میدانوں میں غلبہ عطا کیا ہے۔ پس یہ حکومت کا قصور نہیں بلکہ یہ میرے ربّ کی طرف سے ایک نشان ہے جو اس نے ظاہر اور آشکار فرمایا لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم یہ تسلیم کرلیں کہ یہ حادثہ ایک عظیم آفت اور بڑی مصیبت تھی۔ اور آج تک اس واقعہ کے تصور سے شانے لرز رہے ہیں۔ اور ہم اس کی مثال گزشتہ زمانہ میں نہیں پاتے۔

وما كان بالُ قوم شقّت هذه الفجعةُ جنوبَهم، وكوى الجزع قلوبهم، وكيف كان لطم الخدود وضرب الصدور عند تلك البلوٰى، إذاما أُلحِقَ فى ساعة أحياء هم بالموتٰى. ومع ذالك لا جُناح على الحكومة البريطانية، فإنها اختارت ذالك بصحة النية، بعد التجربة الكثيرة وبذل الأموال لدفع هذا المرض أكثر ممّا تبذل الدول الأخرىٰ فى مثل هذه المواضع المقلقة لإنجاء الرعية. وكذالك لا يعود اعتراض إلى أركان السلطنة، فإن الدولة وأركانها ما كانوا يعلمون ما ظهر من النّتيجة. وقد اتّقدت لهذه الحادثة أكبادهم، و رقّ فؤادهم، وأَلَّمَهم هذه الداهيةُ وأوجعهم هذه المصيبة، بما فجَأ القريةَ بلاء ، وما سبق إليه دَهَاءٌ. ولأجل ذالك فرضت الدولة وظائف لورثائهم، وواسَتْهم مع الأسف الكثير

اس قوم کا حال کیا ہوگا جن کے پہلوؤں کو اس آفت ناگہانی نے چاک کر ڈالا اور گھبراہٹ نے اُن کے دلوں کو داغ دیا۔ ایسی مصیبت کے وقت کس کس طرح منہ پیٹے گئے اور سینہ کوبی کی گئی جب اچانک آنِ واحد میں ان کے زندے مردوں سے جا ملے۔ اس کے باوجود حکومت برطانیہ کا کوئی گناہ نہ تھا کیونکہ اس نے ایسے اضطراب انگیز مواقع پر رعیّت کی جان بچانے کی خاطر اور اس بیماری کی روک تھام کے لئے حُسنِ نیّت کے ساتھ بڑے لمبے چوڑے تجربہ کے بعد اور دوسری حکومتوں کے مقابلہ پر بہت سارا مال خرچ کر کے اسے (یعنی ٹیکا کو) اختیار کیا۔ اور اس طرح سلطنت برطانیہ کے ارکان پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا، کیونکہ سلطنت (برطانیہ) اور اس کے ارکان اس نتیجے کو نہیں جانتے تھے جو ظاہر ہوا۔ اور اس حادثہ سے ان کے کلیجوں میں آگ لگ گئی۔ اور ان کے دل رقّت سے بھر گئے اور بستی پر جو بلائے ناگہانی ٹوٹی اس کی وجہ سے اس آفت اور مصیبت نے انہیں بہت دکھ پہنچایا اور کسی عقل کی اس تک رسائی نہ ہو سکی۔ اسی وجہ سے سلطنت برطانیہ نے اُن کے ورثاء کے لئے وظائف مقرر کر دیئے اور بڑے دکھ کے اظہار کے ساتھ ان سے غمخواری کی۔

وقامت لإيوائهم، وبذلت
العنايات لإرضائهم .وكان
التطعيم عندها فی أوّل أمره
﴿۴۴﴾ كمائدة تتحلّب لها الأفواه،
وتتلمّظ لها الشفاه، ولكن بعد
ذالك أخذتْ بالتوجه التام
طريقَ الاحتياط والاحتماء،
وأوجبتْ مراعاتَه إلى الانتهاء .
وكذالك جرت عادة هذه
الحكومة، فإنها تفعل كلما
تفعل بكمال الحزم والتؤدة،
وإنها تتعهد رعاياها كالأبناء،
ولا ترضى بأمر فيه مظنّة الإيذاء
ولذالك وجَب شكرها بما
تساعد مساعدةَ الأمّهات، وأين
كمثل هذه الحكومة ؟ فاطلبوا
فی الأقطار والجهات .وأرى كلَّ
عاقل يثنی عليها لمنّتها، ويفديها
بمهجته، وذالك لإحسانها و
كثرة حَسنتها.فالحمد لله على
هذه النعمة. و لذالك وجب على
كل مسلم ومسلمة شكرُ هذه
الدولة، فإنها تحفظ نفوسنا

اور انہیں پناہ دینے کے لئے تیار ہوگئی۔اوران کی خوشنودی کی خاطر انہیں اپنی عنایات سے نوازا۔ معاملہ کے آغاز میں ٹیکا لگوانے کا عمل اس (حکومت) کے نزدیک ایسے مائدہ کی طرح تھا جس کے خیال سے رال ٹپکنے لگے اور ہونٹ چٹخارے لینے لگیں۔لیکن بعدازاں حکومت نے پوری توجہ سے احتیاط اور بچاؤ کا طریق اختیار کیا۔ اور اپنی مراعات کو اس کی انتہائی حد تک واجب قرار دیا۔اوراس حکومت کا ہمیشہ سے یہی معمول رہا ہے کہ وہ جو کچھ کرتی ہے کمال احتیاط کے ساتھ اور آہستہ روی سے کرتی ہے اور یہ اپنی رعایا سے بیٹوں جیسا سلوک کرتی ہے اور کوئی ایسا کام پسند نہیں کرتی جس میں ایذا رسانی کا کوئی شُبہ ہو۔اس لئے ماؤں کی طرح مدد کرنے کے باعث اس کا شکر واجب ہے۔تمام اطراف و اکناف میں تلاش کر دیکھو ایسی حکومت کی نظیر کہاں؟مَیں دیکھتا ہوں کہ ہر عقلمند اس کے احسان کی وجہ سے اس کا مدح سرا ہے اور دل و جان سے اس پر فدا ہے اور یہ اس حکومت کے احسان اور بکثرت نیک سلوک کی وجہ سے ہے ،سو اس نعمت پر الحمد للہ۔لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت پر اس حکومت کا شکر واجب ہے۔ کیونکہ وہ حُسنِ سیرت اور انصاف کے ساتھ

وأعراضنا وأموالنا بالسياسة والنصفة .وحرام على كل مؤمن أن يقاومها بنيّة الجهاد، وما هو جهاد بل هو أقبح أقسام الفساد. وهل من شأن فتوّة الإسلام أن تعتاض إحسانَ المحسن بالحسام؟ ثم اعلم أنا لا نتكلم بشيء في شأن التطعيم ، بل نعترف بفوائده وبما فيه من النفع العظيم، ونقرّ بأن فيه شفاء للناس، ولا خوف ولا بأس، ولذالك لمّا شاهدت الحكومةُ أن صول الطاعون بلغ إلى غايته، وهولَه انتهى إلى نهايته، آثرتِ التطعيم على كل تدبير، وأعدّت له الوسائل بصرف مال كثير، واجتهدت في بذل وسعها تفجعًا للخَلق المطعون، لتَغمِد به ظُبَى الطاعونِ .وكان هذا العمل جاريا من سنواتٍ، وما سمعنا مضرّته من ثقات، بل كان أهل الآراء يثنون على هذا الدواء ، ويحسبونه أسرع تأثيرا وأدخل

ہماری جان، ہماری ناموس اور ہمارے اموال کی حفاظت کرتی ہے۔اور ہر مومن پر یہ حرام ہے کہ وہ جہاد کی نیّت سے اس کا مقابلہ کرے۔یہ جہاد نہیں بلکہ فساد کی بدترین قسم ہے۔کیا یہ اسلام کی شان جوانمردی ہے کہ کسی محسن کے احسان کا بدلہ شمشیر سے دیا جائے؟ پھر یاد رہے کہ ہم ٹیکا کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں کرتے بلکہ ہم اس کے فوائد اور اس میں جو عظیم فائدہ (پنہاں) ہے اس کے معترف ہیں۔اور ہمیں تسلیم ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اور کوئی خوف اور اندیشہ نہیں۔یہی وجہ تھی کہ جب حکومت نے مشاہدہ کیا کہ طاعون کا حملہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے اور اس کی ہولنا کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے تو اس نے ٹیکے کے عمل کو دوسری ہر تدبیر پر ترجیح دی اور کثیر مال خرچ کر کے اس کے لئے وسائل مہیا کئے اور ازراہِ ہمدردی طاعون زدہ لوگوں کے لئے اپنی مقدور بھر کوشش کی تا اس طرح طاعون کی شمشیر کو اُس کے نیام میں کرے۔اور یہ عمل کئی سالوں سے جاری تھا اور معتبر لوگوں کی طرف سے ہم نے اس کے نقصان کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا بلکہ اہل الرائے لوگ اس دوا کی تعریف کرتے تھے اور اسے سریع التأ ثیر اور مؤثر ترین

﴿۴۵﴾

فی أمور الشفاء .وكان الأمر
هٰكذا إلى أن ألّفتُ كتابی سفينة
نوح ، وخالفتُ التطعيم فيه بأمر
الله السّبوح .وقلت إن العافية
أصفاها وأبقاها وأبعدَها من
العذاب الأليم، هی كلها معنا لا
مع أهل التطعيم، فإن لم يصدُق
كلامی هذا فلست من الله
العظيم .فارتفع الأصوات
بالطعن والملامة، وقالوا أتخالف
﴿۴۶﴾ هذا العملَ وهو مناط السلامة؟ وأما
ما تذكُر من وحيك فهو ليس بشیء
وسترجع بالندامة، أو تقيم عليك
وعلى من معك عذاب القيامة.وإن
العافية كلها فی التطعيم وقد جرّبه
المجربون، فمن عمل به فلا
خوف عليهم ولا هم
يُطعَنون.هنالك رقّ قلبی،
وفاضت دموع عينی، بما رأيت
زیَّ الناس غير زیّ المسلمين،
ورأيت أنهم يؤمنون بحيل الناس

اسبابِ شفا میں سے خیال کرتے تھے۔اور یہ صورتِ حال چلتی رہی یہاں تک کہ میں نے اپنی کتاب کشتی نوح تألیف کی اور اللّٰہ سُبْحَانَہٗ کے حکم سے میں نے اس (کتاب) میں اس ٹیکا لگوانے کی مخالفت کی اور کہا کہ انتہائی صاف، ابدی اور دردناک عذاب سے دورتر عافیت تمام تر ہمارے ساتھ ہے نہ کہ ٹیکا لگوانے والوں کے ساتھ۔پس اگر میری یہ بات سچی نہ ہوئی تو میں بزرگ و برتر اللہ کی طرف سے نہیں۔پس طعن و تشنیع کے آوازے بلند ہوئے اور کہنے لگے کہ تو اس عمل کی مخالفت کرتا ہے حالانکہ یہ سلامتی کا مدار ہے اور یہ جو تو اپنی وحی کا تذکرہ کر رہا ہے تو یہ کوئی چیز نہیں اور تو پشیمان ہو کر بہت جلد رجوع کرے گا یا پھر تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر قیامت کا عذاب ٹوٹے گا اور تمام تر عافیت اور سلامتی ٹیکا لگوانے میں ہے۔اور تجربہ کاروں نے اس کا تجربہ کیا ہوا ہے پھر جس نے اس پر عمل کیا تو نہ ہی انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ طاعون زدہ ہوں گے۔اس موقع پر میرے دل پر رقّت طاری ہوگئی اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کیونکہ میں نے مسلمانوں کے طور طریق کے برعکس لوگوں کا طور طریق دیکھا۔میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں کی

ولا يـؤمـنـون بـوعـد ربّ العـالـمين .يـأوُون إلـى أولـى التجاريب ، ولا يـأوون إلـى الله القـريب . يـأخـذون عـن الذين يـظـنـون، ولا يـأخذون عن الذى تـحـت أمـره الـمنون .فشكوت إلـى الـحـضـرة، ليبرّئنى مما قيل ويـنـجّيـنـى من التّهمة، وليبكّت الـمـخـالـفيـن ويردّ إلينا بركات الـعـافية، ويُبـطـل عـمل التطعيم ويـظهـر فيه شيئا من الآفة، ويُرى الـنـاسَ أنهـم خَطئوا فى التخطية وليـعـلم الناس أن الشفاء فى يده لا فـى أيـدى الـخـلـيـقة. فلم أزل أدعـو وأبتهـل واقبـل عـلى اللـه ذى الـجـبـروت والـقـدرة، حتى بـانت أمارة الاستـجابة وَ صدَق الـنبأ المكتوب، واستُنجز الوعد المكذوب. واقتحم التطعيم فِناء الأنـــام اقتــحـــام الـضِّـرْغــام،

تدابیر کو تو مانتے ہیں لیکن ربّ العالمین کے وعدوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اہلِ تجربہ کی پناہ تو لیتے ہیں لیکن اللہ جو بہت قریب ہے اس کی پناہ میں نہیں آتے، قیاس آرائیاں کرنے والوں سے تو اخذ کرتے ہیں لیکن اُس ذات سے وابستگی نہیں رکھتے جس کے حکم کے تحت تمام سلسلہ اموات ہے۔ پس میں نے حضرت باری تعالیٰ سے یہ شکایت کی کہ وہ لوگوں کی باتوں سے مجھے بَری کرے اور تہمت سے مجھے نجات دے، مخالفوں کا منہ بند کرے اور صحت و عافیت کی برکات ہماری طرف لوٹا دے۔ اور ٹیکے کے عمل کو ناکارہ بنا دے۔ اور اس میں کوئی آفت ظاہر کر دے۔ اور لوگوں کو یہ دکھا دے کہ انہوں نے مجھے خطا کار ٹھہرانے میں غلطی کی ہے تا کہ لوگ یہ جان جائیں کہ شفاء اُس خالق کے ہاتھ میں ہے مخلوق کے ہاتھ میں نہیں۔ پس میں دعا میں لگا رہا اور نہایت عجز و نیاز سے دعائیں کیں اور جبروت اور قدرت رکھنے والے اللہ کی بارگاہ میں مسلسل حاضر ہوتا رہا یہاں تک کہ قبولیتِ دعا کے آثار نمایاں ہو گئے اور پہلے سے لکھی گئی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی اور وہ وعدہ پورا ہو گیا جسے جھٹلایا گیا تھا۔ ٹیکے کا عمل مخلوق خدا کے صحنوں میں ایسے گھس گیا جیسے شیر گھس جاتا ہے۔ ﴿۴۷﴾

ورأى النــاسُ مـضـرّتـه بالعينين، ونـاب العيـانُ مَنـابَ عَدْلَينِ، وأشـرق الحق كاللُّجَين، وقضينا الـدَّين بالدَّين. هـذا أصل ما صنع الـدهر في ملكووال، وإنْ هو إلا تـنبيـه للنفوس الأبيّة من الله ذي الـجـلال. وكـنـا أعـرضـنا عنهم إعــراض الـعِلْية عـن الأرزليـن، ولكن الله أراد أن يفتح بيننا وهو خيـر الفاتحين. فاسكُتْ. عافاك الـلـه بـعد هذه الآية، ولا تذهب أرشــدك الــلـــه إلــى طــرق الـغـواية. وحسبُك يـا شيخ، مـا سمعتَ من اعتذاري، ثم ما رأيتَ مـن آية جبّـاري. وثبـت من هذه الآية أن الله يودع التأثير ما يشاء ويسلبه مما يشاء، والأصل أمرُه الـمـجرد، والأسباب لـه الأفْياء. والتـطـعيم نافعا كان أو مضرّا. لا نبـحـث فيه بعد ظهور الآية، فإن الإفحام قد انتهى إلى الغاية. وما كـان لأحد أن يعزيها إلى نُوَبِ

اورلوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کے نقصان کو دیکھ لیا۔ اور مشاہدہ دو عادل گواہوں کے قائم مقام ہو گیا اور صداقت چاندی کی طرح درخشندہ ہوگئی اور ہم نے ان کا قرض چکا دیا۔ یہ اُس واقعہ کی اصل حقیقت ہے جو گردشِ زمانہ نے ملکوال میں ظاہر کیا۔ اور یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے سرکش لوگوں کے لئے صرف ایک تنبیہ تھی ۔ اور ہم نے اشراف کے کمینوں سے اعراض کرنے کی طرح اُن سے اعراض کیا لیکن اللہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ تمام فیصلہ کرنے والوں میں سے بہترین ہے۔ اللہ تیرا بھلا کرے بہتر یہی ہے کہ تو اس نشان کے بعد خاموش رہے۔ اللہ تجھے ہدایت دے گمراہی کے راستوں کی طرف نہ جا۔ جناب شیخ میرے جواب کو سننا پھر جبّار خدا کے نشان کو دیکھ لینا تیرے لئے کافی ہے۔ اس نشان سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ جس میں چاہے تاثیر ڈال دیتا ہے اور جس سے چاہے اُس سے تأثیر کو سلب کر لیتا ہے۔ اصل چیز محض اُس کا امر ہے اور اسباب اس کے لئے سایہ ہیں۔ ٹیکا لگوانا مفید ہے یا مضر نشان کے ظاہر ہو جانے کے بعد ہم اس پر بحث نہیں کرتے۔ کیونکہ اتمام حجت اپنی انتہا کو پہنچ گئی اور کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ

الـزمـان، فـإنهـا ردِفـت نبـأَ الـرحمٰن.وٓ إنهـا ليسـت بآية بل آيـات، وكلها مشرقةٌ كالشمس وبيّناتٌ . **فالأوّل** :نبـأٌ أشعته قبل ظهـور الـطاعون وسَيلِه، وقبل أن يـجـلـب بـرجـلـه وخَيلِه .فـأغار الـطـاعون بعد ذالك على الهند كـالـصـعـلـوك، وأقام الحشر ودكَّ الـنـاس كـلَّ الـدكـوك. **والـنبأ الثانى** :هـو وعـد تـكـفُّلنا ووعـدُ الـعـصـمة، والأمر بترك التـطـعيـم والـرجوع إلى حضرة الـعـزة، ولـذالك أطعـتُ الأمر ووقـفـت موقف العبيد، وما كان لـــى أن آنَف مـــن أمـــر الـــربّ الـمجيد. **والـنبأ الثالث**: عيث الـطـاعـون فـى بعض العلماء من الأعـداء، وقـد ذكرته ولا حاجة الٰى إعادة الانبـاء.وكـل ما قلتُ أمـرٌ مشتهـر وعلى الألسن دائر، وكـل مـن خالف فهو الآن حائر.

اس نشان کو حوادث زمانہ کی طرف منسوب
کرے۔کیونکہ یہ نشان رحمٰن خدا کی پیشگوئی کے ۴۸
بعدظہور میں آیا۔اور یہ ایک نشان نہیں بلکہ بہت سے نشان ہیں۔ اور یہ سب کے سب آفتاب کی طرح درخشندہ اور بیّن ہیں۔پس پہلی پیشگوئی وہ ہے جسے میں نے طاعون اور اس کے سیلِ رواں کے ظہور سے قبل اوراس کے پیادوں اور گھڑ سواروں کی فوج کشی سے پہلے شائع کر دیا تھا (یعنی طاعون کی تمام حشر سامانیوں سے بہت پہلے)۔ اس کے بعد طاعون نے ایک ڈاکو کی طرح ہندوستان پر حملہ کیا اور حشر بپا کیا اور لوگوں کوٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔دوسری پیشگوئی ہماری کفالت اور حفاظت کا وعدہ ہے۔اور ٹیکے کے چھوڑنے اور بارگاہِ ربّ العزت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔اسی لئے میں نے اس حکم کی اطاعت کی اور غلاموں کی طرح کھڑا ہو گیا اور میری مجال نہ تھی کہ ربّ العزت کے حکم پر ناپسندیدگی کا اظہار کروں۔ تیسری پیشگوئی دشمنوں میں سے بعض علماء کی طاعون سے ہلاکت کی تھی اور میں اس کا ذکر کر چکا ہوں۔ ان خبروں کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔اور جو کچھ بھی میں کہہ چکا ہوں وہ سب مشہور ہے اور زبان زدِعام ہے۔اور جس نے بھی مخالفت کی وہ اب حیران ہے۔

ومن منن الله أنه وقانی فی کل
موطن من وصمة طيش السهام،
وإخداج الوحی والإلهام . وأما
الطبيب فلا يأمَن العِثارَ، ولو
شرب من العلوم البحارَ، سيّما
التطعيم الذی يُخشَی علی الناس
مِن أثر سمّه، والتشخيص ناقصٌ
والعقول بمعزل عن فهمه . ﴿۴۹﴾
وربما يسمع الطبيب من ورثاء
مريضه :ويحك ما صنعتَ،
والنفسَ أضعتَ؟ وربما يخطئ
الأطباء خطاءً عظيما، ويُهدُون
إلی المريض عذابا أليما، فيعبر
المرضی بحر الدنيا كالسفن
المواخر، ويموت الواحد منهم
بعد الآخر .فعند ذالك يفرّون
ويشدّون سروجهم المحطوطة،
ويحلّون أفراسهم المربوطة .
كذالك فی سبيلهم آفات،
وفی کل خطوة خطيّاتٌ .

اور اللہ کے احسانوں میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے ہر میدان میں (میرے) تیروں کے خطا جانے اور (میری) وحی و الہام کے ناقص ہونے کے عیب سے مجھے محفوظ رکھا۔ اور جہاں تک طبیب کا معاملہ ہے تو وہ لغزش سے پاک نہیں۔ خواہ اس نے علوم کے سمندر پیئے ہوں۔ خاص طور پر ٹیکا لگوانا جس کے زہر کے اثر انداز ہونے کا لوگوں پر خوف رہتا ہے اور ابھی تو (صاحب اللواء) کی تشخیص بھی ناقص ہے۔ اور عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور بسا اوقات طبیب کو اپنے مریض کے ورثاء سے یہ الفاظ سننا پڑتے ہیں کہ تیرا بُرا ہو، تو نے کیا کر دیا۔ اور تو نے جان لے لی۔ بسا اوقات طبیب بہت بڑی غلطی کر جاتے ہیں اور مریض کو ایسی دردناک تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ وہ مریض دنیا کے سمندر سے اس طرح پار ہو جاتا ہے جیسے سمندر کا سینہ چیر کر چلنے والی کشتیاں۔ اُن میں سے ایک کے بعد دوسرا مرتا ہے۔ تب ایسے موقعہ پر (اطبّاء) فرار ہو جاتے ہیں اور اپنی اتاری ہوئی زینوں کو دوبارہ کستے اور اپنے بندھے ہوئے گھوڑوں کو کھول دیتے ہیں۔ اس طرح انہیں اپنے راستے میں آفات پیش آتی ہیں اور ہر قدم پر ان سے خطائیں سَرزد ہوتی ہیں۔

وإنا نسمع أمثال ذالك في كل طبيب، جاهل وأريب. ومن ذا الذي ما أخطأ قط، أو له الإصابة فقط؟ وإني قرأت كتبا من هذه الصناعة، واشتقت إليها شوق الخبز عند المجاعة، فرأيتها فرس البَرازِ لا طِرْفَ الوِهاد، وعند عُضال زرعها أقلَّ من الحصاد. ثم رُزقتُ رزقا حسنا من وحي الله اللطيف الشريف، فوجدتُ الطبّ بجنبه كالكنيف. وإذا جاءني الوحي بكماله، وكشَف الدجى بجماله، قلت: يا وحي ربي أهلا وسهلا، رحُب واديك، وعزَّ ناديك. أنت الذي يهَب للعُمي العيون، وللصمّ الكلام الموزون، ويحيي الأموات، ويري الآيات. مالك وللطبابة، وإن هي إلا كالذبابة. أنت الذي يصبي القلوب، ويزيل الكروب، وينــزل السكينة،

اس طرح کی مثالیں ہم ہر طبیب کے بارے میں خواہ وہ جاہل ہو یا دانا سن رہے ہیں۔ وہ کون ہے جس نے کبھی کوئی غلطی نہ کی ہو یا وہ ہمیشہ صائب الرائے ہی ہو۔ میں نے اس فن (طبابت) کی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور میرا اس میں اشتیاق ایسا تھا جیسے بھوک کے وقت روٹی کی اشتہا۔ میں نے اسے ہموار میدان میں چلنے والا گھوڑا پایا نہ کہ ہموار زمین پر دوڑنے والا عمدہ گھوڑا۔ اور سخت بیماری کے وقت اس کی کاشت کو پیداوار سے کم پایا۔ بعدازاں مجھے اللہ کی وحیِ لطیف وشریف کے نہایت عمدہ رزق سے نوازا گیا، تب میں نے طبّ کو (وحی) کے مقابل پر ایسا پایا جیسے بیت الخلاء ہو۔ اور جب مجھے وحی اپنے پورے کمال سے ہوئی اور اس کے جمال سے اندھیرا چھٹ گیا تو میں نے
﴿۵۰﴾ اپنے ربّ کی اس وحی کو مخاطب کرتے ہوئے اُسے اَھْلًا وَّ سَھْلًا کہا اور اسے کہا کہ تیری وادی کشادہ ہو اور تیری مجلس کو عزت حاصل ہو اور تو ہی ہے جو اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو موزوں کلام عطا کرتی ہے اور مردوں کو زندہ کرتی اور کھلے نشان دکھاتی ہے۔ تو کہاں اور طبابت کہاں؟ وہ تو صرف مکھّی کی مانند ہے۔ تو ہی ہے جو دلوں کو فریفتہ کرتی، بیقراریوں کو دور کرتی اور سکینت نازل کرتی ہے

ويشابه السفينة. طوبى لأوراق
هي مرآتك، وواهًا لأقلام هي
أدواتك. وصحفُك نشرتْ
لنا أوراقها عند كل ضرورة
بألطف صورة، كأنها ثمرات أو
عذارى متبرجات. فالحاصل أني
وجدتُ كل ما وجدتُ من وحي
الرحمٰن. ونسأْتُ نِضْوى
المجهودَ بسَوطِه إلى أهل
العدوان. وإن حيل الإنسان لا
تبارز وحي الرحمن، إلا ويغلب
الوحي ويهدّها من البنيان. ألم تر
كيف فعل ربنا بالمخاصمين؟ ألم
يجعل تطعيمَهم مُليمَهم وأكرمَنا
بالفتح المبين؟ وسمعتم كيف
اعتاض الناس منه بالراحة
النصب، وبالصحة الوصب، و
بالحياة الحِمامَ، وبالنور الظلام؟
وما زال التطعيم يطرَح بهم كلَّ
مطرَح، وينقُلهم إلى مصرَع من ﴿۵۱﴾
مسرَح، حتى زهقت نفوسهم
وهُم كالمبهوت.

اور جو کشتی (نوح) کی مانند ہے۔ مبارک ہیں وہ اوراق جو تیرا آئینہ ہیں اور کیا کہنا ان قلموں کا جو تیرے آلاتِ تحریر بنے۔ اور تیرے صحیفوں نے اپنے اوراق کو ہر ضرورت کے موقع پر نہایت لطیف رنگ میں ہمارے سامنے پھیلا کر پیش کیا۔ گویا وہ (اوراق) پھل ہیں یا بنی سنوری کنواریاں ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں نے جو کچھ بھی پایا وہ رحمٰن خدا کی وحی سے پایا۔ میں اپنے تھکے ہوئے لاغر اونٹ کو تازیانہ لگاتے ہوئے دشمنوں کی طرف لے گیا۔ یقیناً انسان کی تدابیر رحمٰن خدا کی وحی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور اگر مقابلہ ہو تو وحی غالب آئے گی اور اس کو جڑ سے اکھاڑ دے گی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہمارے رب نے جھگڑا کرنے والوں سے کیا کیا۔ کیا اس نے ان کے ٹیکا لگوانے کو ان کے لئے قابل ملامت نہیں بنایا؟ اور ہمیں فتح مبین عطا کر کے ہماری عزت افزائی فرمائی۔ تم نے سن لیا ہے کہ لوگوں نے ٹیکا کے باعث کس طرح راحت کی بجائے رنج، صحت کی بجائے بیماری، زندگی کی بجائے موت، اور نور کی بجائے ظلمت پائی۔ اور ٹیکا انہیں مسلسل مصائب میں ڈالتا رہا اور تفریح گاہ سے مقتل میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی جانیں نکل گئیں اور وہ مبہوت ہو کر رہ گئے۔

وأُخـرجـوا مـن البيـوت، وبـقـى الــمـدبـرون فـى أعيـن الـنـاس كـالـمـمقوت .والتـطـعيم جعَل كـلهـم فى ساعة أموا تا، فصدروا أشتـاتـا، والذين لم يموتوا فابتُلوا ببـعـض عوارضَ، وكانوا كبهائم فـمـا تـرَكَ الطاعونُ البِكْرَ فيهم ولا الفارضَ .والذين اجتنبوا فهُم طلعوا من مجالس التطعيم طلوعَ شـارد، ونـفروا نِفارَ آبِدٍ، ما نعلم مـا صـنـع اللـه بهم .فهـذه فوائد التـطعيم، وهذا نفعه العظيم ! فلا تـنـكـروا وعـد رب كـريم، وإنـه رحـمة وسـلام قـولا مـن رب رحيم .وأمـا التـطـعيم فكم من بيوت بـه خـلَتْ، وكم من عيون اغـرورقت .مـا بـالُ قرية ييكون يتـامـاهـا بذكر الآباء ؟ وما ماتوا إلا بسمّ هذا الدواء ، والذين شنَّ الغارةَ عليهم الفَناءُ، كان أكثرهم مـن السـنّ فـى فَتـاء .فويل لقرية حُمَّ فيها ما توقعته، وظهر ما أشعتُه،

وہ گھروں سے نکال دیئے گئے اور تدابیر کرنے والے معالجین لوگوں کی نگاہوں میں مغضوب ہوگئے۔ ٹیکا نے ان سب کو آنِ واحد میں مردے بنا دیا۔ اور وہ جا بجا بکھر کر رہ گئے۔ اور جو نہ مرے وہ بعض عوارض میں مبتلا ہوگئے۔ وہ چوپاؤں جیسے تھے اور طاعون نے کسی پیر و جواں کو نہ چھوڑا پس جن لوگوں نے اس سے اجتناب کیا وہ ٹیکا لگوانے کی مجالس (سینٹرز) سے نکلے اور بدکے ہوئے جانور کے دوڑنے کی طرح بھاگے۔ ہمیں نہیں معلوم اللہ نے اُن کے ساتھ کیا کیا۔ پس یہ ہیں ٹیکا لگوانے کے فائدے اور یہ ہے اس کا بڑا نفع۔ پس تم ربّ کریم کے وعدے کا انکار نہ کرو۔ کیونکہ یہ ربّ رحیم کی طرف سے رحمت و سلامتی کا پیغام ہے۔ اور رہی ٹیکا لگوانے کی بات تو اس سے کتنے ہی گھر ویران ہوگئے اور کتنی ہی آنکھیں تھیں جو اشکبار ہوئیں۔ اس بستی (ملکوال) پر کیا گزری جس کے یتیم اپنے باپوں کو یاد کر کے رو رہے ہیں وہ اس دوا کے زہر سے ہی مرے تھے۔ اور جن لوگوں پر موت نے غارتگری کی ان میں سے اکثر جواں سال تھے۔ پس اس بستی کی تباہی ہو جس میں وہی کچھ وقوع پذیر ہوا جس کی میں نے توقع کی تھی اور وہی ظہور میں آیا جسے میں نے شائع کر دیا تھا۔

وكان أسرعَ من ارتداد الطَّرْف، حتى تغيرت أعينهم وضرَى عليهم الموت كالطِّرْف، وعَنَّ لعَمَلةِ التطعيم كربٌ، وما كان إلا بالله حرب. ولمّا أجالوا فيهم الطرف وجدوهم عرضة للتهلكة، ورأوا الموت يسعى على وجوههم وينادى للرحلة، ورأوا القوم يلحظونهم شزرا، ويُوسِعونهم زراية وزجرا، فخرجوا من الأرض وعرصاتها، والطير فى وُكناتها، ثم طارت الأرواح، واشتد النياح فهذا حال تجارب الإنسان، ثم ينكرون وحى الرحمٰن! وأى شقاوة أكبر وأعظم من إنكار المرسلين، وسوء الظن بالمؤيَّدين؟ يقولون أنت كاذب ! فما لهم إنهم ينبّهوننى عنى، ويظنون أنهم أعثَرُ على نفسى منى؟ ﴿۵۲﴾

اور یہ واقعہ پلک جھپکنے سے بھی پہلے ہوا یہاں تک کہ ان کی آنکھیں پتھرا گئیں اور موت تیز رفتار گھوڑے کی طرح ان پر چڑھ دوڑی۔ اور ٹیکا لگانے والا عملہ بیقرار ہو گیا۔ اور یہ عمل اللہ کے ساتھ ایک جنگ تھی۔ اور جب انہوں نے ٹیکا لگوانے والوں پر اپنی نظر دوڑائی تو انہیں ہلاکت کی زَد پر پایا اور انہوں نے دیکھا کہ موت ان کے چہروں پر رقص کر رہی ہے اور (دنیا سے) کوچ کی آواز دے رہی ہے۔ اور یہ دیکھا کہ قوم انہیں ٹیڑھی نظروں سے دیکھ رہی ہے اور کھل کر ان کی عیب جوئی اور زجر و توبیخ کر رہی ہے پس وہ اس وقت زمین اور اس کے میدانوں سے باہر نکلے کہ جب ابھی پرندے اپنے آشیانوں میں ہی موجود تھے۔ پھر روحیں پرواز کر گئیں۔ اور سخت ماتم بپا ہو گیا۔ تو یہ ہے حال انسانی تجربوں کا۔ پھر بھی وہ خدائے رحمٰن کی وحی کا انکار کر رہے ہیں۔ مرسلوں کے انکار اور تائید یافتہ بزرگوں کی نسبت بدظنی سے بڑھ کر اور عظیم کون سی بدبختی ہو سکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تو کاذب ہے۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ مجھے ہی میرے متعلق آگاہ کر رہے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ میرے متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہیں۔

أم كبُر عليهم قولي. إني أنا المسيح؟ وما هو إلا حسدُ معاصَرة وإنكار من الحق الصريح، فليتّقوا ربهم ولا يتكلّموا كشَكِسٍ وقيحٍ. فإنْ أكُ كاذبا فسأُذرَأُ كالغثاء ، و إن أكُ صادقا فمن ذا الذي يطفئ نوري بحيل الإطفاء ؟ ووالله إني أنا المسيح الموعود، ومعي ربي الودود. وَوالله إنه لا يضيعني ولو عاداني الجبال، ووالله إنه لا يتركني ولو تركني الأحبّاء والعيال. ووالله إنه يعصمني ولو أتى العِدا بالمرهَفات، ووالله إنه يأتيني ولو أُلقَى في الفلوات، فَلْيكيدوا كل كيد ولا يُمَهِّلونِ، فسيعلمون أي منقلب ينقلبون. أيخوّفونني بحيل الأرض ولا يخافون الذي إليه يرجعون؟ أفكلّما جاءهم من الآيات

یا میرا یہ قول کہ **میں ہی مسیح ہوں** اُن پر گراں گزرتا ہے یہ تو صرف معاصرانہ حسد اور کھلی کھلی حقیقت کا انکار ہے۔ پس انہیں چاہئیے کہ وہ اپنے ربّ سے ڈریں اور بدخُلق اور بے حیا شخص جیسی گفتگو نہ کریں۔ کیونکہ اگر میں جھوٹا ہوا تو کوڑا کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاؤں گا اور اگر میں سچا ہوا تو پھر کون ہے جو اطفاء کے مکر وفریب سے میرے نور کو بجھا سکے۔ خدا کی قسم میں ہی مسیح موعود ہوں اور پیار کرنے والا میرا ربّ میرے ساتھ ہے اور اللہ کی قسم وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا خواہ پہاڑ میری دشمنی کریں۔ اور خدا کی قسم وہ مجھے نہیں چھوڑے گا خواہ میرے دوست احباب اور اہل وعیال مجھے چھوڑ جائیں۔ اور بخدا وہ میری حفاظت فرمائے گا خواہ دشمن تیغ ہائے بُرّاں سے مجھ پر آ چڑھیں۔ اور بخدا وہ میرے پاس آئے گا خواہ مجھے بیابانوں میں پھینک دیا جائے۔ پس چاہیے کہ وہ ہر تدبیر کر دیکھیں اور مجھے مہلت نہ دیں پھر بھی وہ ضرور جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف انہیں لوٹ کر جانا ہے۔ کیا وہ مجھے زمینی تدابیر سے خوف زدہ کرتے ہیں اور اُس ہستی سے نہیں ڈرتے کہ جس کی طرف وہ لوٹ کر جائیں گے۔ کیا ایسا نہیں کہ جب بھی ان کے پاس نشانات ﴿۵۳﴾

فقطعوا عليها بدسٍّ منهم وإلغاءِ
الأمر بالشبهات .وما أنكرَ أكثرُ
الناس إلا من دواعى الشطارة، لا
من مقتضى الطهارة .وسيريهم
الله آية فلا ينكرونها، وينزل
نازلة فلا تردّونها.و إن للناس من
اللّٰه تعالٰى علٰى رأس كل مائةٍ
نظرةً ، فيرسل عبدًا من لدنه
لإصلاحهم رحمة، فكيف ينسى
الله زمانا نزَفتْ فيه عيون
الهداية، وسالت سيول الغواية؟
وما عندكم لطالبٍ إذا استفاد،
سوى الحديث الذى شابهَ
الجماد .فذالك هو الهم الذى
نفٰى عنى الكَرى، وأذاب عظّامى ﴿۵۴﴾
وجرّحنى بالمُدى .فأراد الله أن
يُحكِم ما شادَه، ويُظهِر الدين
وصدقه وسداده .وما كان عادته
أن يتعلل بعُلالةٍ، ويقنَع ببُلالة،

آئے تو انہوں نے اپنی طرف سے مکر کر کے اور
شبہات کے ذریعہ امر کو باطل کر کے ختم کر دیا۔ اکثر
لوگوں نے محض شاطرانہ محرکات کی بنا پر انکار کیا نہ
کہ طہارت کے تقاضا سے۔ اور اللہ ان کو عنقریب
ایک نشان دکھائے گا جس کا وہ انکار نہیں کر سکیں
گے، اور ایک ایسی مصیبت نازل کرے گا جسے وہ
دور نہیں کر سکیں گے۔ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کی
طرف سے لوگوں کے لئے نظر کرم ہوتی ہے۔
چنانچہ وہ اپنی جناب سے ازراہِ تَرحّم اُن کی
اصلاح کے لئے کسی بندے کو بھیجتا ہے پھر یہ کیسے
ممکن ہے کہ اللہ اس زمانے کو بھول جائے جس میں
ہدایت کے سوتے خشک اور گمراہی کے سَیلِ رواں
ہیں۔ اور تمہارے پاس ایک استفادہ کرنے والے
متلاشی کے لئے بے جان سی حدیث کے سوا رکھا ہی
کیا ہے۔ پس یہی وہ غم ہے جس نے میری نیند اڑا
دی اور میری ہڈیوں کو گھلا دیا اور مجھے چھریوں سے
مجروح کر دیا ہے۔ سو اللہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ
اسے محکم کرے جس کو اس نے بنایا اور دین اور اس
کی صداقت اور اس کی راستی کو غالب کرے۔ اور
یہ سنت اللہ نہیں کہ وہ تھوڑی سی چیز پر کفایت اور
تھوڑے سے پانی پر قناعت کرے ہاں البتہ جو
تمہارے پاس ہے وہ پانی کی نمی سے بھی کم تر ہے

وما هو عندكم فهو أقلّ من بلّةٍ، وغيرُ كاف لنَقْعِ غُلّةٍ .فأرسلنی ربّی لأهديكم إلى الماء المعين الغزير، فما لكم لا تعرفون القبيل من الدبير؟ ألا ترون الإسلام كيف غار ماء ه وغاب ضياء ه، ونـزَفتْ حياضه قبل أن تُنوِّر رياضه، وأُحرِقَ بساطه ومُزِّقَ أنماطه؟ فلا قوة إلا بالله ! ونشكو إليه، وننتظر نصره نَصْرَ المبغيِّ عليه.ترون هذا الزمان ثم لا ترون يا فتيان، فهذا إحدى المصائب على دين الرحمٰن. ولا أدرى لِمَ أقبَلَ الناسُ عليّ إقبالَ مَن لبِس الصفاقة، وخلَع الصداقة؟ أجئتُهم فی غير الأوان، أو عرَضتُ عليهم ما خالف آیَ الفرقان؟ أو قتلتُ بعض آبائهم، فاغتاظوا لسفك دمائهم؟

اور پیاس بجھانے کے لئے نا کافی۔سو میرے ربّ نے مجھے بھیجا تا کہ میں تمہاری کثیر المقدار آب رواں کی طرف رہنمائی کروں۔تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتے۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ اسلام کا پانی زمین میں غائب ہو گیا اور اس کی روشنی جاتی رہی اور اس کے چمن کے پھلنے پھولنے سے پہلے ہی اس کے حوض خشک ہو گئے ہیں،اس کی بساط لپیٹ دی گئی اور شیرازہ بکھیر دیا گیا ہے۔پس اللہ ہی سے قوت ملتی ہے۔اور ہم اسی کی جناب میں فریاد کرتے اور اُس کی اس نصرت کے منتظر ہیں جو وہ مظلوموں کی کیا کرتا ہے۔اے جوانو!تم اس زمانے کو دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے۔یہ خدائے رحمٰن کے دین پر مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے۔نہ معلوم یہ لوگ کیوں مجھ سے ایک ایسے شخص کی طرح پیش آتے ہیں جس نے بے حیائی کا جامہ پہن رکھا ہو اور صداقت کا پیرہن اتار پھینکا ہو۔کیا میں ان کے پاس بے وقت آیا ہوں یا میں نے ان کے سامنے کوئی ایسی بات پیش کر دی ہے جو فرقانِ حمید کی آیات کے مخالف ہے یا میں نے ان کے باپ دادوں میں سے بعض کو قتل کیا ہے اور وہ ان کے خون بہائے جانے کی وجہ سے غصّہ میں آ گئے ہیں؟

وقـد أراهـم الـلـه لـى الآيـاتِ، وشهِـد بـالبينـات .فـمِـن بـعض الآيـات بـليّة الـطـاعون من رب العباد، و قـد أخبرتُ به ولم يكن ﴿۵۵﴾
مـنـه أثـر فـى هذه البلاد .ومِن بـعضها موت بعض العلماء بهذه البـقعة، كما كنت أنبأت بها قبل تـلك الـواقـعة، فـصـال عليهم الـطـاعـون كـراكبٍ تامِّ الآلات، مـغتالٍ فى الفلوات .فـأخذهم ما يأخذ الأعزلَ مِن شاكى السلاح، والـجبـانَ مِـن كَـمِـيٍّ طـاعـنٍ بالرماح . ومنها ما نصَرنا ربُّنا فى أمـر التطعيم، وجعَل العافيةَ حظَّنا عند البلاء العظيم .وكان التطعيم فـى أوّل الأمـر شيـئـا عـليه يثنى، والشـفـاء بـه يـرجى،ثم لمّا خـالـفتُـه بـوحـى من الرحمٰن، ظهـر مـا ظهـر من عيبه ولم يبق صـورة الاطمئنان .وكنت أعلم

اللہ نے ان کو میرے لئے نشانات دکھائے اور کھلے کھلے دلائل سے شہادت دی۔ ان نشانات میں سے جو ربّ العباد کی طرف سے وارد ہوئے ایک نشان طاعون کی مصیبت ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق اس وقت خبر دی تھی جبکہ اس ملک میں ابھی اس کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ اور ان میں سے ایک نشان اس خطّے کے بعض علماء کی موت ہے جیسا کہ اس واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے میں نے خبر دے دی تھی۔ پس طاعون نے ان پر اسلحہ سے لیس جنگل میں اچانک حملہ کرنے والے شاہسوار کی طرح حملہ کیا اور ان پر ایسی حالت طاری ہوگئی جیسے ایک نہتے شخص کی کیل کانٹے سے لیس آدمی کے سامنے یا بُزدل کی بہادر ماہر نیزہ باز کے مقابل ہوتی ہے۔ اور ان (نشانات) میں سے وہ مدد ہے جو ہمارے رب نے ٹیکا کے معاملے میں ہماری فرمائی۔ اور بلائے عظیم کے وقت عافیت کو ہمارا مقدر بنا دیا۔ ابتدا میں ٹیکا لگوانے کو قابلِ ستائش سمجھا گیا اور اس سے شفایابی کی امید رکھی گئی۔ پھر جب میں نے خدائے رحمٰن کی وحی کی بنا پر اس کی مخالفت کی تو جو اس کے عیب ظاہر ہونے تھے وہ ظاہر ہوگئے اور اطمینان کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور میں جانتا تھا کہ اللہ اپنی جناب سے ہمارے

أن اللــه سيُظهر لـنـا بـآية منـه فيهـا نـموذج الـعافية، ولكني ما كـنـت أعـلـم أنـه يرى هذه الآية بهــذه السـرعة. فظهـرت الآية وجُعل التطعيم كسجلٍّ يُطوَى، وذِكـرٍ يُنسَى. ثـم بـدا للحكومة أن يـعيـده بتبديل يسير وامتحان يـوصـل إلـى اليـقين، ولكن أكثر الناس ليسّوا بمطمئنين، بما رأوا مـوتَ تسعة عشر وأناسا آخرين مـن الـمؤوفيـن. ولـيـس سبب الـطـاعـون فـأرٌ تـخـرُج من قعر الأرض إلى الفِناء، بل سببه سوء الأعـمـال وارتـكـاب الـفسـق والمعصية بترك الحياء. فظهر الـطاعون وأردَى بنى آدم وبناتِه وردِفتْـه الآيـات، وذالك بـأن عـلاج أمـراض المعصية وأنواع الـجرائم والجذبات، ليس سوى الـمعجزات والآيات. ولا يؤمن أحـد بـالـلـه حـقًّـا إلا بعد هذه الـمشـاهـدات، ولا يمنع النفسَ مـن الـمعاصي كَفّارةٌ، بل نفوسُ عبيـدِهـا بـالسوء أمّـارةٌ، وإنّـما

لئے ضرور کوئی ایسا نشان ظاہر فرمائے گا جس میں عافیت کا نمونہ ہوگا۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس نشان کو اتنی جلدی سے دکھائے گا۔ سو وہ نشان ظاہر ہو گیا اور ٹیکے کا معاملہ بہی کھاتے کی طرح لپیٹ دیا گیا۔ اور ایک بھُولی بَسری داستان بنا دیا گیا۔ پھر حکومت کی یہ رائے ہوئی کہ اس میں تھوڑی تبدیلی اور یقینی تجربہ کے بعد اس کو دوبارہ
﴿۵۶﴾ شروع کرے لیکن اکثر لوگ مطمئن نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے انیس لوگوں کی موت اور اس کے علاوہ دوسرے آفت رسیدہ لوگوں کا حشر دیکھ لیا تھا۔ طاعون کی وجہ زمین کے اندر سے نکل کر سطح پر آنے والا چوہا نہیں بلکہ اس کی وجہ شرم و حیا کو ترک کر کے بداعمالی اور فسق و فجور کا ارتکاب ہے۔ پس طاعون ظاہر ہوگئی اور اس نے مرد و زن کو ہلاک کر دیا اور اس کے پیچھے پیچھے نشانات آئے۔ اور ایسا اس لئے ہوا کہ معصیت کے امراض اور انواع و اقسام کے جرائم اور نفسانی جذبات کا علاج معجزات اور نشانات کے سوا کچھ نہیں۔ اور کوئی شخص ان مشاہدات کے بعد ہی اللہ پر سچا ایمان لا سکتا ہے۔ کفارہ نفس کو گناہوں سے نہیں بچا سکتا بلکہ کفارہ کے پرستاروں کے نفوس بدی کا بہت حکم دینے والے ہیں۔ وہ معرفت تامہ جو دلوں پر لرزہ

يـمـنـعهـا مـعـرفةٌ تـامّة مرعِدة،
ورؤيةٌ منـذرة مـخـوِّفة، ثـم تأتي
سـلـطنةُ المحبة وتضرب خيامَها
عـلى القلوب، وتطهّرها من بقايا
الـذنوب .ولـكـن أوّل مـا يدخُل
قرية النفسانية، ويُفسِد عماراتها
ويـجـعـل أعـزّتهـا كـالأذلّة، هو
خوف شديد ورعب عظيم من
الـحـضـرة ، يستولى على القوى
البشـرية، فيـمـزقهـا كـل ممزق
ويُبعِد بينها وبين أهوائها و يزكّى ﴿۵۷﴾
كل التزكية .وليس من الممكن
أن يتـطهـر إنسـان من غيـر رؤية
الـحـىّ الـغيـور، ومِن غير اليقين
الذى يقوّض خيام الزور .وليس
رؤيتُـه تعالٰى فى دار الحُجُب إلّا
بـالآيـات، وإن الآيـات تُخـرِج
الإنسان من الظلمات، حتى يبقى
الـروح فـقـط وتـعـدم الأهواء ،
ويـبـلـغ مقاما لا يبلغه الدهاء ، ولا
يـدخـل أحد ملكوتَ السماء إلا
بعد هذه الرؤية وكشف الغطاء .

طاری کر دے اور ایسی رؤیتِ الٰہی جو انذار اور خوف پیدا کرے، صرف وہی گناہوں سے باز رکھ سکتی ہے۔ اس کے بعد محبت کی سلطنت آتی ہے اور دلوں پر اپنے خیمے گاڑ دیتی ہے اور باقی ماندہ گناہوں سے انہیں پاک کر دیتی ہے لیکن جو چیز نفسانیت کی بستی میں پہلے داخل ہوتی اور اس کی عمارتوں کو تاراج کرتی اور اس کے معزز مکینوں کو ذلیل ورسوا کرتی ہے وہ ربّ العزت کا شدید خوف اور عظیم رُعب ہے جو قوائے بشریہ پر مستولی ہو جاتا ہے اور اُن کو پاش پاش کر دیتا ہے اور اُن کے اور اُن کی خواہشات کے درمیان بُعد پیدا کر دیتا ہے اور کامل تزکیہ کر دیتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان حیّ و غیّور خدا کی رؤیت اور ایسے یقین کے بغیر جو جھوٹ کے خیموں کو اکھاڑ پھینکے پاک ہو سکے۔ حجابات کی اس دنیا میں رؤیت باری صرف نشانات سے ہو سکتی ہے اور یقیناً نشانات ہی ہیں جو انسان کو اندھیروں سے نکالتے ہیں یہاں تک کہ صرف روح باقی رہ جاتی ہے اور خواہشات معدوم ہو جاتی ہیں اور انسان ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جس تک عقل کی رسائی نہیں۔ اور اس رؤیت اور پردہ کشائی کے بعد ہی کوئی شخص آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے۔

فالحاصل أن النجاة من الذنوب لا يمكن إلا برؤية الله بأصفى التجلّيات، ولا يتحقّق هذا المقام لأحد إلا برؤية الآيات. ومن لم ير الرحمٰنَ فى هذا المراح فما رأى، والموتُ خير للفتى من عيشه عيش العمى. وإنما الدنيا وزينتها لهوٌ ولعبٌ لا تُغَرّ بها السعداءُ، بل هم يؤثرون كل موت لعلهم يرون ربهم. فأولئك هم الأحياء. وإن الدنيا ملعونة فمن طلَبها فكيف يُرحَم؟ فألْجِمْ فرسَك قبل أن يُلجَم. ما لكم لا تتقون الذنوب التى هى أصل هذا الوباء؟ فلا أعلم ما أمّنكم من قدر السماء. وإنى جئت كالصبا بريّا هذه البشارة، فمن تبعنى حقّا وعمل صالحا فسيُحفَظ من هذه الخسارة. ولن تكفى أحدا أن يبايعنى فقط من دون الأعمال وصفاء التعلق

پس حاصلِ کلام یہ کہ گناہوں سے نجات صرف ایسی رؤیت الٰہی سے ممکن ہے جو اصفٰی تجلّیات کے ساتھ ہو۔ اور یہ مقام کسی شخص کے لئے نشانات دیکھے بغیر متحقق نہیں ہو سکتا۔ اور جس نے اس سرائے فانی میں رحمٰن خدا کا دیدار نہ کیا تو اس نے کیا دیکھا! اور ایک جوان کے لئے کورانہ زندگی جینے سے موت بہتر ہے۔ اور دنیا اور اس کی زیب و آرائش محض لہو و لعب ہے جس سے نیک بختوں کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا بلکہ وہ خوش بخت تو ہر موت کو ترجیح دیتے ہیں تا شاید وہ اپنے رب کا دیدار کر لیں پس زندہ صرف یہی لوگ ہیں۔ اور یقیناً دنیا ملعون ہے پس جس نے اس کو طلب کیا تو اس پر کیسے رحم کیا جائے گا پس اپنے نفس کے گھوڑے کو لگام دے قبل اس کے کہ اس کو لگام ڈالی جائے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان گناہوں سے نہیں بچتے جو اس وبا کی جڑ ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ تمہیں کس چیز نے آسمانی تقدیر سے بے خوف کر دیا ہے۔ میں بادِ صبا کی طرح اس بشارت کی خوشبو لے کر آیا ہوں۔ پس جس نے میری سچی اطاعت کی اور اعمال صالحہ بجا لایا تو وہ اس ہلاکت سے محفوظ رکھا جائے گا۔ اور جان لو کہ اعمال اور ذوالجلال اللہ کے ساتھ صدق و صفا کا تعلق پیدا کئے بغیر کسی کا فقط میری ﴿۵۸﴾

بالله ذی الجلال، فغيِّروا ما بأنفسكم ليغيّر ما قدّر لكم من نكال. أتكذّبون بغير علم ولا تختمون على شفاهكم؟ كبُرتْ كلمةً تخرُج من أفواهكم ! وقال بعض العدا : إنی أعليتُ هذا الرجل، وإنی أفرطته ثم إنی سأحطُّه. فانظروا إلى هذا الكذب والاستكبار، وإن الله لا يرضى عن عبد إلا بالصدق والانكسار. ثم انظروا كيف كذّبه الله وأجاب قبل جوابی، وجمع بعد ذالك أفواجا على بابی، وملأ بيوتی من أصحابی. وإن فی ذالك لآية للمستبصرين، وعبرة للمستعجلين. أم غضبوا علیّ بما قلتُ إن عيسى مات، وإنی أنا المسيح الموعود الذی يحيی الأموات؟ ولو فكروا فی القرآن لما غضبوا، ولو اتقوا لما تغيّظوا. وإن موت عيسى خير لهم

بیعت کر لینا ہرگز اسے فائدہ نہیں دے گا لہٰذا اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو تا کہ وہ عبرتناک عذاب جو تمہارے لئے مقدر کیا گیا ہے ٹلا دیا جائے۔ کیا تم کسی علم کے بغیر تکذیب کرتے ہو اور اپنے لبوں پر مہر سکوت نہیں لگاتے۔ بہت بڑی بات ہے جو تمہارے مونہوں سے نکلتی ہے۔ اور ایک دشمن نے کہا ہے کہ میں نے ہی اس آدمی کو بلند کیا ہے اور آگے بڑھایا ہے اور میں ہی اسے گراؤں گا۔ سو اس جھوٹ اور تکبر کو دیکھو، اور اللہ تعالیٰ بندے سے صرف صدق اور فروتنی سے ہی راضی ہوتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اللہ نے اسے کیسے جھوٹا قرار دیا اور میرے جواب دینے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔ اور اس کے بعد میرے دروازے پر فوجوں کو جمع کر دیا۔ اور میرے گھروں کو میرے صحابہ سے بھر دیا۔ یقیناً اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے ایک (بہت بڑا) نشان ہے اور جلد بازوں کے لئے عبرت۔ کیا وہ مجھ پر اس لئے غضبناک ہوئے کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ اور یقیناً میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جو مردے زندہ کرے گا۔ اور اگر انہوں نے قرآن پر غور و فکر کیا ہوتا تو وہ کبھی خشمگین نہ ہوتے۔ اور اگر وہ تقویٰ اختیار کرتے تو کبھی غضبناک نہ ہوتے۔ کاش وہ یہ جانتے کہ عیسیٰ کا مرنا ہی ان کے لئے

﴿۵۹﴾ لو كانوا يعلمون. وإن الله آتاهم مسيحا كما آتى اليهود مسيحا، ما لهم لا يفهمون؟ سلسلتانِ متماثلتان فما لهم لا يتدبّرون؟ يقولون سيكون فئة من هذه الأمة يهودا وعلى خلقهم يُخلَقون، ولا يعتقدون بأن يكون المسيح الموعود منهم بل هذا الفخرَ إلى اليهود ينسِبون. أَأُعطُوْا نصيبا من شرِّ اليهود وما أُعطوا حظّا من خيرهم؟ ساء ما رضوا به لأنفسهم وساء ما يحكمون! بل كما أن اليهود منا كذالك المسيح الموعود منا، وليست هذه الأمة أشقى الأمم ليصحّ ما يزعمون. يقولون هذه هي العقيدة التي ألفينا عليها آباء نا. ولو كان آباء هم من الذين يخطئون. ما لهم يصرّون على ما فهموا ولا يتركون؟ أم لهم أَيمانٌ على الله أنه لا يفعل إلا الذي هم يقصدون؟ سبحانه وتعالٰى لا يُسأل

بہتر ہے۔ نیز یہ کہ اللہ نے انہیں بھی ویسا ہی مسیح عطا کیا ہے جیسا یہودیوں کو مسیح عطا کیا تھا، انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ سمجھتے نہیں۔ دونوں سلسلے باہم مماثل ہیں، پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ تدبر نہیں کرتے۔ وہ یہ تو کہتے ہیں کہ اِس امت کا ایک گروہ یہودی بن جائے گا اور وہ انہی کی خُوبُو پر ہوگا۔ مگر یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ مسیح موعود بھی انہی میں سے ہوگا بلکہ وہ اس فخر کو یہودیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیا انہیں یہود کے شر سے تو حصہ دیا گیا لیکن ان کے خیر میں سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔ بہت بُری چیز ہے جو انہوں نے اپنے لئے پسند کی۔ اور بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔ بلکہ جس طرح ہم میں سے یہودی ہیں اسی طرح مسیح موعود بھی ہم میں سے ہے اور یہ امت بد بخت ترین امت نہیں ہے کہ ان کا گمان درست ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ عقیدہ ہے کہ جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا خواہ ان کے آباؤ اجداد غلطی کرنے والوں میں سے ہوں۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی سمجھ پر مصر ہیں اور اُسے ترک نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے اللہ سے قسمیں لے رکھی ہیں کہ وہ صرف وہی کرے گا جو ان کا مقصود ہے۔ اللہ پاک اور بلند ہے۔ جو وہ کرتا ہے اُس

عـما يفعل وهم يُسألون. يسمّون المسيح حَكَمًا ثم أنفسهم يحكُمون.أم رأوا في القرآن ما يزعمون؟ فليُخرِجوه لنا إن كانوا يصدقون . يا أسفا عليهم ! إن يتبعون إلا الظن و ليس الظن شيئا إذا خالفه المرسلون. بل يحكُمون أنفسهم في الله ورسله ويجترء ون، ويصرّون على ما ليس لهم به علم ولا يخافون . ومن العجب أنهم ينتظرون الحَكَمَ ثم يقولون إنهم من الزلل لمحفوظون ! ولا يريدون أن يتركوا قولا من أقوالهم. فما يفعل الحَكَمُ إذا جاء هم، فإنهم بزعمهم في كل أمر مصيبون. وإن ظهور المسيح من هذه الأمة، ليس أمر يعسِر فهمُه على ذوي الفطنة، بل تظهر دلائله عند التأمل في المقابلة، أعني عند موازنة السلسلة المحمدية بالسلسلة الإسرائيلية ، ولا شك أن سيدنا سيد الأنامِ وصَدْر الإسلام، كان مثيلَ موسٰى،

کے متعلق اس سے پُرسش نہیں کی جاتی جبکہ اُن سے پُرسش کی جائے گی۔وہ نام تو مسیح موعود کا حَکَم رکھتے ہیں لیکن اپنے آپ کو حَکَم بنا لیتے ہیں۔کیا وہ اپنے مزعومہ عقیدہ کو قرآن میں پاتے ہیں؟اگر وہ سچے ہیں تو اسے ہمارے سامنے پیش کریں۔ اُن پر افسوس کہ وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں ایسے ظن کی کوئی حیثیت نہیں جو مرسلوں کے قول کے خلاف ہو۔ بلکہ وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے متعلق اپنے آپ کو حَکَم بناتے ہیں اور بیبا کی دکھا رہے ہیں اور جس کا انہیں علم نہیں اس پر مصر ہیں اور ڈرتے نہیں۔تعجب کی بات ہے کہ وہ حکم کا انتظار کرتے ہیں لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ وہ لغزشوں سے محفوظ ہیں۔وہ اپنی کسی بات کو چھوڑنا نہیں چاہتے پس حَکَم کیا کرے گا جب وہ اُن کے پاس آئے گا کیونکہ بزعم خویش وہ ہر معاملہ میں صائب الرائے ہیں۔اس امت میں سے مسیح کا ظہور ایسا معاملہ نہیں جس کا سمجھنا عقلمندوں کے لئے مشکل ہو۔ بلکہ (اس) مقابلہ یعنی سلسلہ محمدیہ اور سلسلہ اسرائیلیہ کے موازنہ پر غور کے وقت اس (دعویٰ) کے دلائل ظاہر ہو جاتے ہیں ۔اور بلاشبہ ہمارے آقا سردار دو جہاں بانئ اسلام (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) مثیل موسیٰ ہیں۔ ﴿۶۰﴾

فاقتضت رعايةُ المقابلةِ أن يُبعَث فى آخر زمن الأمّة مثيلُ عيسٰى. وإليه أشار ربّنا فى الصحف المطهرة، فإن شئتم ففكروا فى سورة النور والتحريم والفاتحة. هذا ما كتب ربنا الذى لا يبلغ عِلْمَه العالمون، فبأى حديث بعده تؤمنون؟ وإنه جعلنى مسيحه وأيدنى بآيات كبرىٰ، وعُطِّلت العِشارُ وترون القِلاصَ لا يُركَب عليها ولا يُسعى. ورأيتم يا معشر الهند والعرب، كسوف القمرَينِ فى رمضان، فبأى آيات ربكما تكذّبان؟ أم تأمركم أحلامكم أن تحسبوا الظنون كأمر منكشف مبين؟ ولقد كان لكم عبرة فى الذين آثروا الظنون من قبل على اليقين، وما آمنوا بالمرسلين. فكان إنكارهم حسرات عليهم، وإذا أُيِّدَ الرسلُ فودُّوا لو كانوا ﴿۶۱﴾

لہٰذا رعایت تقابل کا یہ تقاضا ہے کہ اس امت کے آخری زمانے میں مثیل عیسیٰ مبعوث کیا جائے ۔ اور اسی کی طرف ہمارے ربّ نے صُحُفِ مُطَهَّرہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ اگر چاہو تو سورۃ نور، سورۃ تحریم، اور سورۃ فاتحہ میں غور وفکر کرلو۔ یہ ہے وہ جسے ہمارے رب نے تحریر فرمایا جس کے علم تک اہلِ علم کی رسائی نہیں ۔ پس اس کے بعد اور کس کلام پر ایمان لاؤ گے؟ یقیناً خدا نے مجھے اپنا مسیح بنایا ہے اور بڑے بڑے نشانوں سے میری تائید فرمائی ہے ۔دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بیکار ہو چکیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ نہ تو اونٹنیوں پر سواری کی جاتی ہے اور نہ انہیں دوڑایا جاتا ہے۔اے ہندوستان اور عرب کے رہنے والو! تم ماہِ رمضان میں سورج اور چاند گرہن دیکھ چکے ہو۔ تو پھر تم اپنے ربّ کے کن کن نشانوں کو جھٹلاؤ گے۔کیا تمہاری عقلیں تمہیں یہ حکم دیتی ہیں کہ تم اپنے خیالات کو دوٹوک واضح امر کی طرح سمجھو ۔جبکہ تمہارے لئے ان لوگوں میں یقیناً عبرت ہے جنہوں نے قبل ازیں اپنے اوہام کو یقین پر ترجیح دی۔اور رسولوں پر ایمان نہ لائے ۔ پس اُن کا انکار اُن کے لئے حسرتیں بن گیا اور جب رسولوں کی تائید کی گئی تو انہوں نے چاہا

مؤمنين . ولقد ضرب الله لكم أمثالهم في القرآن فاقرء وها كالمتدبرين . فويل للذين يقرء ونها ثم لا يفهمون، ويمرّون بها غافلين. عسٰى ربّكم أن يريكم ما لا ترونه، ويُردِف رأيَكم صونَه ، فتكونوا من المبصرين .فلا تيأسوا من رَوح الله ولا تستعجلوا، واصبروا وهو خير لكم إن كنتم متقين. وإن صبرتم فتبصرون ويبلغ فكركم محلَّه، وتُكرَمون بعد المذلة، فتكونون من العارفين. وكنتم تقولون لو نزل المسيح في زمننا لكنّا ناصرين. فهذا نصرُكم أنّكم تكفرون وتكذبون من غير علم ولا برهان مبين. ترون آياتِ الله ثم تكذبون مستكبرين، كأن لم تروها، ولا تكلّمون إلا مستهزئين .وتشتُمون وتسبّون، ولا تخافون يوم الدين .

کہ کاش وہ مومن ہوتے۔ اللہ نے تمہارے لئے ان کی مثالیں قرآن میں بیان کی ہیں پس تم ان کو تدبر کرنے والوں کی طرح پڑھو۔ پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو انہیں پڑھتے تو ہیں مگر سمجھتے نہیں اور ان سے یونہی گزر جاتے ہیں ۔ بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں وہ حقیقت دکھا دے جو تم نے نہیں پائی پھر تمہاری اس رائے کو اپنی حفاظت نصیب کرے تا تم اہل بصیرت بن جاؤ۔ پس اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو اور نہ ہی جلد بازی کرو۔ ہاں صبر کرو اور یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم متقی ہو۔ اور اگر تم صبر کرو گے تو تم صاحب بصیرت بن جاؤ گے اور تمہاری سوچ اپنے اصل مقام پر پہنچ جائے گی اور تمہیں ذلّت کے بعد عزت دی جائے گی اور تم اہلِ معرفت میں سے ہو جاؤ گے۔ اور تم کہتے تھے کہ اگر مسیح ہمارے زمانے میں نازل ہوگا تو ہم ضرور مددگار بن جائیں گے پس یہ تمہاری مدد ہے کہ کسی علم اور کسی واضح دلیل کے بغیر ہی تم میری تکفیر اور تکذیب کر رہے ہو۔ تم اللہ کے نشانوں کو دیکھتے ہو پھر تکبر سے انہیں یوں جھٹلا دیتے ہو گویا تم نے انہیں دیکھا ہی نہیں اور تم استہزاء کے بغیر بات نہیں کرتے ، اور سبّ وشتم کرتے ہو اور روزِ جزا سے نہیں ڈرتے ۔ تم محض ظن

﴿۶۲﴾

وإن تتّبعون إلا الظن، وما أحطتم بما قال الله وما وافيتمونی طالبين .أتريدون أن تطفئوا نور الله؟ والله متم نوره ولو كنتم كارهين. ولقد سبقتُ كلمتُه لعباده المرسلين، إنهم من المنصورين. ويل لكم ولأحلامكم! لا تعرفون الوجوه، ولا ترون رحمة تتابَعَ نزولها، ولا تسألون ربكم مبتهلين. ليُريكم الحق وينجيكم من ضلال مبين. أيها الناس لا تتّكئوا على أخباركم، وكم من أخبار أهلكت المتّبعين. وإن الخير كلّه فی القرآن، ومعه حديث طابَقَه فی البيان، والذين يبتغون ما وراءه فأولئك من العادين . ولولا هذا المعيار لماجَ بعض الأمّة فی بعضها بالإنكار، وفسدت الملّة فی الديار، واشتبه أمر الدين على المسترشدين. أيها العباد ..اتقوا يومًا لا ينفع فيه إلا الصلاح، ﴿۶۳﴾

کی پیروی کرتے ہو۔ تم نے اللہ کے فرمان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ ہی تم میرے پاس بطور طالب حق آئے ہو۔ کیا تم اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہو جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ تم ناپسند ہی کرو۔ اس کا یہ فرمان اس کے رسولوں کے بارے میں گزر چکا ہے کہ یقیناً وہ نُصرت یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔ بُرا ہو تمہارا اور تمہاری عقلوں کا کہ تم نہ تو صادقوں کے چہرے پہچانتے ہو اور نہ اس رحمت کو دیکھتے ہو جس کا مسلسل نزول ہو رہا ہے اور نہ ہی تم تضرع کرتے ہوئے اپنے رب سے دعا مانگتے ہو۔ تا وہ تمہیں حق دکھائے اور کھلی گمراہی سے تمہیں نجات دے۔ اے لوگو! اپنی روایات پر تکیہ مت کرو، کتنی ہی ایسی روایات ہیں جنھوں نے اپنے متبعین کو ہلاک کر دیا۔ یقیناً تمام تر خیر قرآن میں ہے۔ نیز اس حدیث میں بھی جو قرآنی بیان سے مطابقت رکھتی ہو۔ اور جو اس کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کرتے ہیں تو وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اگر یہ معیار نہ ہوتا تو امت کا ایک طبقہ دوسرے طبقے سے انکار کرتے ہوئے باہم دست و گریبان ہو جاتا اور تمام ملکوں میں ملّت بگڑ جاتی اور ہدایت کے متلاشیوں پر دین کا معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔ اے لوگو! اُس دن سے ڈرو جس دن صرف نیکی ہی

ومن تركه فلن يلقى الفلاح. اتقوا يوما يجمع الكفّار والفجّار، ويقول الفاسقون وهم في النار: ما لنا لا نرى رجالًا كنا نعدّهم من الأشرار؟ فينادى منادٍ من السّماء: إنهم في الجنة وأنتم في اللظى. وتحضر كل نفس حضرةَ الله ذى الجلال، ويجاء بكل نبى وأعدائهم، وتعرف كل أمة إمامها، ويظهر ما له من قرب وكمال، فيقال: أهذا ملعون أم هذا دجال؟ يوم يكشِف الله عن ساقه ويُرى كلَّ مجرم عقابا، ويقول الكافر يا ليتنى كنت ترابا! أيها الإنسان! ما أنت وما مكائدك؟ أتعصى الله وينقضّ على رأسك صائدك؟ اليوم كلّمنى ربى وخاطبنى بكلمات، فنكتبها فإن فيها آيات، فتلك هذه يا ذوى

نفع دے گی۔ اور جس نے اس کو چھوڑا وہ کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوگا۔ ڈرو اس دن سے جب کافروں اور فاجروں کو جمع کیا جائے گا اور آگ میں پڑے ہوئے فاسق کہیں گے کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ جن لوگوں کو ہم شریر سمجھتے تھے وہ ہمیں یہاں نظر نہیں آ رہے۔ اس پر آسمان سے ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ وہ جنت میں ہیں اور تم شعلہ بار دوزخ میں۔ اور ہر شخص بارگاہِ ربّ ذوالجلال کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اور تمام نبیوں اور ان کے دشمنوں کو لایا جائے گا اور ہر اُمّت اپنے پیشوا کو شناخت کر لے گی۔ اور اس پیشوا کا جو بھی قرب و کمال ہو گا وہ ظاہر ہو جائے گا۔ پھر یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہ ملعون ہے؟ کیا یہ دجّال ہے؟ اس دن اللہ خود کو ظاہر کر دے گا۔ اور ہر مجرم کو اس کی سزا دکھا دے گا۔ اور کافر کہے گا کہ اے کاش، میں مٹی ہوتا۔ اے انسان! تو کیا اور تیرے مکر و فریب کیا؟ کیا تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے جبکہ تجھے شکار کرنے والا تیرے سر پر جھپٹ رہا ہے۔ آج میرا رب مجھ سے ہمکلام ہوا اور اپنے کلمات سے مجھے مخاطب کیا۔ سو ان کلمات کو ہم تحریر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں بہت سے نشان ہیں۔ پس اے اہلِ خرد! وہ یہ ہیں۔

الحصاة : "جاء نی آئلٌ واختارَ، وأدار إصبعه وأشارَ : يعصمك الله من العدا، ويسطو بكل من سطا ."ثم خاطبنی ربی وقال : "إن آئل☆ هو جبرئيل، وهو ملَكٌ مبشّر من رب جليل". ﴿۶۴﴾
إنی فرغت الآن من الجواب، وبقی ما آذيتَ من العتاب، فإنك ذكَرتَنی بألفاظ التحقير، وما اتّقيتَ حسيبك عند الازدراء و التعيير . ياعافاك الله من أنت بهذا الطبع المستشيط، وجَمَعَ السلاطةَ مع اللسان السليط؟ كنت لا تعرفنی ولا أعرفك، ولا تعلمنی ولا أعلمك، ثم آذيتَ

’’میرے پاس آئل آیا۔ اور اس نے اختیار کیا (یعنی مجھے چن لیا) اور اس نے اپنی انگلی کو گھمایا اور اشارہ کیا کہ خدا تجھے دشمنوں سے بچاوے گا اور ٹوٹ کر پڑے گا اس شخص پر جو تجھ پر جھپٹا‘‘۔ پھر میرے ربّ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’آئل جبرائیل ہیں اور وہ ربِ جلیل کی طرف سے بشارت دینے والا فرشتہ ہے‘‘۔ اب میں جواب سے فارغ ہوا۔ البتہ ملامت کے ذریعہ جو اذیّت تو نے مجھے پہنچائی ہے وہ باقی رہی۔ تو نے مجھے حقارت امیز الفاظ سے یاد کیا اور تحقیر اور عیب جوئی کرتے وقت اپنے حساب لینے والے خدا کا خوف نہیں کیا۔ اے شخص! اللہ تجھے بچائے، فصاحت کے ساتھ زبان درازی اور غضبناک مزاج کے مالک تو ہے کون؟ تم مجھے نہیں جانتے اور میں تمہیں نہیں جانتا۔ اور نہ تجھے میرا علم ہے اور نہ مجھے تمہارا علم۔

☆ لفظ آئل مشتق من الايالة يقال الَهُ ای ساسه و اَصلحه و انه اسم جبرئيل فی كلام الله
آئل کا لفظ اِیَالہ سے مشتق ہے۔ ’الَهُ‘ کے معنی ہیں اُس نے اس کی راہنمائی اور اصلاح کی اور آئل خدائے جلیل کے کلام میں
الجليل و ان تسمية جبرائيل بآئل تسمية مارئيناها فی كتاب قبل هذا الالهام . فَلِلّٰه
جبرائیل کا نام ہے۔ جبرائیل کو آئل کے نام سے موسوم کرنا ہم نے اس الہام سے پہلے کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ پس اللہ
ِ كلمات لا تحصر بالاقلام. و لعلّه اشارة الی منصب جبرائل . و هو الاصلاح واعانة
کے کلمات ایسے بھی ہیں جنہیں حیطۂ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ اور شاید آئل کے لفظ میں جبرائیل کے منصب کی طرف
المظلومين بالسياسة و ذبّ العدا بالحجة و الدليل. منه
اشارہ ہے اور اس کا مفہوم سیاست اور دشمنوں کا حجت اور دلیل کے ذریعے دفاع کر کے اصلاح اور مظلوموں کی اعانت کرنا ہے۔

وما صبرت، وتركتَ التقوى وما حذرت. أيها العزيز. اتّقِ الخبير الديّان، وقد ردِف كلَّ سوءٍ الحُسْبانُ. وقد نزل المسيح من السماء، والطاعون من الأرض أتٰى، فإذا لم تتوبوا اليوم فمتٰى؟ فاعلموا أن هذا أوانُ رفضِ الكبر والخيلاء، لا وقت الرعونة والغفلة والاستهزاء. وإن الله غضب غضبا شديدا على الذين رضوا بعيشة الغفلة، وآثروا الدنيا وزينتها ولا يؤمنون إلّا بالألسنة، فأذكّركم بأيام الله.. فاتقوا الله يا ذوى الفطنة. وليس هذا الوقت وقت الغَزاةِ وتقلُّد الرماح والمرهفات، بل أمرنى ربّى يا معشر هذه الأمة أن تتقلّدوا بسلاح التوبة والعفة، فإنّ النُّصرة كلها فى هذه العُدّة. وإن الأرض ملعونة ممقوتة لكثرة الخطيّات، ولترك الله والتمايلِ على الخزعبيلات. وليس الوقت وقت السيوف والأَسِنةِ، بل أوان تزكية النفوس وثَنْيِ الأَعِنّةِ.

اس کے باوجود تو نے مجھے ایذا دی اور صبر نہ کیا۔ تو نے تقویٰ کی راہ چھوڑی اور خوفِ خدا نہ کیا۔ عزیزِمَن خدائے خبیر سے ڈر۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہر بدی کو سزا لازم ہے۔ مسیح آسمان سے نازل ہو چکا اور طاعون زمین سے ظاہر ہوگئی۔ پس اگر آج تم نے توبہ نہ کی تو پھر کب؟ سو جان لو کہ یہ کبر وغرور کے چھوڑنے کا وقت ہے۔ نہ کہ رعونت، غفلت اور استہزا کا وقت۔ اللہ ان لوگوں سے سخت ناراض ہوتا ہے جو غفلت کی زندگی کو پسند کرتے اور دنیا اور اس کی زینت کو مقدم رکھتے ہیں اور صرف زبان سے ایمان لاتے ہیں پس میں تمہیں اللہ کی پکڑ کے ایّام یاد دلاتا ہوں۔ پس اے دانشمندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور یاد رکھو کہ یہ وقت جنگ اور سیف و سنان اٹھانے کا وقت نہیں، بلکہ میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اے اس امت کے لوگو! تم توبہ اور عفت سے مسلح ہو جاؤ۔ کیونکہ تمام تر
﴿۶۵﴾ نصرت اسی تیاری سے وابستہ ہے۔ اور یہ زمین گناہوں کی کثرت، اللہ کو چھوڑنے اور خرافات کی طرف مائل ہو جانے کی وجہ سے لعنتی اور خدا کے غضب کا مورد ہے۔ اور یہ وقت شمشیر و سناں کا نہیں ہے بلکہ تزکیہءِ نفس اور اپنی باگوں کو (اللہ کی طرف) پھیرنے کا وقت ہے۔

فـإن الـفســاد كمـا دخل قلوب أعداء هذه الملّة، كذالك دخل قـلـوب الـمسـلـميـن مـن غيـر التـفـرقة. فـلـن يـغلِـب الأشـرارُ أشـرارًا آخـريـن بـغَزاة، بل بعفة وتـقاة، فـلـن يـنصر الله ملوك الإسـلام مـع وهنهم وغفلتهم في الـديـن، بل يغضب غضبا شديدًا ويؤثر الكافرين على المسلمين. ذالك بـأنهـم نسـوا حدود الله ولا يبـالـون أمر ربهم وليسوا من المتقين. يـؤمنون ببعض القرآن ويـكـفـرون ببعض، ولا يُشيعون الـحـق بـل يَعيشون كالمنافقين. هـذا بالُ أهل الزمان، ثم ينكرون ويكذبون بعبد بُعِث من الرحمٰن. أَعَجِبوا أن جاء هم منذر منهم في وقـت فـقَـد الـنـاسُ فيـه حقيقة الإيـمــان؟ أم يـقـولـون افـتـراه وَ قـد رأوا آيـاتـي ثـم ألقوهـا وراء حجب النسيان؟ ﴿۶۶﴾

کیونکہ فساد جس طرح اس ملّت کے دشمنوں کے دلوں میں داخل ہے اسی طرح بلاتفریق مسلمانوں کے دلوں میں بھی داخل ہو چکا ہے۔ سو یہ شریر لوگ دوسرے شریر لوگوں پر جہاد کے ذریعے ہرگز غلبہ نہ پائیں گے۔ ہاں مگر عفت اور تقویٰ کے ساتھ۔ اللہ مسلمان بادشاہوں کی دین میں کمزوری اور سُستی کی حالت میں ہرگز مدد نہیں فرمائے گا بلکہ ان سے سخت ناراض ہو گا اور کافروں کو مسلمانوں پر ترجیح دے گا۔ یوں اس لئے ہوگا کہ انہوں نے حدود اللہ کو بھلا دیا اور وہ اپنے رب کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی وہ تقویٰ شعار ہیں۔ وہ قرآن کے ایک حصے کو مانتے ہیں اور دوسرے کا انکار کرتے ہیں۔ اور حق کی اشاعت نہیں کرتے بلکہ منافقوں جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ حال ہے اہل زمانہ کا۔ مزید برآں رحمٰن خدا کی طرف سے مبعوث کئے گئے بندے کا وہ انکار کرتے اور اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیا وہ تعجب کرتے ہیں کہ اُن کے پاس اُنہیں میں سے ایک ڈرانے والا ایسے وقت میں آیا ہے جب لوگ ایمان کی حقیقت کو کھو چکے ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے افترا کیا ہے حالانکہ انہوں نے میرے نشان دیکھے پھر اُن نشانات کو انہوں نے نسیان کے پردوں کے پیچھے پھینک دیا۔

أيهـــا الـنـــاس ..أرأيتـم إن كـنـتُ من عند الله و كفرتم بى .. فــأىّ خُسْــرٍ أكبـر مـن هـذا الـخسـران؟ أتريدون أن أضرِب عنكم الذكرَ صفحًا بعد ما أُمرتُ للإنـذار؟ ومـا كـان لمرسَل أن يـكـلّمه الله ويأمره ثم يخفى أمر ربّـه خـوفًـا من الأشرار .فـاتـقوا الـلـه، ولا تـقدّموا بين يديـه ولا تصرّوا على الظن كل الإصرار.

اے لوگو! بتاؤ تو سہی اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا اور تم نے میرا انکار کر دیا تو اِس نقصان سے بڑھ کر اور کون سا نقصان ہوگا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں وحی پہنچانے سے رک جاؤں بعد اس کے کہ انذار کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی رسول کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے اور اسے کوئی حکم دے اور پھر وہ شریر لوگوں کے خوف سے اپنے رب کے حکم کو چھپائے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اُس کے سامنے پیش قدمی نہ کرو اور ظن پر حد درجے کا اصرار نہ کرو۔

ذكرُ نُبَذٍ من عقائدنا

ہمارے عقائد کا مختصر سا ذکر

إنّـا مسلمون .نـؤمـن بكتاب الله الـفـرقـان .ونـؤمـن بـأن سيدنـا مـحـمـدًا نبيُّـه ورسوله، وأنه جاء بخير الأديان .ونـؤمن بأنه خاتم الأنبيـاء لا نبـى بـعده، إلّا الذى رُبِّـىَ مِـن فـيـضــه وأظهرَه وعده. ولـلـه مكالمات و مـخاطبات مع أوليـائــه فـى هـذه الأمة، وإنهـم يُعطَون صبغةَ الأنبياء وليسوا نبيّين فـى الـحقيـقة، فإن القرآن أكمل

ہم مسلمان ہیں۔ اللہ کی کتاب فرقانِ حمید پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا محمد ﷺ اس کے نبی اور رسول ہیں۔ اور آپ تمام دینوں سے بہتر دین لے کر آئے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ جو آپ کے ہی فیض سے تربیت یافتہ ہو اور آپ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا ہو۔ اور اللہ کے مکالمات اور مخاطبات اپنے اولیاء کے ساتھ اس امت میں جاری ہیں۔ ایسے اولیاء کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے جبکہ وہ درحقیقت نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ ﴿۶۷﴾

وَطَرَ الشريعة، ولا يُعطَون إلّا فَهْمَ القرآن، ولا يزيدون عليه ولا ينقصون منه، ومن زاد أو نقص فأولئك من الشياطين الفَجَرة. ونعنى بختم النبوة ختم كمالاتها على نبينا الذى هو أفضل رسل الله وأنبيائه، و نعتقد بأنه لا نبى بعده إلا الذى هو من أمّته ومن أكمَلِ أتباعه، الذى وجد الفيضَ كله من روحانيته وأضاء بضيائه فهناك لا غير ولا مقام الغيرة، وليست بنبوة أخرىٰ ولا محلَّ للحيرة، بل هو أحمَدُ تجلّى فى سَجَنْجَلٍ آخرَ، ولا يغار رجل على صورته التى أراه الله فى مِرْآة وأظهَرَ .فإن الغيرة لا تهيج على التلامذة والأبناء ، فمن كان من النبى ..وفى النبى ..فإنما هو هو، لأنه فى أتمّ مقام الفناء ، ومصبَّغ بصبغته ومرتدى بتلك الرداء ، وقد وجَد الوجودَ منه وبلَغ منه

قرآن نے حاجتِ شریعت کو پایہء تکمیل تک پہنچا دیا ہے ۔انہیں فہمِ قرآن ہی دیا جاتا ہے اور وہ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو اس میں کمی بیشی کرے تو وہ فاجر شیطانوں میں سے ہے ۔ختم نبوت سے ہماری مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ کے تمام رسولوں اور انبیاء سے افضل ہیں کمالات نبوت کا ختم ہونا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو آپؐ کی امت میں سے ہو اور آپؐ کے کامل ترین متّبعین میں سے ہو۔ جس نے تمام فیض آپؐ کی روحانیت سے پایا ہو اور آپؐ ہی کے نور سے منور ہو۔ اس صورت میں وہ کوئی غیر نہ ہوا اور نہ ہی جائے غیرت۔ اور نہ تو یہ کوئی دوسری نبوت ہوگی اور نہ ہی جائے حیرت۔ بلکہ وہ احمد ہے جو ایک دوسرے آئینہ میں جلوہ گر ہوا۔ اور کوئی بھی شخص اپنی اُس شکل وصورت پر غیرت کا اظہار نہیں کرتا جو اللہ نے اسے آئینہ میں دکھائی اور ظاہر کی ہو۔ اور نہ ہی شاگردوں اور بیٹوں پر غیرت جوش مارا کرتی ہے۔ پس وہ شخص جو نبی کریمؐ سے ہو اور نبیؐ میں فنا ہو تو وہ وہی ہے کیونکہ وہ فنا کے مقام اَتَم میں ہے اور اُسی کے رنگ میں رنگین اور اسی کی چادر میں ملبوس ہوتا ہے۔ اس نے اسی سے وجود پایا اور اسی کے ذریعے نشوونما کے

كـمـالَ الـنّشو والنّماء . وهذا هو الـحق الـذى يشهـد على بركات نبينـا، ويرى الناسَ حُسْنَه فى حُلل التابعين الـفـانيـن فيـه بكمـال الـمـحبة والـصفاء، ومن الجهل أن يـقوم أحد للمِراء، بل هذا هو ثبـوت مـن الـله لنَفْيِ كـونِه أبتَر، ولا حـاجة إلى تفصيل لمن تدبَّرَ. وإنـه مـا كـان أبا أحد من الرجال مـن حيث الجسمانية، ولكنه أبٌ مـن حيـث فـيـض الـرسـالة لمن كـمّل فى الروحانية .وإنـه خاتم الـنبيين وعَـلَـمُ الـمـقبولين .ولا يدخُل الحضرةَ أبدا إلا الذى معه نـقـشُ خـاتـمه، وآثار سنته، ولن يُـقبَـل عـمـل ولا عبـادة إلا بعد الإقـرار بـرسـالتـه، والثباتِ على دينه وملته .وقد هلك من تركه وما تبعه فى جميع سننه، على قدر وُسْـعِـه وطاقته .ولا شـريعةَ بعده،

کمال تک پہنچا۔اور یہ وہی حق ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ کی برکات پر شاہد ہے اور لوگوں کو کمال محبت اور خلوص کے ساتھ آپؐ کی ذات میں فنا ہونے والے متبعین کے لبادہ میں آپؐ کا حسن دکھلاتا ہے۔اور کسی کا اس معاملہ میں برسرِ پیکار ہونا حد درجہ کی نادانی ہوگی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنخضرتؐ کے ابتر نہ ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔اور تدبر کرنے والے شخص کے لئے کسی مزید ﴿٦٨﴾
تفصیل کی ضرورت نہیں۔اور یہ کہ آنخضورؐ جسمانی اعتبار سے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تھے لیکن آپؐ فیضِ رسالت کی حیثیت سے ہر اُس شخص کے باپ ہیں جسے روحانیت میں کمال حاصل ہوا اور یہ کہ آپؐ خاتم النبیّین اور مقبولوں کے سردار ہیں۔اور کوئی شخص بارگاہِ ایزدی میں کبھی بھی داخل نہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ جس کے پاس آپؐ کی مہر کا نقش اور آپؐ کی سنت کے آثار ہوں۔اور آپؐ کی رسالت کے اقرار اور آپؐ کے دین وملّت پر ثبات کے بعد ہی کوئی عمل وعبادت قبول ہوسکتی ہے۔اور جس نے بھی آپؐ کو چھوڑا اور اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق آپؐ کی تمام سنتوں کی پیروی نہ کی تو ایسا شخص بالضرور ہلاک ہوگیا ۔آپ کے بعد اور کوئی شریعت نہیں

ولا نـاسـخَ لـكتابه ووصيّته، ولا مبـدِّلَ لكلمته، ولا قَطْرَ كمُزْنتِه . ومن خرج مثقالَ ذرّة من القرآن، فقد خرج من الإيمان .ولن يفلح أحـد حتـى يتّبـع كـلَّ ما ثبت من نبينـا الـمـصـطفٰى، ومن تـرَك مقدار ذرّة من وصاياه فقد هوٰى . ومـن ادّعـى النبوة من هذه الأمة، ومـا اعتـقـد بـأنـه رُبِّىَ من سيدنا مـحـمّـدٍ خيرِ البريّة ، وبأنه ليس هـو شيـئـا مـن دون هذه الأسوة، وأن الـقـرآن خاتم الشريعة، فقد هـلـك وألـحَـقَ نـفـســه بالكفَرة الـفجَرة .ومـن ادعى النبوة ولـم يـعتـقـد بأنه منّ أمتـه، وبـأنـه إنما وجَـد كـلَّ مـا وجَـد من فيضانه، وأنـه ثمرة من بستانه، وقطرة من تَهُتَـانِـه، وشَعُشَعٌ من لمعانه، فهو مـلـعـون ولـعـنة الـلـه عليه وعلى ﴿۶۹﴾

اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہے جو آپ کی کتاب اور شریعت کو منسوخ کرنے والا اور آپ کے کلمہ کو تبدیل کرنے والا ہو، آپؐ کی بارش کی طرح کوئی اور بارش نہیں۔اور جو شخص قرآن سے ذرّہ برابر بھی باہر نکلا تو وہ ایمان سے خارج ہو گیا۔اور کوئی شخص اس وقت تک ہرگز کامیاب نہ ہوگا جب تک وہ ہر اس چیز کی پیروی نہیں کرتا جو ہمارے نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جس شخص نے آپؐ کی وصیتوں میں سے ایک ذرّہ بھی چھوڑا تو وہ ہلاک ہو گیا۔اور جس نے اس امت میں سے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ مخلوق کے بہترین فرد ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پرورش یافتہ ہے اور یہ کہ وہ آپؐ کے اُسوہ کے بغیر کچھ چیز نہیں ۔اور یہ کہ قرآن خاتم الشریعت ہے تو ایسا شخص یقیناً ہلاک ہو گیا۔اور اس نے اپنے آپ کو کافر و فاجر لوگوں میں شامل کر لیا۔اور جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آپؐ کی امت میں سے ہے اور یہ کہ اس نے جو کچھ بھی پایا وہ آپ کے فیض سے ہی پایا اور یہ کہ وہ آپ کے باغ کا ہی پھل اور آپؐ ہی کی موسلا دھار بارش کا ایک قطرہ اور آپؐ کے نور کا ہی پَرتَو ہے تو وہ ملعون ہے اور اللہ کی لعنت ہے

أنـصاره وأتباعه وأعوانه . لا نبيَّ لـنـا تـحـت السّماء من دون نبيّنا الـمجتبٰى، ولا كتابَ لنا من دون الـقرآن، وكلُّ من خالفه فقد جرّ نـفسـه إلـى اللظى . ومـن أنـكر أحـاديـث نبينا التى قد نُقِدتْ ولا تُـعارض القرآن، فهو أخو إبليس وإنـه ابتـا ع لـنفسه اللعنة وأضا ع الإيمان .وإن الـقرآن مقدَّم علٰى كـل شيء ، و وحيُ الحَكَمِ مقدَّم عـلـى أحـاديـث ظنية، بشرط أن تطابق القرآنَ وحيُه مطابقة تامة، وبشرط أن تكون الأحاديث غيرَ مـطـابـقة لـلـقـرآن، وتوجد فى قـصصها مخالفةٌ لقصصِ صحفٍ مطهّرة .ذالك بأن وحى الحَكَمِ ثـمـرةٌ غَضٌّ وقد جُنِيَ مِن شجرة يـقينية، فمن لم يقبَل وحيَ الإمام الموعود، ونبَذه لروايات ليست كـالـمـحسـوس الـمشهود، فقد ضـل ضـلالًا مبيـنـا، ومـات ميتة جـاهـلـية، وآثـر الشكّ عـلـى اليقين ورُدَّ من الحضرة الإلٰهية.

اس پر اور اُس کے مددگاروں پر، اور اس کی پیروی کرنے والوں پر ،اور اس کے مصاحبوں پر ۔ ہمارے لئے آسمان کے نیچے ہمارے برگزیدہ نبی (محمد ﷺ) کے سوا کوئی نبی نہیں ۔اور ہمارے لئے قرآن کے علاوہ کوئی کتاب نہیں اور جس نے بھی اس کی مخالفت کی تو وہ اپنے آپ کو جہنم کے شعلوں کی طرف گھسیٹتا ہوا لے گیا ۔اور جس نے ہمارے نبیؐ کی ان احادیث کا جو معیار صحت پر پوری اترتی ہیں اور قرآن کے معارض نہیں انکار کیا تو وہ ابلیس کا بھائی ہے اور اس نے اپنے لئے لعنت خرید لی اور ایمان ضائع کر دیا۔ یقیناً قرآن ہر چیز پر مقدّم ہے اور حَکَم (یعنی مسیح موعود) کی وحی ظنّی احادیث پر مقدّم ہے بشرطیکہ اس کی وحی قرآن سے مطابقت تامہ رکھتی ہو۔ نیز اس شرط کے ساتھ کہ وہ احادیث قرآن سے مطابق نہ ہوں اور اُن کا بیان صُحُفِ مُطَهَّرہ (یعنی قرآن) کے بیان کے مخالف ہو۔ کیونکہ اس حَکَم کی وحی ایک تر و تازہ پھل ہے جو شجرہ یقینیہ سے چُنا گیا ہے۔ پس جس نے اِس موعود امام کی وحی قبول نہ کی اور اسے ان روایات کی خاطر جو محسوس اور مشہود کا مقام نہیں رکھتیں پرے پھینک دیا تو ایسا شخص یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں پڑا اور جاہلیت کی موت مرا اور اس نے شک کو یقین پر ترجیح دی اور وہ

﴿۷۰﴾ ثمّ إن كان من الواجب الأخذُ بالروايات في كل حال.. ففي أيّ شيءٍ رجلٌ يقال له حَكَمٌ من الله ذي الجلال؟ فكيف أعطيه هذا اللقب مع أنه لا يحكُم في مسألة من المسائل، بل يقبَل كل ما عند العلماء كالمستفتي السائل؟ فعند ذالك لا يستقيم لقبُ الحَكَمِ لشأنه، بل هو تابع للعلماء ومقلّد لهم في كل بيانه. ونعتقد بأن الصلاة والصوم والزكٰوة والحج من فرائض الله الجليل، فمن ترَكها متعمّدا غيرَ معتذر عند الله فقد ضل سواء السبيل.

ومن عقائدنا أن عيسٰى ويحيٰى قد وُلدا على طريق خَرْقِ العادة، ولا استبعادَ في هذه الولادة. وقد جمع اللّٰه تلك القصّتين في سورة واحدة، ليكون القِصّةُ الأولٰى على القصة الأخرٰى كالشاهدة. وابتدأ مِن يحيٰى وختَم على ابن مريم، لينقُل أَمْرَ خرق العادة من أصغر إلٰى أعظم. وأما سرّ هذا الخَلق في

بارگاہ الٰہی سے مردود ہوا۔ پھر اگر بہر طور روایات کا قبول کرنا ہی واجب ٹھہرا تو پھر اس شخص کی کیا حیثیت ہے جس کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے حَکَم قرار دیا جائے؟ اور اُسے یہ لقب کیسے دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ کسی بھی مسئلہ کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ ایک فتویٰ مانگنے والے سائل کی طرح علماء کی ہر بات قبول کر لے گا۔ ایسی صورت میں حَکَم کا لقب اس کے شایانِ شان نہیں ٹھہرتا بلکہ وہ علماء کا تابع اور اپنے ہر بیان میں ان کا مقلّد ہوگا، ہمارا اعتقاد ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج خدائے بزرگ و برتر کے مقرر کردہ فرائض ہیں پس جو ان فرائض کو عمداً اور اللہ کے نزدیک صحیح عذر کے بغیر ترک کرتا ہے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

اور ہمارے عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ عیسیٰؑ اور یحییٰؑ دونوں خارق عادت طریق پر پیدا ہوئے اور یہ طریق ولادت بعید از قیاس نہیں۔ اللہ نے ان دونوں قصّوں کو ایک ہی سورۃ میں جمع فرما دیا ہے تا کہ پہلا قصّہ دوسرے قصّہ کے لئے بطور گواہ ہو۔ اُس نے قصے کی ابتدا یحییٰ سے کی اور اسے ختم ابن مریم پر کیا تا کہ خَرقِ عادت کا یہ معاملہ چھوٹے سے بڑے کی طرف منتقل ہو۔ یحییٰ اور عیسیٰ کی اس قسم کی تخلیق میں راز یہ ہے کہ

يحيٰى وعيسٰى فهو أن الله أراد من خلقهما آية عظمٰى .فإن اليهود كانوا قد تركوا طريق الاقتصاد والسداد، ودخل الخبث أعمالَهم وأقوالهم وأخلاقهم وفسدت قلوبهم كل الفساد، وآذَوا النبيين وقتلوا الأبرياء بغير حق بالعناد، و زادوا فسقا وظلما وما بالَوا بَطْشَ ربّ العباد. فرأى اللّٰه أن قلوبهم اسودّت، وأن طبايعهم قسَتْ، وأن الغاسق قد وقَب، ووَجْهَ المهجّة قد انتقَب .وفسدت التصوّرات كأنها ليل دامس، أو طريق طامس .وجاوزوا الحدود، ونسوا المعبود، وتسوّروا الجدران، ونسوا الديّان .وكانوا ما بقى فيهم نور يُؤمنهم العِثار، ويُرى الحق ويُصلِح الأطوار، وصاروا كمجذوم انجذمت أعضاؤه، وكُرِهَ رُواؤُه. فإذا آلتْ حالتهم إلى هذه الآثار، لعنهم الله وغضب على تلك الأشرار، وأراد أن يسلب من

اللہ تعالیٰ ان دونوں کی تخلیق میں ایک عظیم الشان نشان دکھانا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہود نے میانہ روی اور راستی کا طریق چھوڑ دیا تھا اور خباثت ان کے ﴿۷۱﴾ اعمال، اقوال اور اخلاق میں داخل ہوگئی تھی اور اُن کے دل کلیتًا بگڑ گئے تھے۔ انہوں نے نبیوں کو تکالیف پہنچائیں اور معصوموں کو دشمنی کی وجہ سے نا حق قتل کیا۔ اور فسق و فجور اور ظلم میں بہت آگے بڑھ گئے اور ربّ العباد کی گرفت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ پس اللہ نے دیکھا کہ اُن کے دل سیاہ اور ان کی طبائع سخت ہوگئی ہیں اور رات چھا گئی ہے اور راہ تاریک ہوگئی ہے اور تصورات کچھ اس طرح سے بگڑ گئے ہیں کہ گویا وہ ایک تاریک رات یا ایک بے نشان راستہ ہیں۔ انہوں نے حدود سے تجاوز کیا اور معبود کو بھلا بیٹھے اور تمام حدیں پھلانگ گئے۔ اور جزا سزا کے مالک کو بھول گئے اور وہ ایسے ہوگئے کہ ان میں وہ نور باقی نہ رہا جو انہیں لغزشوں سے محفوظ رکھتا، اور انہیں راہِ حق دکھاتا اور اصلاحِ احوال کرتا۔ وہ اس مجذوم کی طرح ہوگئے جس کے اعضاء جھڑ گئے ہوں اور اس کی شکل مکروہ ہوگئی ہو۔ پس جب ان کی حالت اس نوبت تک جا پہنچی تو اللہ نے ان پر لعنت ڈالی اور ان شریروں پر غضبناک ہوا اور اس نے یہ ارادہ کرلیا کہ وہ ان کی

جرثومتهم نعمةَ النبوة، و يضرب عليهم الذلة، وينزع منهم علامة العزّة .فإن النبوة لو كانت باقية في جرثومتهم، لكانت كافية لعزّتهم، وَ لَمَا أمكنَ معه أن يشار إلى ذلّتهم ولوختم الله سلسلة النبوة العامة على عيسٰى، لما نقص من فخر اليهود شيء كما لا يخفٰى، ولو قدّر الله رجوع عيسى الذى هو من اليهود، لرجع العزّة إلى تلك القوم ولنسخ أمر الذلة، ولبطل حكم الله المعبود .فأراد الله أن يقطع دابرهم، ويجيح بنيانهم، ويُحكِم ذلّتهم وخذلانهم .فأوّلُ ما فعل لهذه الإرادة هو خلق عيسٰى من غير أبٍ بالقدرة المجردة .فكان عيسٰى إرهاصًا لنبيّنا وعَلَمًا لنقل النبوة، بما لم يكن من جهة الأب من السلسلة الإسرائيلية.وأمّا يحيٰى فكان دليلا مخفيا على الانتقال، فإن يحيٰى ما تولّد من القوى ﴿۷۲﴾

نسل سے نعمت نبوت کو سلب کر لے اور اُن پر ذلّت کی مار مارے۔اور ان سے عزت کا نشان لے لے کیونکہ اگر نبوت ان کی نسل میں باقی رہتی تو یہ ان کی عزت کے لئے کافی ہوتا۔لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ ان کی طرف ذلت منسوب کی جاتی۔اور اگر اللہ نبوت عامہ کے سلسلہ کو عیسیٰ پر ختم فرما دیتا تو ظاہر ہے کہ یہودیوں کے فخر میں کچھ بھی کمی نہ آتی۔اور اگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی جو یہودیوں میں سے تھے دنیا کی طرف واپسی کو مقدر فرماتا تو اس قوم یہود کی طرف عزت ضرور واپس لوٹ آتی اور ان کی ذلت کا فیصلہ منسوخ ہو جاتا اور معبود خدا کا حکم باطل ٹھہرتا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ وہ ان کی جڑ کاٹ دے اور ان کی بنیادیں اکھیڑ دے اور ان کی ذلت و رسوائی کو پختہ کر دے۔سو اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے اوّلاً جو کام کیا وہ اپنی قدرت مجردہ سے بغیر باپ کے عیسیٰؑ کی پیدائش تھی۔پس عیسیٰؑ ہمارے نبی کریمؐ کے لئے ارہاص اور نبوت کی منتقلی کے لئے ایک علامت تھا۔کیونکہ باپ کی طرف سے آپ اسرائیلی سلسلہ میں سے نہیں تھے۔رہے یحییٰؑ تو وہ انتقالِ نبوت کی ایک مخفی دلیل تھے کیونکہ یحییٰؑ کا تولّد اسرائیلی بشری قویٰ سے نہیں بلکہ فعّال خدا کی قدرت سے

الإسرائيلية البشرية، بل من قدرة
الله الفعّال .فما بقى لليهود
بعدهما للفخر مَطرَحٌ، ولا
للتكبر مَسرَحٌ .وكان كذالك
ليقطع الله الحِجاجَ، وينقّص
التصلّفَ ويسكّن العَجاجَ .ثم
بعد ذالك نقل النبوة من وُلدِ
إسرائيل إلى إسماعيل، وأنعم
الله على نبينا محمد وصرَف عن
اليهود الوحيَ وَ جبرائيلَ .فهو
خاتم الأنبياء لا يبعث بعده نبى
من اليهود، ولا يردّ
العزّةالمسلوبة إليهم، وهذا وعد
من الله الودود .وكذالك كُتب
فى التوراة والإنجيل والقرآن،
فكيف يرجع عيسٰى، فقد حبَسه
جميعُ كتب الله الديّان؟ وإن كان
راجعا قبل يوم القيامة فَلا بُدّ من
أن نقبل أنه يكذِب إذ يُسأل عن
الأمّة فى الحضرة، ففكِّرْ فى قوله
تعالٰى : إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ
مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

ہوا تھا۔ یوں اس طرح ان دونوں نبیوں کے بعد
یہود کے لئے نہ کوئی جائے فخر باقی رہی اور نہ کوئی
تکبر کا مقام۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ظہور میں آیا
تا کہ اللہ ان کی حجت بازی کو پاش پاش کرے،
اور ان کی لاف زنی کو کم اور ان کے جوش
کو ٹھنڈا کر دے۔ پھر (اللہ نے) اس کے بعد
نبوت کو بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف
منتقل کر دیا۔ اور اللہ نے ہمارے نبی محمد ﷺ پر
انعام فرمایا اور یہود سے وحی اور جبرائیل کا رُخ موڑ
﴿٧٣﴾ دیا۔ پس آپؑ خاتم الانبیاء ہیں، آپؑ کے بعد یہود
میں سے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی
اُن کی چھینی ہوئی عزت ان کی طرف لوٹائی جائے
گی۔ یہ خدائے حبیب کا وعدہ ہے۔ تورات، انجیل
اور قرآن میں ایسا ہی تحریر ہے۔ پس عیسیٰ کیسے
واپس آئے گا۔ جبکہ جزا وسزا کے مالک اللہ کی تمام
کتابوں نے اسے روکا ہوا ہے اور اگر (بالفرض) وہ
روز قیامت سے قبل واپس آنے والا ہو تو اس
صورت میں ہمیں لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ جب
اللہ کی بارگاہ میں اُس سے اُس کی امت کے متعلق
سوال کیا جائے گا تو وہ کذب بیانی کرے گا۔ پس
اے مخاطب! اللہ کے فرمان وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ

ثم فَكِّرْ في جوابه، أصَدَقَ أم كذَب بناء على زعم قوم يرجعونه مِن وسواسِ الخنّاس؟ فإنه إن كان حقًّا أن يرجع عيسٰى قبل يوم الحشر والقيام، ويكسِر الصليب ويُدخل النصارٰى في الإسلام، فكيف يقول إنّي ما أعلم ما صنعتْ أمّتي بعد رفعي إلى السماء؟ وكيف يصحّ منه هذا القول مع أنه اطّلع على شِركِ النصارٰى بعد رجوعه إلى الغبراء واطلع على اتخاذهم إيّاه وأمَّه إلٰهَيْنِ من الأهواء؟ فما هذا ﴿۷۴﴾ الإنكار عند سؤال حضرة الكبرياء إلا كذبا فاحشا وترك الحياء. والعجب أنه كيف لا يستحي من الكذب العظيم، ويكذِب بين يدي الخبير العليم! مع أنه قد رجع إلى الدنيا وقتَل النصارٰى وكسر الصليب و

لِلنَّاسِ[۱] پر غور کر اور پھر غور کر! کہ کیا ان لوگوں کے اس باطل خیال کی بناء پر جو شیطانی وساوس کی وجہ سے اس (عیسیٰ) کو دوبارہ اس دنیا میں واپس لا رہے ہیں ، اس نے اپنے جواب میں سچائی اختیار کی یا جھوٹ سے کام لیا ؟ اگر یہ سچ ہے کہ عیسیٰ یوم ِحشر اور روزِ قیامت سے پہلے دنیا میں دوبارہ آئے گا، کسر صلیب کرے گا اور عیسائیوں کو اسلام میں داخل کرے گا تو پھر وہ کس طرح یہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے آسمان کی طرف رَفع کے بعد میری امت نے کیا کچھ کیا۔ اور اُس کا یہ قول کیسے درست ہوسکتا ہے جبکہ زمین پر واپس آنے کے بعد اسے عیسائیوں کے شرک کا خوب علم ہو چکا ہوگا۔ اور یہ بھی اسے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ان (عیسائیوں) نے انہیں اور ان کی والدہ دونوں کو اپنی نفسانی خواہشات کے تابع اپنا معبود بنا لیا تھا۔ اس طرح تو خدائے بزرگ و برتر کے سوال کے موقع پر اس کا انکار کرنا صریح فحش، جھوٹ اور ترکِ حیا ہوگا۔ نیز تعجب ہے کہ اتنے بڑے جھوٹ سے وہ کیسے نہ شرمائے گا۔ اور وہ بھی خبیر وعلیم خدا کے روبرو کذب بیانی کرے گا جبکہ وہ دنیا میں واپس آیا، عیسائیوں کو قتل کیا، صلیب کو توڑا، اور

[۱] اور (یاد کرو) جب اللہ عیسیٰ ابن مریم سے کہے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا۔ (المائدة: ۱۱۷)

قتل الخنزير بالحُسام الحسيم. وما كان مكث ساعة كغريب يمرّ من أرضٍ بأرضٍ غيرَ مقيم، ولا يفتش بالعزم الصميم، بل لبث فيهم إلى أربعين سنة، وقتلهم وأسَرهم وأدخلهم جبرا فى الصراط المستقيم ثم يقول :لا أعلم ما صنعوا بعدى. فالعجب كل العجب من هذا المسيح وكذبِه الصريح !أنؤمن بأنه لا يخاف يوم الحساب ولا سوط العقاب، ويكذب كذبا فاحشا يعافه زَمَعُ الناس، ويرضٰى بزور يأنَف منه الأراذلُ الملوّثون بالأدناس؟ أيجوّز العقل فى شأن نبى أنه رجع إلى الدنيا بعد الصعود إلى السماء، ورأى قومه النصارٰى وشِركهم وتثليثهم بعينيه من غير الخفاء، ثم أنكر أمام ربه هذه القصة، وقال: ما رجعت إلى الدنيا الدنيّة، ولا أعلم ما بالُ

سؤروں کو شمشیرِ برّاں سے قتل کیا تھا۔ اور یہ بات بھی نہ تھی کہ وہ یہاں محض پَل بھر کے لئے ٹھہرا ہوگا ایک ایسے مسافر کی طرح جو رہائش اختیار کئے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ گزر جاتا ہے اور عزم صمیم سے کسی بات کی تفتیش نہیں کرتا بلکہ وہ تو ان میں چالیس سال رہا۔ انہیں قتل کیا، قیدی بنایا اور صراط مستقیم میں جبراً داخل کیا۔ اور پھر بھی وہ یہ کہے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ انہوں نے میرے بعد کیا کیا۔ پس ایسے مسیح اور اس کے کذب صریح پر بہت تعجب ہے۔ کیا ہم اس بات پر ایمان لے آئیں کہ وہ روزِ حساب اور تازیانہء عقاب سے نہیں ڈرے گا۔ اور ایسا قبیح جھوٹ بولے گا جسے گھٹیا لوگ بھی ناپسند کرتے ہیں۔ اور ایسا جھوٹ بولنا پسند کرے گا جس سے گندگی میں لت پت کمینے لوگ بھی نفرت کرتے ہیں۔ کیا عقل سلیم نبی کے بارے میں یہ جائز قرار دیتی ہے کہ وہ آسمان پر چڑھنے کے بعد دنیا میں واپس آئے اور اپنی عیسائی قوم کو اور ان کے شرک کو اور ان کے عقیدۂ تثلیث کو بچشمِ خود عیاں طور پر دیکھے اور پھر اس سارے قصے کا اپنے پروردگار کے سامنے انکار کرے اور کہہ دے کہ میں تو اس حقیر دنیا ﴿۷۵﴾ میں آیا ہی نہیں تھا اور جب سے مجھے دوسرے

قومی مُذ رُفعتُ إلی السماء الثانیة. فانظروا أیّ کذب أکبر من هذا الکذب الذی یرتکبه المسیح أمام عین الله فی یوم الحساب و المسألة، ولا یخاف حضرةَ ربِّ العزة. فالحاصل أنه لما منَع القرآن نزولَ المسیح من السماء فی الآیة التی هی قطعیة الدلالة، تعیَّنَ إذًا من غیر شك أن المسیح الموعود لیس من الیهود بل من هذه الأمة. وکیف وإن الیهود ضربت علیهم الذلة؟ فهم لا یستحقون العزة بعد العقوبة الأبدیة .فاعلموا أن خیال رجوع عیسٰی یشابه زبدًا، وأن محبوس القرآن لا یرجع أبدا .ثم إذا فُرض رجوعه فیستلزم هذا کذب سیّدِنا خیرِ البریّة، فإنه قال إن المسیح الآتی یأتی من الأمّة. ولیس من الأمّة إلّا الذی وجد کماله من فیوض المصطفٰی، ولا یوجد هذا الشرط فی عیسٰی،

آسمان پر اٹھایا گیا اُس وقت سے مجھے یہ معلوم نہیں کہ میری قوم پر کیا گزری۔ پس غور کرو کہ اس جھوٹ سے بڑھ کر اور کیا جھوٹ ہوگا جس کا ارتکاب مسیح بروز حساب اور بوقت سوال اللہ کے سامنے کرے گا۔ اور بارگاہ ربّ العزت سے نہیں ڈرے گا۔ حاصلِ کلام یہ کہ جب قرآن نے مسیح کے آسمان سے نزول کو قطعیۃ الدلالت آیت میں کلیۃً روک دیا تو اِس سے بلاشک و شبہ یہ بات متعیّن ہوگئی کہ مسیح موعود یہود میں سے نہیں ہوگا بلکہ اسی امت (محمدیہ) میں سے ہوگا۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ان یہود پر ذلّت کی مار ماری گئی۔ پس ابدی عقوبت کے بعد وہ کسی عزت کے مستحق نہیں رہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ رَجُوعِ عیسیٰ کا تصوّر محض جھاگ کے مشابہ ہے اور قرآن کا روکا ہوا کبھی واپس نہیں آسکتا۔ پھر جب اس کا واپس آنا فرض کر لیا گیا تو اس سے ہمارے آقا خیر الانام (ﷺ) کی (نعوذ باللہ) کذب بیانی لازم آتی ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ آنے والا مسیح امت میں سے آئے گا اور امت میں صرف وہی شامل ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے فیوض سے اپنا کمال پایا اور یہ شرط عیسیٰ میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ اس نے مرتبہ نبوت

فإنه وجد مرتبة النبوة قبل ظهور سيدنا خاتم الأنبياء ، فكماله ليس بمستفاد من نبينا صلى الله عليه وسلم وهذا أمر ليس فيه شيء مّن الخفاء. فجعلُه فردا من الأمة جهلٌ بحقيقة لفظ "الامّة"، وخلاف لكتاب حضرة الكبرياء. فلا شك أن إدخاله في الأمة كذب صريح وترك الحياء . ففكِّرْ في ذالك إن كنت من أهل الاتقاء .والحاصل أن الله سلب من اليهود بعد عيسٰى نعمة النبوة ، فلا ترجع إليهم أبدا في زمان خير البرية .وكون عيسٰى من غير أبٍ وبلا ولدٍ دليلٌ على ما مر بالدلالة القاطعة، وإشارةٌ إلى قطع تلك السلسلة الإسرائيلية . فلا يجيء نبي من اليهود لا قديم ولا حديث في دَور النبوة المحمدية ، وعدٌ من الله ذي العزة. وكما نزَع النبوةَ منهم كذالك نزع منهم ملكهم وغادرهم الله كالجيفة.وكان تولُّدُ يحيٰى من

ہمارے آقا خاتم الانبیاء علیہ کے ظہور سے پہلے پایا تھا ۔لہٰذا اس کا کمال ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب نہ تھا اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس لئے اُسے اُمت محمدیہ کا فرد قرار دینا لفظ امت کی حقیقت سے لاعلمی اور حضرت کبریا کی کتاب کے خلاف ہے ۔سو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے امت میں داخل کرنا کذبِ صریح اور ترکِ حیا ہے ۔اس لئے اگر تو متقیوں میں سے ہے تو اس بارے میں غور وفکر کر۔حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے بعد یہودیوں سے نبوت کی نعمت سَلب کر لی ۔اور یہ نعمت ان کی طرف سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کبھی واپس نہیں آئے گی۔نیز جو پہلے دلالتِ قاطعہ سے گزر چکا ہے اس پر حضرت عیسیٰؑ کا بن باپ اور لا ولد ہونا مُحکم دلیل ہے۔اور یہ اس اسرائیلی سلسلہ کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہے ۔پس نبوتِ محمدیہ کے دور میں یہودیوں میں سے کوئی نبی نہیں آئے گا ۔نہ پرانا نہ نیا۔یہ بزرگی والے اللہ کا وعدہ ہے اور جس طرح اُس نے اُن سے نبوت چھین لی تھی اسی طرح ان سے بادشاہت بھی چھین لی اور اللہ نے انہیں بدبودار مُردار کی طرح چھوڑ دیا۔حضرت یحییٰؑ کی قوائے بشریہ کے ﴿۷۶﴾

دون مسّ القوى البشرية، وكذالك تولُّدُ عيسٰى من دون الأب وموتُهما بدون ترك الورثة علامةً لهذه الواقعة. وأمّا المسيح المحمدى فله أب و وُلْد من العنايات الإلٰهية، كما كُتب أنه "يتزوج ويولد له" مَن الرحمة، فكانت هذه إشارة إلى دوام السلسلة المحمدية وعدم انقطاعها إلى يوم القيامة. وعجبتُ كل العجب من الذين لا يفكّرون فى هذه الآيات، التى هى لنبوة نبينا كالعلامات، ويقولون إن عيسٰى تولَّد من نطفة يوسف أبيه، ولا يفهمون الحقيقة من الجهلات. ومن المعلوم أن مريم وُجدتْ حاملا قبل النكاح، وما كان لها أن تتزوج لعهدٍ سبق من أمّها بعد الإجحاح. فالأمر محصور فى الاحتمالين عند ذوى العينين: إمّا أن يقال إن عيسٰى خُلق من كلمة الله العلام، أو يقال - ونعوذ بالله منه - إنه من الحرام. ولا نجد سبيلا إلى ﴿۷۷﴾

مَس سے بغیر ولادت اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش اور ان دونوں کی ورثاء چھوڑے بغیر موت اِس واقعہ (یعنی نبوت سلسلہ اسرائیلیہ کے انقطاع) کی علامت ہے۔ جہاں تک مسیح محمدی کا تعلق ہے تو عنایات خداوندی سے اس کا باپ بھی ہے اور اولاد بھی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ رحمت خداوندی سے وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد بھی ہوگی۔ سو یہ روزِ قیامت تک محمدی سلسلے کے دوام اور اس کے منقطع نہ ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ مجھے ان لوگوں پر سخت تعجب ہے جو ان نشانات پر غور و فکر نہیں کرتے جو ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کے لئے بطور علامات ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوا، وہ جہالتوں کی وجہ سے اصل حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ یہ امر معلوم ہے کہ مریمؑ نکاح سے پہلے حاملہ پائی گئی۔ اور مریم کے لئے اس عہد کے باعث جو اُس کی والدہ نے اپنا حمل واضح ہونے پر کیا تھا شادی کرنا جائز نہ تھا۔ یہ امر چشمِ معرفت رکھنے والوں کے لئے دو احتمالوں پر منحصر ہے۔ ایک (احتمال) یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰؑ کی تخلیق خدائے علّام کے کلمہ سے ہوئی ہے۔ یا نعوذ باللہ یہ کہا جائے کہ وہ ولد الحرام ہے۔ اور نکاح کے نتیجے

حـمل مريم من النكاح، فإن أُمّها كـانـت عـاهدتِ الله أنها يتركها مـحرَّرةً سـادنة، وكـانت عهدها هـذا فـي أيـام اللِّقاح .وهـذا أمر نكتبه من شهادة القرآن والإنجيل، فـلا تتركوا سبيل الحق والفلاح. هـذا لمن استوضحتُه فطرتُه، ولا تـقبَل خـارقَ العادة عادتُه .وأما نـحـن فـنؤمن بكمَال قـدرة الله الأعـلٰـى، ونـؤمن بـأنـه إن يشـاء يـخـلـق من ورق الأشجار كمثل عيسٰى .وكم من دود فى الأرض ليـس لهـا أبـوانِ، فـأى عجب يـأخـذكـم مـن خـلق عيسٰـى يا فتيـان؟ وإن لـلـه عجائبَ نفَضتْ عندها أكياس الكياسة، وغرائبَ ظـلَـع بهـا فـرسُ الفراسة، بل فى كـل خَـلْـقه يظهَر إجبالُ القرائح ويـظهَـر إكداءُ الماتح والمائح .

میں مریمؑ کے حاملہ ہونے کی ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ اس کی والدہ نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اسے (یعنی مریم) کو آزاد اور ہیکل کی خدمت کے لئے وقف رکھے گی۔اور یہ عہد اُس نے اپنے ایّامِ حمل میں کیا تھا۔اور یہ وہ امر ہے جسے ہم قرآن اور انجیل کی شہادت سے لکھ رہے ہیں۔ پس حق اور کامیابی کی راہ کو ترک مت کرو۔ یہ تفصیل اس شخص کے لئے ہے جس کی فطرت اس کی وضاحت چاہتی ہے اور جس کی طبیعت اس کے خارق عادت ہونے کو قبول نہ کرتی ہو۔ اور رہی ہماری بات تو ہم خدائے برتر کی قدرت کے کمال پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ اگر وہ چاہے تو درختوں کے پتوں سے عیسیٰ جیسے پیدا کر سکتا ہے۔ اور زمین میں کتنے ہی کیڑے مکوڑے ہیں جن کے ماں باپ نہیں ہیں۔ تو پھر اے جوانو! تم عیسیٰ کی پیدائش پر تعجب میں کیوں مبتلا ہوتے ہو؟ اللہ کے عجائب ایسے ہیں کہ جن کے سامنے دانائی کے تمام خزینے ختم ہو جاتے ہیں اور ایسے نادر امور ہیں کہ جن کے مقابل فراست کے تمام گھوڑے عاجز رہ جاتے ہیں۔ بلکہ اس کی ہر پیدائش میں طبائع کی بیچارگی ظاہر ہوتی ہے اور ہر چارہ گر اور اس کی مدد کرنے والے ﴿۸۷﴾

والـذيـن ينكرونها فما قدروا الله حق القدر، وقعدوا فى الظلمات مع وجود نور البدر، وبعدوا من الضياء، فهفا بهم إلى الظلام البَينُ المُطرِّحُ والبُعدُ المبرِّحُ. والعجب منهم أنهم مع كونهم ضالّين تمشَّوا أمام الناس كالخِرّيت، وما فرَقوا واقتحموا المَوامى المهلِكة كالمَصاليت، فهلكوا فى الفلوات كالحائر الوحيد، واستسلموا للحَين وما انتهوا من القول المبيد. فلم يأمنوا عثارا، بل زلّوا فى كل قدم ورأوا تبارا. وشجّعوا قلوبهم طمعًا فى صيد العوام، وزعَرهم ظلمةُ الجهل فما ارتعوا وما امتنعوا من الاقتحام.

ثمّ عندنا دلائل على موت عيسٰى لا نرى بدًّا من نشرها لعلّ الناس يفقهون. فمنها نصوص قرآنية وهى أكبر ﴿۷۹﴾

کی درماندگی کھل کر سامنے آتی ہے۔ اور وہ لوگ جو ان کا انکار کرتے ہیں تو انہوں نے اللہ کی کَمَاحقہٗ شناخت نہیں کی۔ اور وہ ماہِ تمام کے نور کی موجودگی کے باوجود تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ روشنی سے دور ہو گئے اور دور پھینکنے والی جدائی اور تکلیف دِہ بُعد نے انہیں تاریکیوں میں دھکیل دیا۔ پھر اُن پر تعجب ہے کہ گمراہ ہوتے ہوئے بھی وہ عوام النّاس کے سامنے ایک دانا راہبر کے طور پر آگے آگے چلتے رہے اور نہ ڈرے اور دلیروں کی طرح مہلک بیابانوں میں جا گھسے۔ پس وہ ایک یک و تنہا سرگرداں شخص کی طرح بیابانوں میں ہلاک ہو گئے۔ اور موت کے سامنے انہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اپنی تباہ کن بات سے باز نہ آئے۔ پس وہ لغزش سے محفوظ نہ رہے بلکہ ہر قدم پر لڑکھڑا گئے۔ اور تباہی کا منہ دیکھا اور عوام کو اپنا شکار بنانے کی شدید خواہش میں انہوں نے اپنے دلوں کو دلیر بنایا۔ اور جہالت کی ظلمت نے ان کو ڈرایا مگر نہ تو وہ ڈرے اور نہ ہی پیش قدمی سے رُکے۔

مزید براں ہمارے پاس عیسیٰؑ کی موت پر بہت سے دلائل ہیں جن کی اشاعت کو ہم اس لئے ناگزیر سمجھتے ہیں تا کہ لوگ حقیقتِ حال جان جائیں۔ سو ان دلائل میں سے نصوصِ قرآنیہ ہیں،

الدلائل لقوم يفقهون، ومنها نصوص حديثية لأناس يفكرون . فإن اللّٰه صرح في آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي [1] وفاتَ ابن مريم، وصرح معه عدمَ رجوعه إلى الدنيا كما تقدَّم .ورآه نبينا صلى الله عليه و سلم ليلة المعراج قاعدًا عند يحيٰى، ولا يُجوّز العقل أن يُنقَل الحيّ إلٰى عالم الموتٰى، ومَن أُلحِقَ بالموتٰى فهو منهم كما لا يخفٰى .وقال الذين لا يتدبّرون كتاب الله وليس في قلوبهم طلب الحق والعرفان، إن حياة عيسى ثابت بما قال الحسن البصري، إنه لم يمت ويأتي في آخر الزمان. فالجواب إنّا لا نؤمن ببصري ولا مصري، وإنما نؤمن بالفرقان، ونؤمن بقول نبيّنا الذي أُعطي علمًا صحيحا من الرحمٰن .وقد سمعتَ ما جاء في الحديث وفي

جو سمجھ دار لوگوں کے لیے سب سے بڑے دلائل ہیں۔اور اُن میں سے کچھ نصوصِ حدیثیہ بھی ہیں جو غور وفکر کرنے والے لوگوں کے لئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي [1] میں ابنِ مریم کی وفات کی صراحت فرما دی ہے اور جیسا کہ پہلے گزر چکا وفات کے ساتھ ان کے دنیا کی طرف عدم رجوع کی بھی وضاحت کر دی ہے ۔نیز ہمارے نبی ﷺ نے انہیں شبِ معراج حضرت یحییٰؑ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔اور عقل اس کو جائز قرار نہیں دیتی کہ کوئی زندہ مردوں کے جہان کی طرف منتقل کیا جائے اور ظاہر ہے کہ جو مردوں سے ملایا گیا وہ انہی میں سے ہے۔اور اُن لوگوں نے جو کتاب اللہ (قرآن) پر تدبر نہیں کرتے۔اور جن کے دلوں میں حق اور عرفان کی جستجو نہیں، کہا ہے کہ عیسیٰؑ کی حیات ثابت ہے کیونکہ حسن بَصری کا قول ہے کہ وہ فوت نہیں ہوا اور آخری زمانے میں آئے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کسی بصری اور مِصری پر ایمان نہیں لائے۔ ہم تو صرف اور صرف فرقان حمید پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے نبی کریم ﷺ کے قول پر ایمان لائے ہیں، جنہیں رحمٰن خدا کی طرف سے صحیح علم عطا کیا گیا ہے۔حدیث اور قرآن مجید میں جو وارد

[1] پس جب تو نے مجھے وفات دے دی (المائدة :۱۱۸)۔

القرآن المجيد، فلا ينبغي بعد ذالك أن تقول هل من مزيد. وإن الموت من سنة الأنبياء من آدم إلى نبينا خيرِ البريّة، فكيف خرج عيسٰى من هذه السنة المتوارثة؟ وقد ورث هذه السنةَ كلُّ من جاء بعده من الأبرار، وهلمّ جرّا إلى أن ورثنا من جميع الأخيار. ثم من الدلائل الوقائعُ التاريخية والشواهد التى جمعتها الكتب الطبّيّة. ومن تصفّح تلك الكتب التى زادت عدتها على الألف، وهى مشهورة مسلَّمة من السلف إلى الخلف، فلا بد له أن يشهد أن مرهم عيسٰى قد صُنع لجراحة إلٰهِ أهل الصلبان، وهذه واقعة لا يختلف فيها اثنان. وهى من المراهم المشهورة المقبولة، ويوجد ذكرها فى كتب زهاء ألف من هذه الصناعة. وكذالك اطّلعنا على قبره الذى قد وقع قريبًا من هذه الخِطّة، وثبت أن ذالك القبر هو ﴿٨٠﴾

ہے اُسے تو تُوسن چکا ہے۔ پس اس کے بعد اس کی ضرورت نہیں کہ تو ھَلْ مِن مَزِید کہہ کر اور اور کی رٹ لگائے رکھے۔ آدمؑ سے لے کر ہمارے نبی خیر الانام ﷺ تک، موت تمام انبیاء کی سنّت ہے۔ پس عیسٰی علیہ السلام اس پُشت در پُشت چلی آنے والی سنّت سے کیسے خارج ہو گئے؟ جبکہ اس کے بعد آنے والے تمام نیک لوگ اسی سنّت کے وارث ہوئے۔ اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا، یہاں تک کہ ہم ان تمام اخیار کے وارث ہوئے۔ علاوہ ازیں ایسے دلائل میں سے تاریخی واقعات ہیں اور وہ شواہد ہیں جنہیں طبّ کی کتابوں نے جمع کیا ہے۔ اور جو اُن کتب کی ورق گردانی کرے جو تعداد میں ایک ہزار سے اوپر ہیں اور تمام علماءِ سلف اور علماءِ خلف کے ہاں مشہور و مسلّم ہیں، تو اس کے لیے یہ ناگزیر ہوگا کہ وہ یہ گواہی دے کہ مرہم عیسٰی عیسائیوں کے معبود کے زخموں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ مشہور و مقبول مرہموں میں سے ایک ہے۔ اور اس کا ذکر فَنِّ طِبّ کی تقریباً ہزار کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمیں (حضرت عیسٰیؑ) کی قبر کا علم ہوا ہے جو اِس خطّہءِ زمین (پنجاب) کے قریب (سری نگر کشمیر میں) واقع ہے۔ اور کسی شک و شبہ کے بغیر

قبــر عيسٰــى مــن غيــر الشكّ والشبهة .ولا يُضْعِف الحقائقَ الثابتة إنكارُ العلماء الحاسدين، فإنهم لا يتكلمون إلا مستكبرين، ولا يدخلون علينا إلا منكرين . ونجدهم متكبرين كبير الاحتقار، قليل الفهم كثير الإنكار .ثم يقال لهم قدوة الأُمّة ونُجوم الملّة ! ماتت الروحانية، وغلبت الدنيا الفانية .ما لهم لا يفهمون أن رفع عيسٰى كان لرفع تهمة اللعنة؟ فمن رفع جسمه إلى السماء فقط فإنه لا يبرأ من هذه التهمة .ثم لما كان عيسٰى قد أُرسل إلى قبائل اليهود كلهم وكل من كان من بنى إسرائيل، وكانت القبائل منتشرة فى الأرض كما روى وقيل، كان من فرائضه أن يسير ويختار السياحة، ويستقرى قبائل أخرى .فكيف صعد إلى السّماء قبل تأدية فرضه وتكميل دعوته؟ هذا باطل عند النُّهٰى .ثم إنّ ظنّ

یہ ثابت شدہ ہے کہ وہ قبرِ عیسیٰؑ ہی کی قبر ہے۔اور حاسد علماء کا انکار ان ثابت شدہ حقائق کو کمزور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ (حاسد علماء) متکبرانہ باتیں کرتے ہیں۔اور انکار کرتے ہوئے ہی ہمارے پاس آتے ہیں۔ہم انہیں انتہائی حقارت سے پیش آنے والے متکبر، کوتاہ فہم اور انکار میں بہت بڑھے ہوئے پاتے ہیں۔اس کے باوجود بھی انہیں
امت کے پیشوا اور ملّت کے ستارے کہا جاتا ﴿٨١﴾
ہے۔اُن کی روحانیت مُردہ ہو چکی اور دنیائے فانی (اُن پر) غلبہ پا چکی ہے۔انہیں کیا ہو گیا ہے یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رَفع تو لعنت کا الزام دور کرنے کے لیے ہے۔آسمان کی طرف محض جسم کے اٹھائے جانے سے وہ اس الزام سے بری نہیں ہوتے۔پھر جب کہ عیسیٰؑ کو یہودیوں کے تمام قبائل اور تمام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور یہ قبائل جیسا کہ بیان کیا گیا ہے تمام زمین پر پھیلے ہوئے تھے تو یہ اس کے فرائض میں شامل تھا کہ وہ سَیر و سیاحت اختیار کرے اور دوسرے قبائل کی تلاش کرے پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اس فرض کی ادائیگی سے اور مشن کی تکمیل سے پہلے ہی آسمان پر چڑھ جائے۔ایسا ہونا عندالعقل باطل ہے۔پھر اس کے

رفعِه إلى السماء لم يثمر إلا ثمرة رديّة، ولم ينبت إلا شجرة خبيثة. فلو كان هذا الأمر حقّا وكان هذا الفعل من عند الله حقيقة، لترتّب عليه نتيجة حسنة. فلا شك أن هذا الاعتقاد وسوسة شيطانية، وشبكة إبليسية، ولذالك صُبّتْ منه مصائب على التوحيد، ووُضع التثليث فى موضع اسم الله الوحيد الفريد، وفتح أبواب جهنم على كثير من الناس، وأُلقى منه ألوف من الورٰى فى ورطة الشرك وبراثن الخنّاس. ولو كان المسلمون لم يعتقدوا بهذه العقيدة الفاسدة، لأمنوا من الارتداد ولنَجَوا من السهام النصرانية. ولكن الآن قد نراهم كالأسارٰى فى يد قسوس النصارٰى يقولون بألسنهم: إن سيد الرسل نبيُّنا المصطفٰى، ولكن لم يقترن هذا القول بالعمل كما لا يخفى. **يا سماء! لم لا تنشق لجسارتهم؟ ويا أرض! لم لا تتزلزل لجريمتهم؟** ﴿۸۲﴾

رَفَع اِلَی السَّمَآء کے اعتقاد نے بُرا نتیجہ ہی پیدا کیا اور صرف شجرۂ خبیثہ ہی پیدا کیا۔ سو اگر یہ عقیدہ درست ہوتا اور درحقیقت یہ فعل اللہ کی جانب سے ہوتا تو اس کا نتیجہ ضرور اچھا مرتب ہوتا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اعتقاد شیطانی وسوسہ اور ابلیسی جال ہے۔ اسی وجہ سے اس سے توحید پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور خدائے واحد و یکتا کے نام کی جگہ تثلیث نے لے لی۔ اور اس سے اکثر لوگوں کے لئے جہنم کے دروازے کھل گئے اور ہزاروں لوگ شرک کے گرداب اور شیطان کے پنجے میں گرفتار ہوگئے اور اگر مسلمان اس فاسد عقیدہ پر اعتقاد نہ رکھتے تو وہ ارتداد سے بچے رہتے اور عیسائیت کے تیروں سے محفوظ رہتے۔ لیکن اب تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ عیسائی پادریوں کے ہاتھوں میں قیدیوں کی طرح ہیں۔ یہ (مسلمان) اپنی زبانوں سے تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ لیکن جو چیز ظاہر و باہر نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے اس قول اور اُن کے عمل میں کوئی مطابقت نہیں ہے۔ **اے آسمان! تو ان کی اس جسارت پر پھٹ کیوں نہیں جاتا۔ اور اے زمین! ان کے اس جرم پر تجھ پر کیوں لرزہ طاری نہیں ہوتا۔** ان مسلمانوں نے

إنّهم إنّما رفعوا أَلْوِية المجد والفخار والعزّ لعيسٰی، وما أبقوا شيئا لسيّدنا المصطفٰی. ونظر الله إلى الأرض فوجدها مملوّةً من إطراء ابن مريم، ومن التفريط فی خير وُلْدِ آدم، ورأى البلادَ فی أشدِّ حاجةٍ إلٰی وجودٍ يُظهِر علٰی أهل الصلبان فضلَ ختم المرسلين، ويدافع عن المسلمين، فبعثنی لهذا المقصود، وكان أمرا مقضيا من الله الودود. وإنی قد أُقمت لهذه الخدمة من مدة نحو ثلاثين عامًا، وقدّ أدّب الله بی كثيرا من الشُّرُدِ وألجمَهم إلجامًا. والله إن الزمان لا يحتاج إلى رؤية أعجوبةِ نزولِ رجل واحد من السّماء، بل يحتاج إلى أن تصعد إلى السماء نفوس كثيرة بالتزكی والاتقاء. ألا ترون إلى المسلمين كيف أخلدوا إلى الأهواء الأرضية؟ وكيف انحطوا ونسوا حظهم من الأنوار

شرف وافتخار اور عزت کے تمام جھنڈے حضرت عیسیٰؑ کے لیے تو بلند کر رکھے ہیں لیکن ہمارے سید ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ اور اللہ نے زمین کی طرف دیکھا تو اُسے ابن مریم کی مدح میں بیجا افراط اور سیّدِ وُلدِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تفریط سے بھرا ہوا پایا۔ اور اس نے دیکھا کہ دنیا کو ایک ایسے وجود کی شدید ضرورت ہے جو اہل صلیب پر خاتم المرسلین کی فضیلت ظاہر کرے اور مسلمانوں کی طرف سے دفاع کرے، پس اس نے مجھے اس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا اور یہ امر بہت ہی پیار کرنے والے اللہ کی طرف سے طے شدہ تھا۔ چنانچہ قریباً تیس سال کے عرصہ سے مجھے اس خدمت کے لیے مامور کیا گیا ہے۔ اور میرے ذریعہ اللہ نے بہت سے سرکش (پادریوں) کی تأدیب فرمائی اور ان کی زبانوں کو لگام دی۔ بخدا اس زمانے کو کسی شخص کے آسمان سے نازل ہونے کے عجوبے کا نظارہ کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ بلکہ ضرورت ہے تو اِس بات کی کہ بہت سے لوگ پاکیزگی اور تقویٰ کی راہ سے آسمان کی طرف صعود کریں۔ کیا تم مسلمانوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح زمینی خواہشات کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور کس طرح پستی میں جاگرے ہیں اور آسمانی ﴿۸۳﴾

السماوية؟ ومع ذالك ما بقى
فيهم عقل سليم، وفهم مستقيم.
تجد قولهم مَجمع التناقضات
والهفوات، وتجد فعلهم ملوّثًا
بالإفراط والتفريط من
الجهلات .مثلًا إنهم يقولون إنّ
عيسٰى كان أكبر السيّاحين، وقطع
محيط العالم كله ولم يترك أرضا
من الأرضين، ثم يقولون قولا
خالفَ ذالك ويصرّون على أنه
رُفع عند واقعة الصليب بحكم
رب العالمين، وصعد إلى السماء
وهو ابن ثلاث وثلا ثين. فانظروا
فى أىّ زمان ساح فى العالم، و
زار كل بلدة ولم يترك أحدا
من المعالم؟ وكذالك يقولون
انّ عيسىٰ قد رفع و أدخل فى
الأموات ثمّ يقولون قولًا خالفَ
قولهم الأوّل، إذ يزعمون أنه حيٌّ ﴿۸۴﴾
وسينزل من السماوات.
وكذالك يقبلون أنّ المسيح
الموعود من الأُمّة،

انوار میں سے اپنا نصیب کھو بیٹھے ہیں۔ مزید برآں اُن میں کچھ بھی عقل سلیم اور فہم مستقیم باقی نہیں رہی۔ تُو اُن کی باتوں کو تضادات اور یاوہ گوئی کا مجموعہ پاتا ہے۔ اور طرح طرح کی جہالتوں کی وجہ سے اُن کے ہر فعل کو افراط اور تفریط سے آلودہ پاتا ہے۔ مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ سب سے بڑا سیاح تھا۔ اور اس نے ساری دنیا کے گرد چکّر لگایا اور زمین کا کوئی خطہ نہیں چھوڑا پھر وہ اس قول کے برعکس بات کہتے ہیں اور وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ وہ ربّ العالمین کے حکم سے واقعہءِ صلیب کے وقت اٹھایا گیا۔ اور تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر چڑھ گیا۔ سو غور کرو کہ اس نے کس زمانے میں ساری دنیا کی سیاحت کی۔ اور ہر بستی میں وارد ہوا اور دنیا کی کوئی معروف جگہ نہیں چھوڑی؟ اسی طرح وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ؑ کو اٹھا لیا گیا اور انہیں وفات یافتہ لوگوں میں شامل کر دیا گیا۔ پھر وہ ایسی بات بھی کہتے ہیں جو ان کی پہلی بات کے مخالف ہے یعنی وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور عنقریب آسمانوں سے نازل ہوگا۔ اسی طرح وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہوگا۔ پھر وہ ایسی

ثم يقولون ما خالفَ قولهم هذا ويُظهرون أن عيسٰى ينزل من السماء لا من أمة نبينا خير البرية. وكذالك يقولون: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ، ويقرؤون هذه الآية في الكتاب المبين، ثم يقولون قولا خالفَ ذالك ويصرّون على أن مهديهم يخرج بالحسام ، ولا يقبل إلا الإسلام .فانظر إلى هذه التناقضات وتوالى الهفوات!

سيقول السّفهاء: فما بال القرون الأولٰى، الذين ماتوا على هذا الخطاء وظنّوا أنه ينزل عيسٰى. فاعلموا أنهم كمثل اليهود ظنوا قبل خاتم الأنبياء أن مثيل موسٰى من قومهم، فما أخذهم اللّٰه بهذا الخطاء، ولما ظهر سيّدنا سيّد المرسلين،

بات بھی کرتے ہیں جو اُن کے اس قول کے مخالف ہے اور وہ بَرملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا، نہ کہ مخلوق کے بہترین فرد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوگا۔ اسی طرح (یہ مخالف) منہ سے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّين [1] تو کہتے ہیں اور اس آیت کو کتاب مبین (قرآن) میں پڑھتے بھی ہیں لیکن بایں ہمہ وہ اس کے بالکل مخالف بات بھی کرتے ہیں اور اِس پر مصرّ ہیں کہ اُن کا مہدی تلوار کے ساتھ خروج کرے گا اور اسلام کے سوا کچھ قبول نہیں کرے گا پس (اے قاری!) ان کے ان تناقضات پر اور ان کی مسلسل یاوہ گوئی پر غور وفکر کر۔

نادان ضرور کہیں گے کہ پھر گزشتہ زمانہ کے لوگوں کا کیا بنے گا جو اس غلط عقیدہ پر فوت ہو گئے اور ان کا خیال تھا کہ عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوگا، تو جاننا چاہیے کہ ایسے لوگوں کی حالت اُن یہودیوں کی طرح ہے جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ یقین رکھتے تھے کہ مثیلِ موسیٰؑ انہی کی قوم میں سے ہوگا۔ پس اللہ نے اُن کے اِس غلط عقیدے پر اُن سے کوئی مؤاخذہ نہیں فرمایا۔ اور جب ہمارے سید و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا اور جن

[1] دین میں کوئی جبر نہیں۔ (البقرۃ:۲۵۷)

وأنكره من أنكروه وقالوا كقول السابقين، أخذهم الله بذنوبهم بما كانوا مكذبين .وإن الجُرم لا يكون جُرمًا إلّا بعد إتمام الحجّة، فالذين ما وجدوا زمنَ ﴿۸۵﴾
مرسل وخلوا قبل بعثه فی الغفلة، أولئك لا يأخذهم الله بما لم ينكروا ولم تبلُغهم دعوة، فيغفر لهم من الرحمة .أكان للناس عجب أن جاء هم منذر فی هذا الزمان. يا حسرة عليهم ! كيف نسوا سنن الله مع أنهم يقرؤون القرآن وقد جرت سنة الله فی عباده أنهم إذا أسرفوا وجاوزوا حدود الاتقاء ، أقام فيهم رسولا لينهاهم عن المنكرات والفحشاء .وإذا جاء هم نذيرهم فإذا هم أحزاب ثلاثة.حزب يعرفونه بمِيْسَمِهٖ ونُطقه كما

لوگوں نے آنحضورﷺ کا انکار کرنا تھا انہوں نے انکار کر دیا اور انہوں نے وہی بات کی، جو پہلوں نے کی تھی (تب) اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں پکڑا کیونکہ وہ مکذّب تھے اور اتمامِ حجت کے بعد ہی کوئی جُرم، جُرم قرار پاتا ہے۔اس لیے جن لوگوں نے مُرسل کے زمانہ کو نہ پایا ہو اور وہ اُس (مُرسل) کی بعثت سے قبل بحالت غفلت فوت ہو چکے ہوں، ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا کیونکہ نہ تو انہوں نے انکار کیا اور نہ ہی انہیں دعوت پہنچی۔پس اللہ اپنی رحمت سے ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔کیا لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ اُن کے پاس اس زمانہ میں ڈرانے والا آیا ہے۔وائے حسرت ان پر کہ انہوں نے کس طرح اللہ کی سنتوں کو بھلا دیا جبکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں۔اور اللہ کی اپنے بندوں کے لیے یہ سنتِ جاریہ ہے کہ جب بھی وہ حد سے گزرے اور انہوں نے تقویٰ کی حدود سے تجاوز کیا، تو اللہ نے ان میں رسول مبعوث کیا تا کہ وہ ان کو بدیوں اور بے حیائیوں سے روکے۔اور جب بھی ان کے پاس ان کا نذیر آیا تو یکا یک وہ تین گروہوں میں بٹ گئے۔ایک گروہ اس کو اُس کے چہرے اور اُس کی گفتار سے بالکل اسی

يعرف الفرسُ مسرحه من الأثاثة. وحزب تنفتح عيونهم برؤية الآيات، وتذوب شبهاتهم بمشاهدة البيّنات. وفرقة أخرى ما أُعطوا بصيرةً من الحضرة، فيخبِطون خبطَ عشواء ولا يصِلون إلى الحقيقة، وتقتضى قلوبهم القاسية عقوبة من العقوبات وآفة من الآفات، ولا يؤمنون أبدًا حتى يُسْلَبَ منهم الأمن والراحة، وينزل عليهم النصب والشدة. فهذا أصل العذاب النازل من السّماء، ولذالك نزل الطاعون، فليفكر من كان من أهل العقلِ والدهاء. لا إكراه فى الدين، ولكن تقتضى طبائعهم نوعا من الإكراه، ولا جبر فى الملّة، ولكن تطلب فطرتهم قسمًا من الجبر للانتباه. ولا حرج ولا اعتراض، فإنه أمر ما مسّه أيدى

طرح پہچان لیتا ہے جیسے ایک گھوڑا نرم اور سبز گھاس والی چراگاہ کو پہچان لیتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جن کی آنکھیں نشانات کو دیکھ کر کھلتی ہیں۔ اور کھلے کھلے نشانوں کا مشاہدہ کر کے ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں۔ اور ایک اور گروہ ہے جنہیں حضرت (ربّ العزت) کی طرف سے بصیرت عطا نہیں کی جاتی تو ایسے لوگ ایک اندھی اونٹنی کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں اور حقیقت تک نہیں پہنچ پاتے۔ ان کی سنگ دلی انہیں مختلف قسم کی عقوبتوں اور آفتوں کی دعوت دیتی ہے اور وہ اس وقت تک کبھی بھی ایمان نہیں لاتے جب تک کہ ان سے راحت و آرام چھین نہیں لیا جاتا اور جب تک ان پر مصائب وشدائد کی افتاد نہیں پڑتی۔
﴿۸۶﴾ پس یہ ہے آسمان سے نازل ہونے والے عذاب کی وجہ اور اسی وجہ سے طاعون نازل ہوئی پس چاہیے کہ اہل عقل وخرد اس پر غور کریں۔ بے شک دین میں کوئی جبر نہیں لیکن ان کی طبائع کسی نہ کسی قسم کے جبر کا تقاضا کرتی ہیں۔ اور ملّت میں بھی کوئی جبر نہیں لیکن ان کی فطرت انتباہ کے لیے ایک طرح کا جبر چاہتی ہے۔ اور اس میں کوئی مضائقہ اور اعتراض نہیں کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں بلکہ یہ خدائے رحمٰن کی

الإنسان، بل هو آية من الرحمٰن. وليست الآيات المنذرة من قبيل الإكراه والجبر، وإنما الإكراه في المرهفات وغيرها من آلات الزُّبَر. فاختار الله لهذا الزمان لتنبيه الغافلين نوعًا من العذاب، وهو ما يخرُج من السماء لا ما يخرج من القِراب. فألقى الرعب في القلوب مرة بالطاعون المقعِص البتّار، وطورًا بزلازل سجدتْ لها جدران الديار، وأخرى بطوفانٍ ناريٍّ انشقت به الجبال وارتجّت به البحار. وإنه في تغيُّظ وزفيرٍ، وما قلَّ من تدبير، وما غادر من صغير ولا كبيروقد جمعت الحكومة لدفعه كلَّ ما رأت أحسنَ في هذا الباب، فما ظفرتْ بسببٍ من الأسباب. فأصل الأمر أن الله ﴿۸۷﴾
تعالى أجاب طاعِنِيَّ ومَنْ معهم بالطاعون، ومَنَّ عليّ بالمنون، وخاطبني قبل هذا الوباء، وقال:

طرف سے ایک عظیم نشان ہے اور منذر نشانات جبر و اکراہ کے زُمرے میں داخل نہیں ہوتے۔ جبر و اکراہ تو صرف آبدار تلواروں اور دیگر آہنی ہتھیاروں سے ہی ہوتا ہے پس اللہ نے اس زمانہ کے غافلوں کو خبر دار کرنے کے لیے ایک قسم کا عذاب منتخب فرمایا اور وہ (عذاب) آسمان سے ظہور پذیر ہوتا ہے نہ کہ (تلواروں کو) بے نیام کرنے سے۔ پس کبھی تو اُس نے (یعنی اللہ نے) صفایا کرنے والی مہلک طاعون کے ذریعہ دلوں میں رعب ڈالا۔ اور کبھی ایسے زلزلوں کے ذریعہ کہ جن کے سامنے گھروں کی دیواریں زمین بوس ہو گئیں۔ اور کبھی ایسے آتشی طوفان کے ذریعہ کہ جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے اور سمندر جوش سے اُبل پڑے اور کسی تدبیر سے بھی ان کی شدت کم نہ ہوئی۔ اور اس نے کسی خورد وکلاں کو نہ چھوڑا۔ حکومت نے طاعون کی روک تھام کے سلسلے میں جتنی بھی بہتر سے بہتر تدبیریں ممکن تھیں اختیار کیں لیکن کسی طور بھی اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پس اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر طعن کرنے والوں اور ان کے ساتھیوں کو طاعون سے جواب دیا اور (ان کی) موتوں کے ذریعہ مجھ پر احسان فرمایا۔ اور اس وَبا سے پہلے ہی اُس نے

"الأمراض تشاع والنفوس تضاع"، فأنزل النكال وفعَل كما قال .ووالله إني قد أُنبئتُ به قبل هذه المائة الهجريّة، ثم تواتر الأخبار حتى ظهر الطاعون في هذه الناحية .ولمّا بلغني هذا الخبر ووصلني منه الأثر، أجَلتُ فيه بصري، وكرّرت فيه نظري، فإذا هي الآية الموعودة، والعِدَة المعهودة .ثم إن الطاعون قلّل المعادين، وكثّر حزبنا المستضعَفين، حتّى إنهم صاروا زهاء مائة ألفٍ أو يزيدون .وأما في هذه الأيام فعِدّتُهم قريب من ضِعفها، وإن في هذه لآية لقوم يتدبّرون .والذين اعتنقوا الحسد والشحناء ، فهم يؤثرون الظلام ولا يؤثرون الضياء ، وقد انتقشت الضغائن والأحقاد على قرائحهم من الابتداء ، وهي شيء توارثه الأبناء من الآباء .وترى فيهم موادًا سُمِّيّةً من البخل والعُجب والرياء ، ما سمعنا

مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہونگی‘‘۔چنانچہ اس نے عبرتناک عذاب نازل فرمایا اور جیسا کہا تھا نازل کر دکھایا۔ بخدا اس ہجری صدی کے آغاز سے پہلے ہی مجھے اس کی نسبت بتا دیا گیا تھا۔بعدازیں تواتر سے یہ خبریں آئیں یہاں تک کہ اس خِطّہ میں طاعون ظاہر ہوگئی۔اور جب مجھے یہ خبر ملی اور یہ اطلاع مجھ تک پہنچی تو میں نے نگاہ دوڑائی اور اس پر گہری نظر ڈالی، تو معلوم ہوا کہ یہ تو موعودہ نشان اور معہود وعدہ ہے۔علاوہ ازیں اس طاعون نے دشمنوں کی تعداد میں کمی کی اور ہمارے ناتواں گروہ کو اتنی کثرت بخشی کہ ان کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ یا اس سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔اور آج کل تو ان کی تعداد پہلے سے دو چند کے قریب ہو چکی ہے۔اور اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بہت بڑا نشان ہے۔اور وہ لوگ جو حسد اور کینہ کو اپنے گلے سے لگائے بیٹھے ہیں، وہ تاریکی کو مقدم رکھتے ہیں اور روشنی کو ترجیح نہیں دیتے۔ ان کی طبائع پر ابتدا ہی سے کینہ وبغض نے اپنا نقش جما رکھا ہے۔اور یہ وہ چیز ہے جو بیٹوں کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔اور تو ان میں بخل، تکبّر اور رِیا کا ایسا زہریلا مادہ پاتا ہے جس کی نظیر

﴿۸۸﴾ نظیرھا فی قرون طویلة وآزمنة ممتدة فی قصص الکفار والأشقیاء. وواللہ کفی مِن عَلَمٍ علی قرب القیامة وجودُ ھذہ العلماء . یقرَبون أھلَ الدنیا لیُکْرَموا عندھم، ولا یقرَبون التقوی لیُکرَموا فی السّماء .وقع الإسلام فی وِھاد الغربة وھم ینامون علی بساط الراحة، ودِیست الملّة وھم یراؤون بالعمامة والجبّة والعصیّ الجمیلة واللحی الطویلة . زالت قوة الملّة وفُقد سلطان الدین، وھم یبتغون زینة الدنیا وقُرب السلاطین.ثم مع ذالک لا حاجة عندھم إلٰی مجدّدٍ من الرحمٰن! وحسبُھم أنفسُھم حُماةَ الدین وکُماةَ المیدان !ولما التصق بھم کثیر من نجاسة الدنیا وعفونتھا، وقذرِھا وعَذَرتِھا، ذھب اللہ بنور عرفانھم، وترکھم فی طغیانھم .ما بقی فیھم دقة النظر وصحة الفراسة، وقوة تلقّی

کافروں اور بدبختوں کے قصص میں زمانہء دور دراز اور طویل مدّت سے سننے میں نہیں آئی۔اور اللہ کی قسم ان علماء کا وجود قربِ قیامت کے نشان کے طور پر کافی ہے۔ وہ دنیا داروں کے قریب ہوتے ہیں تا کہ وہ ان کے نزدیک معزز گردانے جائیں اور وہ تقویٰ کے قریب نہیں جاتے تا آسمان میں اُن کی تکریم ہو۔اسلام بے بسی کے گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور وہ آرام دِہ بستروں پر سو رہے ہیں۔ ملت (اسلامیہ) پامال کر دی گئی لیکن وہ ہیں کہ اپنے جُبّہ و دستار اور خوبصورت چھڑیوں اور لمبی داڑھیوں کی نمائش کر رہے ہیں۔ملّت کی قوت زوال پذیر ہوگئی اور دینِ اسلام کا غلبہ مفقود ہو چکا اور وہ ہیں کہ دنیا کی زینت اور بادشاہوں کے قرب کے خواہاں ہیں۔ اس صورت حال کے باوجود اُن کے نزدیک خدائے رحمان کے کسی مجدّد کی ضرورت نہیں اور وہ اپنے آپ کو ہی حامیانِ دین اور مَردانِ میدان کے طور پر کافی سمجھتے ہیں۔اور جب دنیا کی نجاست اور اس کی عفونت ، اس کی گندگی اور مَیل کچیل اُن کے ساتھ خوب پیوست ہو گئی تو اللہ اُن کے عرفان کے نور کو لے گیا، اور انہیں ان کی سرکشیوں میں ایسا چھوڑ دیا کہ ان میں باریک بینی، صحتِ فراست ، اسرار تک رسائی کی قوت اور

الأسرار ولطافة العقل والكياسة . وأرى أن أبواب الهدى تفتح على غيرهم ولا تفتح عليهم لخبث القلوب، فإنهم قطعوا العُلَقَ كلها من المحبوب، وصعب عليهم استقصاء الحقايق واستخراج الدقائق وحلُّ المعضلات الدينية .ومع ذالك هم الأمناء والصادقون والصالحون في أعين العامة، والأبرياء مِن كل ما ذكرنا في هذه الصحيفة! فهذا إحدى المصائب على الملة، وليس الطاعون إلا نتيجة هذه التقاة، وثمرة هذه الحسنات ! ونرى أن هذه البلاد وشوارعها قد بولغ في أمور نظافتها ببذل المال والسعي والهمة، وأُلقي في كل بئرٍ دواءٌ يقتل الديدان بالخاصية، ثم نرى الطاعون كل يوم في الزيادة، وكذالك ثبت التطعيم كالعقيم، وبطل ما ظُنَّ فيه من المنفعة، وقد سمعتَ ما ظهر من النتيجة،

دانش وعقل کی لطافت باقی نہ رہی۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن کے اغیار پر تو ہدایت کے دروازے کھولے جاتے ہیں لیکن ان کے خُبثِ باطن کی وجہ سے ان پر نہیں کھولے جاتے کیونکہ انہوں نے محبوبِ حقیقی سے تمام تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور ان پر حقائق کی کنہ تک پہنچنا، باریک نکات کا استنباط کرنا اور دین کے پیچیدہ مسائل کو حَل کرنا دشوار ہو گیا۔ اس کے باوجود وہ عوام النّاس کی نگاہوں میں امین، صادق اور نیکوکار ہیں۔ اور اُن تمام عیوب سے مبرّا ہیں جن کا ذکر ہم نے اپنی اس کتاب میں کیا ہے۔ پس یہ ملّت پر وارد ہونے والے مصائب میں سے ایک مصیبت ہے اور طاعون محض ان کے اس تقویٰ کا نتیجہ اور ان کی انہی نیکیوں کا پھل ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کثیر مال صرف کر کے اور پوری کوشش اور ہمت سے ان شہروں اور ان کے گلی کوچوں کے امورِ نظافت وصفائی کا انتہائی طور پر اہتمام کیا گیا۔ بالخصوص ہر کنوئیں میں کِرم کُش دوائی ڈالی گئی۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ طاعون ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور یوں ٹیکے کا عمل بے سود ثابت ہوا اور ٹیکا لگوانے میں جو فائدہ تصور کیا جاتا تھا وہ بالکل ناکام ہوا ہے اور اس کا جو نتیجہ نکلا اسے تو سن چکا ہے۔ ﴿۸۹﴾

وما نفَع شربُ الأدوية، ولا تعهُّدُ الحارات والأزقّة والمنازل الموبوءة، وإزالةُ كل ما كان مضرّا بالصّحة .وقد بلغت التدابير منتهاها، ثم مع ذالك نرٰى نار الطاعون يزيد لظاها. وما تقلَّص إلٰى هذا الوقت هذا الداء الوبيل، وما انقشعت غياهبه إلى قدر قليل، بل صراصره كل يوم مُجيحة،
وزلازله مُبيدة، وّعقول الأطباء ﴿۹۰﴾
متحيرة ، وأحلامهم مبهوتة .ولم يقتصر هذا المرض على المحالّ القذرة كما ظن فى الابتداء، بل زار القذرةَ وغيرها على السواء ، ودخل جميع الربوع والأحياء ، وفجَع كثيرا من أهلها وملأ البيوت من الصراخ والبكاء .وتواترت زلازله المفزعة، وصواقعه المريعة، ودخل كل بلدة بأنواع العذاب، ولكن طابت له الإقامة فى الفنجاب وما بقيت أرض لم تحدث فيها إصابة مّا من الطاعون، ولم يبق دار لم يرتفع فيها أصوات المَنون .فما ذالك إلا جزاء

اور ادویات کے استعمال اور محلّوں، گلی کوچوں اور وبا زدہ مقامات کی نگہداشت نیز ہر مضرِ صحت چیز کا ازالہ کرنے نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ تمام تدابیر بدرجہ کمال اختیار کی گئیں اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ آتشِ طاعون کے شعلے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اور اب تک یہ مہلک بیماری کم نہیں ہوئی اور اس کی تاریکیاں ذرّہ بھر بھی نہیں چھٹیں بلکہ اُس کی تُند و تیز آندھیاں ہر روز بیخ کنی کررہی ہیں اور اس کے زلزلے تباہی مچا رہے ہیں۔ اور طبیبوں کی عقلیں حیرت زدہ اور ان کی دانش سراسیمہ ہے۔ اور یہ مرض گندی جگہوں تک ہی محدود نہیں جیسا کہ ابتدا میں خیال کیا گیا تھا۔ بلکہ یہ (مرض) گندی اور صاف دونوں جگہوں پر یکساں پہنچا ہے۔ اور تمام بستیوں اور قبیلوں میں داخل ہو گیا۔ اور اس نے وہاں کے بہت سے باسیوں کو دکھ پہنچایا اور گھروں کو آہ و بکا سے بھر دیا۔ اور اس کے خوفناک زلزلے اور ہولناک بجلیاں پَے دَر پَے آئیں۔ اور وہ طرح طرح کا عذاب لیے ہر بستی میں داخل ہوا، لیکن پنجاب میں ڈیرا ڈالنا اُسے بہت ہی بھلا لگا اور کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی جو طاعون کی زد میں نہ آئی ہو، اور کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں سے نوحہءِ موت کی آوازیں بلند نہ ہوئی ہوں۔ اور یہ سب کچھ محض اُنکے اعمال کی جزاء اور قول و فعل

الأعـمال، وثمرة ما تقدم من سيئات
الأقـوال والأفعال .وإلى الآن لم
يـنـقـطـع هـذا الـطوفان، ولم يبق
جـمـيـل الـصبـر والسلوان .وكيف
ولـم يـنقطع مادّته التى فى الصدور،
بـل هى فى زيادة و بدور.قد سمعوا
مـا جـاء مـن الـله ذى الجلال، ثم لا
يتـمـالـكـون أنـفسهم من الاشتعال،
وقـطـعـوا الـعُـلَـق وأقسـموا جهد
أيمانهم أنهم لا يسمعون الحق ولا
يتركون الضلال .وكانوا يقولون
مـن قبـل إن قـول الـحَـكَـمِ مقدَّم
عـلـى الأحـاديـث الظنية، والآن
يقدّمـون ظـنـونهم على النصوص
الـقـرآنية والـدلائـل القطعية .وإنّ
جبروت الألوهية أدهشـت الدنيا
كلها ولكن ما قرُب خوفٌ قلوبَ
هـذه الـطـائـفة، كـأنهم براء فى
صُـحف المشيّة .وقـد رأوا نـقل
بـعـض الـصدور منهم إلى القبور،
ثـم لا يمتنعون من السبّ والشتم
والكذب والزور، كأنهم أُرضعوا
بهـــا مـــن ثـدى الأمهـــات، أو

کے لحاظ سے ان کی گزشتہ بدیوں کا نتیجہ ہے۔اور یہ
طوفان ابھی تک تھمانہیں۔ صبـرِ جمیل اور تسلّی و
اطمینان کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔اور یہ
(طاعون کا طوفان) تھمتا بھی کیسے جبکہ ان کے
سینوں میں بدیوں کا فاسد مادّہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ یہ
تیزی سے بڑھتا ہی جارہا ہے۔خدائے ذوالجلال
کا فرمودہ انہوں نے سنا تو ضرور لیکن پھر بھی بوجہ
اشتعال انہیں اپنے نفسوں پر قابو نہیں، انہوں نے
تعلق منقطع کر لیا، اور پکّی قسمیں کھائیں کہ وہ حق
پر کان نہیں دھریں گے،اور گمراہی ترک نہیں کریں
گے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ یہ کہا کرتے تھے کہ
حَکَم کا فرمان اَحَادِیثِ ظَنّیّہ پر مقدّم ہے۔
لیکن اب وہ اپنی ظنی باتوں کو نصوصِ قرآنیہ اور ﴿۹۱﴾
دلائلِ قطعیہ پر مقدم رکھتے ہیں۔ الوہیّتِ (مسیح
ناصری) کے جابرانہ عقیدے نے ساری دنیا کو
مرعوب کیا ہوا ہے لیکن خوف اس گروہ کے قلوب
کے قریب تک نہیں پھٹکا گویا کہ وہ نوشتۂ تقدیر میں
مبرّا ہیں۔انہوں نے اپنے بعض سر کردہ لوگوں کو
اپنی آنکھوں سے قبروں کی طرف منتقل ہوتے دیکھا
پھر بھی وہ سبّ وشتم اور کذب بیانی اور جھوٹ سے
باز نہیں آتے۔گویا کہ انہیں اپنی ماؤں کی چھاتیوں
سے کذب بیانی کا دودھ پلایا گیا ہے۔یا فطرتاً وہ

وُلدوا فطرةً على هذه الجهلات. أيحسبوننى أنى أُحِبُّ الشهرة فيحسدون ووالله إنى لا أحبّ إلا مغارة الخلوة لو كانوا يعلمون. وما كنتُ أن أخرُج إلى الناس من زاويتي، فأخرجنى ربّى وأنا كارهٌ من قريحتى .وكنت أتنفر كل نفرة من الشهرة، وما كان شيء ألذّ إلىّ من الخلوة، فأىّ ذنب علىّ إن أخرجنى ربّى من حجرتى للمصلحة العامة .وما كنت من جرثومة العلماء الأَجِلّة، ولا من قبيلة من بنى الفاطمة، لأُظَنَّ أنّى أطلب منصب بعض آبائى بهذه الحيلة .وما كان هذا إلّا فعل من السماء، وما كنت أنتظره لنفسى كأهل الأهواء .ثم بعد ﴿۹۲﴾ ذالك سعى العلماء كل السعى ليهدّوا بنياننا، ويُفرّقوا أعواننا، فكان آخر أمرهم أنهم أصبحوا خاسرين .وجمع الله شملنا وبايعَنا أفواج من الطالبين .وكان هذا أمرا

ان جہالتوں میں پیدا کئے گئے ہیں۔کیا وہ میری نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ میں شہرت پسند ہوں۔تو (اس بناء پر) وہ مجھ سے حسد رکھتے ہیں۔ بخدا مجھے تو صرف گوشہء تنہائی پسند ہے،کاش وہ جانتے۔ میں ایسا نہیں تھا کہ اپنے کُنجِ تنہائی سے نکل کر لوگوں کے پاس جاتا،مگر میرے ربّ نے میری ناگواریِ طبع کے باوجود مجھے باہر نکالا۔ حالانکہ میں شہرت سے کلیتًا متنفّر تھا اور تنہائی سے بڑھ کر مجھے کوئی شَے لذیذ وعزیز نہ تھی۔پس اگر میرے ربّ نے مصلحتِ عَامہ کی خاطر مجھے میرے حجرے سے نکالا ہے تو اس میں مجھ پر کیا دوش ہے؟ میں نہ تو اَجَل عُلماء کی نسل میں سے تھا اور نہ بنی فاطمہ کے قبیلے سے تا خیال کیا جاتا کہ میں اس حیلے بہانے سے اپنے بعض آباؤ اجداد کا منصب حاصل کرنے کا طالب ہوں۔یہ تو بس سراسر ایک آسمانی فعل تھا۔نفسانی خواہشات کے پجاریوں کی طرح میں اپنے لئے اس منصب کا چشم براہ نہ تھا۔پھر اس کے بعد علماء نے مقدور بھر کوشش کی کہ وہ ہماری عمارت گرادیں۔اور ہمارے مددگاروں کو منتشر کردیں۔ لیکن انجام کار وہ ناکام و نامراد ہو گئے اور اللہ نے ہمارے شیرازے کو مجتمع کردیا اور حق کی جستجو کرنے والی جماعتوں نے ہماری بیعت کر لی۔اور یہ بیس سال

موعودا من الله تعالٰى فى كتابى "البراهين"، من مدّة عشرين سنة، و إنّ فى ذالك لآية للمتفكرين . وأظهر الله لى آيات من السماء وآيات فى الأرض ليهتدى بها من كان من المبصرين .وإن الزمان يتكلم بلسان الحال أنه يحتاج إلى مصلح، وقد بلغ إلى غاية الاختلال .ويوجد فى العالم تقلُّبٌ أليم، وتغيّر عظيم، لا يوجد مثله فيما سبق من الأزمنة، وإنّ الهمم كلها تمايلت على الدنيا الدنيّة، وبقى القرآن كالمهجور، وأُخذت الفلسفة كالقِبلة .ونرى الكسل دخَل القلوبَ، ونرى البدعاتِ دخلت الأعمالَ، ويُسَبُّ نبيُّنا ويُشتَم رسولنا ويحسبونه شر الرجال، ويُكذَّب كتاب الله بأشنع الأقوال وأكره المقال .فأين غيرة الله للقرآن وللرسول وقد وُطِئَ الإسلام كذرّة تحت الجبال أينتظرون عيسٰى وقد ثارت بسببه فتنٌ وهو فى السماء فما بال يوم إذا نزل فى

کی مدت سے میری کتاب براھین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امرِ موعود ہے۔اور اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا نشان ہے۔مزید برآں اللہ نے میرے لئے آسمانی اورزمینی نشانات ظاہر فرمائے تا کہ صاحبِ بصیرت اُن سے ہدایت پائیں ۔زمانہ بزبانِ حال کہہ رہا ہے کہ وہ ایک مصلح کا محتاج ہے کیونکہ وہ بگاڑ کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔اور دنیا میں ایک ایسا دردناک انقلاب اور بہت بڑا تغیّر پایا جاتا ہے کہ اُس کی نظیر گزشتہ زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔اور لوگوں کی تمام تر ہمتیں اور توانائیاں حقیر دنیا کی طرف مائل ہیں۔اور قرآن مہجور کی طرح باقی رہ گیا ہے اور فلسفے کو گویا قبلہ بنالیا گیا ہے۔اور ہم دیکھتے ہیں کہ کاہلی دلوں میں جا گزیں ہے اور بدعات اعمال میں داخل ہو چکی ہیں۔ہمارے نبی ﷺ کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے اور ہمارے رسول ؐ کو گالیاں دی جارہی ہیں اور وہ آنحضور ؐ کو (نعوذ باللہ) بدترین شخص سمجھتے ہیں۔اور اقوال شنیعہ اور کلمات قبیحہ سے کتاب اللہ کی تکذیب کی جارہی ہے پس قرآن اور رسول کے لئے اللہ کی غیرت کہاں ہے جبکہ اسلام کو اس طرح روندا گیا جیسے پہاڑوں کے نیچے چیونٹی۔ کیا وہ عیسیٰ کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ اس کی وجہ سے فتنے جوش مار رہے ہیں اور وہ خود آسمان پر ﴿۹۳﴾

الغبراء وكانت اليهود قبل ذالك ينتظرون، كمثل قومنا إلياسَ، فما كان مآل أمرهم إلا يأْس. فمِن عقل المرء أن يعتبر بالغير ويجتنب سبل الضَّير، وقد قال الله تعالٰى : فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ . فليسألوا النصارىٰ هل نزل إلياس قبل عيسٰى من السماء كما كانوا يزعمون وليسألوا اليهود هل وجدتم ما فقدتم أيها المنتظرون فثبت من هذا أن هذه العقائد ليست إلا الأهواء، ولا يجيء أحد من السماء وما جاء. فمن كان يبني أمره على العادة المستمرة والسنة الجارية، هو أحق بالأمن من رجل يأخذ طريقا غير سبيل متوارث من السابقين،

برا جمان ہے۔تو اُس دن کیا حال ہوگا جب وہ زمین پر نازل ہوگا۔قبل ازیں ہماری قوم کی مانند یہود الیاس کا انتظار کر رہے تھے۔پس اُن کے معاملہ کا انجام سوائے مایوسی کے کچھ نہ ہوا۔پس انسان کی دانائی یہی ہے کہ وہ دوسروں سے عبرت حاصل کرے اور ضرر رساں راہوں سے گریز کرے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [1]۔پس انہیں چاہیے کہ وہ نصاریٰ سے یہ پوچھیں کہ کیا عیسیٰ سے پہلے الیاس آسمان سے نازل ہوا جیسا کہ وہ گمان کرتے تھے؟اسی طرح انہیں یہودیوں سے یہ پوچھنا چاہیے کہ اے انتظار کرنے والو! کیا تم نے اپنے گم گشتہ (نبی) کو پالیا ہے؟ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے یہ عقائد خواہشات کے سوا کچھ نہیں تھے اور آسمان سے کوئی نہیں آئے گا اور نہ کوئی اِس سے پہلے آیا ہے۔پس جو شخص اپنے عقیدہ کی بنا عادتِ مستمرہ اور سنّتِ جاریہ پر رکھتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ امن کا حقدار ہے جو سابق بزرگوں سے وراثتاً ملنے والی راہ کو چھوڑ کر کوئی اور ایسی راہ اختیار کرتا ہے جس کی

---

[1] پس اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔(النّحل:۴۴)

ولا يـوجـد نـظيـره فـى الأوّلـيـن . وليس مثله إلا كمثل الذين يطلبون الكيمياء ، فينهب ما بأيديهم زمرةُ الشُطّار والمحتالين، فيبكون عند ذالك ولا ينـفـعهم البكـاء. وإن الأخبـار الـغيبية لا يخلو أكثرها من الاستـعــارات، والإصـرار عـلـى ظـواهـرهـا مـع مخـالفة الـعقل ومـخـالـفة سنة الله فى أنبيائه من قبيـل الـضـلالة والجهلات .و إن الـكرامات حق لا ننكرها فى وقت مـن الأوقـات، ولـكـن نـنكر أمرا خـالفَ كُتب الله وخـالف ما ثبت مـن تـلـك الشهـادات، وخالفَ سـنـن الـلـه فـى رسله ونافى كل الـمـنافات، وهذا هو الحق كما لا يـخفى على أهل الحصاة.وما أنكر اليهـود عيسٰى إلا بـمـا لـم ينـزل إليـاسُ مـن السّـماء قبل ظهوره، فـقـالـوا كـافر كـذّاب ملحد ولم يـعترفوا بذرّة من نوره .فلو كان من عادة الـلـه إنزال الذين خلوا

نظیر پہلوں میں نہیں پائی جاتی۔اُن کی مثال تو اُن لوگوں کی سی ہے جو کیمیا گری کی خواہش کرتے ہیں تو شاطروں اور چالبازوں کا گروہ جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوتا ہے لُوٹ لیتا ہے۔ پھر اس پر وہ روتے دھوتے ہیں لیکن یہ آہ و بکا ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اور اکثر غیب کی خبریں استعاروں سے خالی نہیں ہوتیں۔اوران کو عقل کے خلاف نیز انبیاء میں جاری سنت اللہ کے خلاف ظاہر پر محمول کرنے کی ضد کرنا ازقسم گمراہی اور جہالت ہے۔ اور کرامات برحق ہیں جن کا ہم کبھی بھی انکار نہیں کر تے۔لیکن ہم اُسی بات کا انکار کرتے ہیں جو اللہ کی کتب کے خلاف اور ان شہادتوں سے ثابت شدہ امر کے خلاف اور اللہ کے رسولوں میں اس کی جاری سنتوں کے مخالف اور کلیۃً منافی ہے۔اور یہی حقیقت ہے جیسا کہ دانشمندوں پر مخفی نہیں۔اور یہودیوں نے عیسٰیؑ کا انکار صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ اُس کے ظہور سے پہلے الیاس آسمان سے نازل نہیں ہوا تھا۔اس لئے انہوں نے (عیسیٰؑ کو) کہا کہ یہ کافر، کذّاب اور ملحد ہے۔اور اس کے نور کے ذرّہ بھر بھی معترف نہ ہوئے۔پس اگر اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہوتی کہ وہ وفات یافتہ لوگوں کو آسمانوں سے ﴿۹۴﴾

من السماوات، لأنزل إلياس قبل عيسٰى ولنجّى رسوله من ألسن اليهود ومن سبّهم إلى هذه الأوقات .والحق إنّ لكل أمة ابتلاء عند ظهور إمامهم، ليعلم الله كرامهم من لئامهم. كذالك لمّا جاء عيسى ابتُلى اليهود بعدم نزول إلياس من السماء ، ولما جاء سيّدنا المصطفٰى قالوا ليس هو من بنى إسرائيل فابتُلوا بهذا الابتلاء . ثم إنى لمّا بُعثتُ فى هذا الزمان من ربّى الأعلى نحت علماء الإسلام عذرًا كما نَحتَ اليهود لإنكار عيسٰى .فالقلوب تشابهت، والوقائع اتحدت، فما نفعتهم آية، وما أَدُرَتُهم دراية .ووالله لو تمثلت الآيات النازلة لتصديقى وتأييدى على صور الرجال، لكانت أزيدَ من أفواج الملوك ﴿۹۵﴾

اتارے، تو وہ عیسیٰؑ سے پہلے الیاسؑ کو ضرور اتارتا، اور اپنے رسول (عیسیٰ) کو یہود کی اب تک کی زبان درازیوں اور انہیں بُرا بھلا کہنے سے ضرور نجات دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر امت کے امام کے ظہور کے وقت ان کے لیے کوئی نہ کوئی ابتلا مقدّر رہوتا ہے تا اس طرح اللہ اُن کے معزز لوگوں کو ان کے کمینوں سے ممیّز کر دے۔ اسی طرح جب عیسیٰ آیا تو الیاس کے آسمان سے نازل نہ ہونے کے باعث یہودیوں پر ابتلا آیا۔ اور پھر جب ہمارے سیّد و مولیٰ (محمد) مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو ان (یہودیوں) نے کہا کہ آپؐ بنی اسرائیل میں سے نہیں ہیں اور وہ اس ابتلا کا شکار ہو گئے۔ پھر جب میرے بزرگ و برتر ربّ کی طرف سے اس زمانہ میں مجھے مبعوث کیا گیا تو علماءِ اسلام نے بعینہٖ وہی عذر تراشا جو یہودیوں نے عیسیٰؑ کے انکار کے لیے تراشا تھا۔ پس دل باہم گر مشابہ اور واقعات یکساں ہو گئے۔ اس لیے کسی نشان نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ کسی درایت نے انہیں سمجھ دی۔ اور اللہ کی قسم اگر وہ نشانات جو میری تصدیق و تائید میں نازل ہو چکے ہیں وہ مردوں کی صورت میں متمثّل ہو جائیں تو اُن کی تعداد بادشاہوں اور سربراہانِ مملکت کی افواج سے

والأقيال .ولا يأتي علينا صباح ولا مساء إلّا ويأتي به أنواع الآيات، ثم مع ذالك ما أُريتُ آية في زعم هذه العجماوات ! وإن الله حقّق في نفسي سورة الضُّحٰی إذ توفّی أبی، وقال: " أليس الله بكاف عبده"، فكفلني كما وعد وآوى .ثم لما رآني ضالّا مضطرا إلى سبيله الأخفى، ولم يكن رجل ليهديني ..علّمني من لدنه وهدَى .ثم لمّا جمع عندی فوجا ووجدني عائلا أنعم عليّ وأغنى. وهو معي أينما كنت، ويبارز لي من بارزني من العدا، ولی عنده سرّ لا يعلمه غيره لا في الأرض ولا في السما .وإذ قال: " أليس الله بكاف عبده " في يوم وفاة أبي،فوالله ما ذُقتُ عافية وراحة

بھی زیادہ ہو، اور ہم پر کوئی ایسی صبح اور شام نہیں گزرتی مگر طرح طرح کے نشانات لے کر آتی ہے۔ اس کے باوجود ان جانوروں کے خیال میں مَیں نے کوئی نشان نہیں دکھایا۔ یقیناً اللہ نے سُورۃ الضُّحیٰ کے مضمون کو میری ذات میں متحقق فرمایا ہے۔ جب میرے والد نے وفات پائی اور (اللہ نے) اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ الہام کیا، تو اُس نے اپنے وعدہ کے مطابق میری کفالت فرمائی اور پناہ دی۔ پھر جب اُس نے مجھے اپنی سب سے مخفی راہ میں سرگرداں اور بیقرار پایا اور اُس وقت کوئی ایسا شخص نہ تھا جو میری راہنمائی کرتا، تو اُس نے خود ہی اپنی جناب سے مجھے تعلیم دی اور میری رہنمائی فرمائی۔ ازاں بعد جب اُس نے میرے پاس ایک فوج جمع فرمادی اور اس نے مجھے تہیدست پایا تو اس نے مجھ پر انعام فرمایا اور غنی کر دیا۔ اور جہاں بھی میں ہوتا ہوں وہ میرے ساتھ ہے۔ اور اگر دشمنوں میں سے کوئی میرے ساتھ برسرِ پیکار ہو تو وہ میری خاطر اُس سے برسرِ پیکار ہوتا ہے۔ اور میرے اس کے ساتھ ایسے راز ہیں کہ جنہیں اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا، نہ زمین میں اور نہ ہی آسمان میں۔ اور جب سے کہ اللہ نے میرے والد کی وفات کے روز اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا الہام کیا ہے مَیں اللہ کی قسم کھا

فی عهد أبی کعهد ربّی .وإذ رآنی
فی ضلالة الحُبّ وبشّرنی ﴿۹۶﴾
بالهداية، فوالله جذَبنی کل
الجذب وأجری إلیّ بحار الدراية .
وإذ قال إنی سأغنیك ولا
أترکك فی الخصاصة، فوالله
أنعم علیّ وعلی مَن معی مِن فوج
من أصحاب الصفة.هذه قصتی .
ثم يجعل الحاسدون من العلماء فی
الدجالین حصتی .لا يرون ضعف
الدين والملة، بل يُضعِفون الضعيف
ويترکونه فی الأنیاب النصرانية.

التعليم للجماعة

لا يدخل فی جماعتنا إلا الذی
دخل فی دين الإسلام، واتّبع
کتابَ اللّه وسُننَ سیّدنا خیر
الأنام، وآمن بالله ورسوله
الکريم الرحیم، وبالحشر
والنشر والجنة والجحیم .ويعِد
ويقرّ بأنه لن يبتغی دينا غیر دين

کر کہتا ہوں کہ مَیں نے اپنے ربّ کے عہد میں عافیت اور راحت کا جو مزہ چکھا ہے وہ اپنے والد کے عہد میں بھی نہیں چکھا۔اور جب اُس نے مجھے عشق ومحبت میں گم دیکھا تو اس نے مجھے ہدایت کی بشارت دی۔ پھر بخدا اُس نے بکلّی مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فہم ودرایت کے سمندروں کو میری طرف جاری کر دیا۔اور جب اُس نے کہا کہ میں تجھے جلد غنی کر دوں گا اور تجھے تنگدستی میں پڑا نہیں رہنے دوں گا۔تو بخدا، اس نے مجھ پر اور میرے ساتھ اصحابِ صُفَّہ کی فوج پر (بے انتہا) انعام فرمائے۔ یہ ہے میری داستان۔ پھر بھی یہ حسد کرنے والے علماء میرا شمار دجّالوں میں کرتے ہیں۔ یہ (علماء) دین وملّت کے ضعف کو نہیں دیکھتے بلکہ اِس ضعیف کو ضعیف تر کرتے چلے جا رہے ہیں اور اُسے عیسائیت کی کُچلیوں میں (پسنے کے لئے) چھوڑ رہے ہیں۔

تعلیم برائے جماعت

ہماری جماعت میں صرف وہی داخل ہوتا ہے جو دینِ اسلام میں داخل ہے اور جس نے کتاب اللہ اور ہمارے سید ومولا خیر الانام ﷺ کی سنن کی پیروی کی۔اور اللہ اور اس کے رسول کریم ورحیم، حشر نشر اور جنت اور دوزخ پر ایمان لایا اور وہ شخص یہ عہد اور اقرار کرتا ہے کہ وہ بجز دینِ اسلام کسی اور

الإسلام ، ويموت علٰى هذا الدين ..دين الفطرة ..متمسّكا بكتاب الله العلّام، ويعمل بكل ما ثبت من السنّة والقرآن وإجماع الصحابة الكرام. ومن ترك هذه الثلاثة فقد ترك نفسه فى النار، وكان مآله التباب والتبار. فاعلموا أيها الإخوان أن الإيمان لا يتحقق إلا بالعمل الصالح والاتقاء، فمن ترك العمل متعمدا متكبرا فلا إيمانَ له عند حضرة الكبرياء. فاتقوا اللّٰه أيها الإخوان وابدُروا إلى الصالحات، واجتنبوا السيئات قبل الممات. ولا تغرّنّكم نضرة الدنيا وخُضرتها، وبريق هذه الدار و زينتها. فإنها سراب ومآلها تباب، وحلاوتها مرارة وربحها خسارة. وإن الصاعدين فى مراتبها يشابهون دَرِيّةَ الصَّعْدة، والراغبين فى شوكتها

دین کا طلبگار نہ ہوگا۔ اور اِسی دین پر جو دینِ فطرت ہے اس حالت میں مرے گا کہ وہ خدائے علّام کی کتاب (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوگا۔اور ہر اُس چیز پر عمل کرے گا جو سنت اور قرآن اور صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہے۔اور جس نے ان تین بنیادی مآخذ کو چھوڑا تو اس نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال لیا۔اور اس کا انجام تباہی اور بربادی ہے۔سوا ے برادرانِ مَن! آپ سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان عمل صالح اور تقویٰ کے بغیر متحقق نہیں ہوتا۔پس جس نے عملِ صالح کو عمداً اور ازراہِ تکبر ترک کیا تو خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں اس کا کوئی ایمان نہیں۔ سوا ے بھائیو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھو اور مرنے سے پہلے بدیوں سے اجتناب کرو۔ دنیا کی سرسبزی اور شادابی اور اس دارِ فانی کی چمک دمک اور اس کی آرائش و زیبائش تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے کیونکہ یہ سب کچھ سراب ہے اور اس کا انجام ہلاکت ہے۔اور اس (دنیا) کی شیرینی کڑواہٹ ہے۔اور اس کا سود زیاں ہے۔اور اس کے بلند عہدوں پر ترقی پانے والے نیزوں کا ہدف بننے والوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔اور اس

﴿۹۷﴾

يضاهئون مجروحَ الشوكة. ومَن تـمايَلَ على خيرها فهو يبعد من معادن الخيرات، ومن دخل في سراتها فهو يخرج من الصراط. وإن نورها ظلمات، ونجدتها ظلامات. فلا تميلوا إليها كل الميل، فإنها تُغرق سابحها ولا كالسَّيل. ولا تقصدوها قصدَ مُشيحٍ فارغٍ من الدين، ولا
﴿۹۸﴾ تجعلوها إلّا كخادم في سبل الملّة لا كالخَدِين. ولا تطمَعوا كل الطمع في أن تكونوا أغنى الناس رحيبَ الباع خصيب الرِّباع، ولا تنسوا حظّكم من دينكم فلا تُعطَون ذرة من ذالك الشعاع. وإن الدنيا أكلت آباءكم وآباء آبائكم، فكيف تتركُكم وأزواجكم وأبناءكم؟ ولا تتخذوا أحدًا عدوًّا من حقدِ أنفسكم كالسفهاء، وطهِّروا نفوسكم من الضغن والشحناء. ولا تنكُثوا العهود بعد ميثاقها، ولا تكونوا عبيدَ أنفسكم بعد

کی شان وشوکت میں رغبت رکھنے والے کانٹوں سے زخمی کی مانند ہیں۔ جو اس (دنیا) کے مال کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ نیکی کے خزینوں سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جو اس کے سرداروں میں داخل ہوتا ہے وہ صراطِ مستقیم سے باہر نکل جاتا ہے۔ اس کا نور تاریکی ہے اور اس کی امداد ظلم وستم ہے۔ اس لئے اس کی طرف کلیتًا مت جھکو۔ کیونکہ یہ اپنے تیراک کو سیلِ تند وتیز سے بھی بڑھ کر غرق کرنے والی ہے۔ پس دین سے فارغ اور اعراض کرنے والے کے قصد کرنے کی طرح دنیا کا قصد نہ کرو اور اس کو راہِ دین میں خادم کی حیثیت دو نہ کہ جگری دوست کی۔ اور تم ہرگز یہ طمع نہ کرو کہ تم تمام لوگوں سے زیادہ متموّل اور فراخ دست اور خوشحال ہو۔ اور اپنے دین میں سے اپنے نصیب کو فراموش مت کرو، وگرنہ تمہیں اس شعاع (ایمانی) سے ذرّہ بھی نہیں دیا جائے گا۔ یہ دنیا تمہارے آباء اور ان کے آباء کو نگل چکی تو پھر یہ دنیا تمہیں، تمہاری بیویوں اور بیٹوں کو کیسے چھوڑ دے گی۔ اور نادانوں کی طرح اپنے نفس کے کینے سے کسی کو دشمن نہ بناؤ۔ اپنے نفوس کو ہر طرح کے کینے اور بغض سے پاک رکھو۔ اور عہد پختہ کر لینے کے بعد انہیں نہ توڑو۔ اور اپنے نفسوں پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد

استرقاقها، و كونوا من عباد الله
الذين إذا حالفوا فما خالفوا،
وإذا وافقوا فما نافقوا، وإذا
أحبّوا فما سبّوا .ولا تتبعوا
الشيطان الرّجيم، ولا تعصوا
ربكم الكريم، وإن مِتّم بالعذاب
الأليم .كونوا لله أطوعَ من
الأظلال، وأصفٰى من الزلال،
وتَواصَوا بالأفعال لا بالأقوال .
وتَحامَوا اللسان، وطهّروا
الجنان .وإذا تنازعتم فرُدُّوه إلى
الإمام، وإذا قضٰى قضيتكم
فارضوا بها واقطعوا الخصام،
وإن لم ترضوا فأنتم تؤمنون
بالألسن لا بالجنان، فاخشوا أن
تحبَط أعمالكم بما أصررتم على
العصيان.تيقّظوا أن لا تضلّوا بعدَ
أن جاء كم الهدىٰ، وكونوا
لربّكم وآثروا الدّين على الدُّنيا،
ولا تكونوا كالذين لا يخافون
الله ويخافون عباده، ويتبعون

ان کے غلام مت بنو۔اور اللہ کے اُن بندوں میں
سے ہو جاؤ کہ جب وہ حلف اٹھاتے ہیں تو اُس کی
خلاف ورزی نہیں کرتے اور جب کسی سے
موافقت کریں تو منافقت نہیں کرتے۔اور جب
محبت کرتے ہیں تو سبّ وشتم نہیں کرتے۔اور راندۂ
درگاہِ الٰہی شیطان کی پیروی نہ کرو۔اور اپنے ربّ
کریم کی نافرمانی نہ کرو خواہ دردناک عذاب سے
مر ہی جاؤ۔سایوں سے بھی بڑھ کر خدا کے مطیع ہو
جاؤ۔اور آبِ زلال سے بھی زیادہ صاف شفاف
بن جاؤ۔اپنے افعال سے دوسروں کو نصیحت کرو نہ
کہ محض زبانی جمع خرچ سے۔زبان کی نگہداشت
اور دل کو پاک کرو۔اور جب تم میں تنازع ہو
جائے تو اُسے امام کے پاس لے جاؤ۔اور جب وہ
تمہارے معاملہ کا فیصلہ کر دے تو اُس پر راضی
ہو جاؤ اور جھگڑا ختم کر دو۔اور اگر بطیبِ خاطر
اُسے قبول نہ کرو گے تو تمہارا ایمان محض زبانی ہوگا
دلی طور پر نہیں۔ پس نافرمانی پر اصرار کی وجہ
﴿۹۹﴾ سے اپنے اعمال کے ضائع ہونے سے ڈرو۔ بیدار
ہو جاؤ تا ہدایت آنے کے بعد تم پھر گمراہ نہ ہو
جاؤ۔اپنے رب کے ہو جاؤ اور دین کو دنیا پر
مقدّم کرو۔اور ایسے لوگوں کی طرح نہ بنو جو
اللہ سے تو نہیں ڈرتے لیکن اس کے بندوں

أهـواء هـم ويـنسـون مـراده. يبتغون عند أبناء الدّنيا عزّة، وما هي إلا ذلة .أنتم شهداء الله فلا تكتموا الشهادة، وأخبِروا عباده أن النار موقودة فاتقوها، والديار موبوءة فاجتنبوها .وإن الدنيا شاجنة، وأُسودُها مفترسة، فلا تجولوا في شجونها، وامنعوا نفوسكم من جرأتها ومجونها، وزَكُّوها وبيِّضوها كاللُّجَين، ولا تتركوها حتى تصير نقيّة من الدَّرَن والشَّين .وقد أفلح من زكّاها، وقد خاب من دسّاها .ولا تتّكئوا على البيعة من غير التطهر والتزكية، ولستم إلا كهاجِنٍ من غير عُدّةِ الفطرة، ولا تطلبوا عين المعرفة من الذين لم يُعطَوا عين البصيرة . واعتلِقوا بي اعتلاقَ الزُّهر بالشجرة ، لتصلوا من

سے ڈرتے ہیں ۔اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے اور اپنے خدا کے منشاء کو بھول جاتے ہیں ۔وہ فرزندانِ دنیا کی بارگاہ میں عزت پانے کے خواہشمند ہیں حالانکہ یہ تو سراسر ذلّت ہے۔تم اللہ کے گواہ ہو اس لئے گواہی کو مت چھپاؤ ۔ بندگانِ خدا کو یہ اچھی طرح بتادو کہ آگ بھڑکی ہوئی ہے لہٰذا اس سے بچو۔ ملک وبا زدہ ہے پس اس سے بچو۔دنیا گھنے درختوں والی وادی ہے اور اس کے شیر خونخوار ہیں۔اس لئے اس کی وادیوں میں مٹر گشت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ان کی بیبا کی اور بےحیائی سے بچاؤ۔انہیں پاک صاف کرو اور چاندی کی طرح چمکاؤ۔اور اس وقت تک نہ چھوڑو یہاں تک وہ مَیل وعَیب سے پاک ہو جائیں۔اور جس نے اس کو پاک کیا تو (سمجھو کہ) اپنے مقصود کو پا گیا اور جس نے اسے (مٹی میں) گاڑ دیا (سمجھ لو کہ) وہ نامراد ہو گیا۔پس بغیر تطہیر وتزکیہ کے خالی بیعت پر تکیہ نہ کرو کیونکہ فطرت کو پاک صاف کئے بغیر (بیعت کرنے کی صورت میں) تم اُس بچی کی طرح ہو جس کی بلوغت سے پہلے شادی کر دی جائے۔تم ان لوگوں سے چشمہ معرفت طلب نہ کرو جنہیں چشمِ بصیرت عطا نہیں کی گئی۔میرے ساتھ ایسا تعلق رکھو، جیسا ایک شگوفے کا درخت سے ہوتا

مرتبة النّور إلى مرتبة الثمرة .اتقوا الله ..اتقوا الله يا ذوى الحصاة، ولا تكونوا كمن لوىٰ عِنانه إلى الشهوات، ولا تنسوا عظمة ربٍّ يرى تقلُّبكم فى جميع الحالات. وإن الله لا يحبّ إلّا قلوبا صافية، و نفوسا مطهرة، وهِممًا مُجِدّة مُشيحة. فمتى تنفَون هذا النمط تضاهئون فى عينه السَّقَطَ. فإيّاكم والكسلَ وعيشةَ الغافلين، وأَرْضُوا ربّكم قائمين أمامه وساجدين غير مستريحين، وحافِظوا على حدوده وكونوا عبادا مخلصين .وَلْيُسْرِ عنكم همُّكم بذِكرِ كريمٍ .هو مهتمّكم .وكيف يسرى الوسنُ إلى آماقكم، وليس توكُّلكم على خلاقكم عند إشفاقكم؟ اتبعوا النور ولا تؤثروا السُّرَى، وانظروا إلى وجه الله ولا تنظروا إلى الورىٰ .اشكروا حكّام الأرض ولا تنسوا حاكمكم الذى فى السماء .ولن ينفعكم ولن يضرّكم أحد إلا إذا

ہے تاکہ اس تعلق سے تم ایک کلی سے پھل کے درجے تک پہنچ جاؤ۔ اے دانشمندو! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اور اس شخص کی طرح مت بنو جس نے اپنی عِنَان نفسانی خواہشات کی جانب موڑ رکھی ہے۔ اور اپنے ربّ کی عظمت کو فراموش نہ کرو جو تمام حالات میں تمہاری حرکات وسکنات کو دیکھتا ہے۔ درحقیقت اللہ پاک دلوں، مطہّر نفوس اور مستعد پُرعزم ہمتوں کو ہی پسند فرماتا ہے۔ جب تم اس طریق کی نفی کرو گے تو اللہ کی بارگاہ میں ردّی چیز کی مانند ہو جاؤ گے۔ پس سُستی اور غافلوں کی سی زندگی سے بچو اور راحت وآرام کو تج کر کے، اپنے ربّ کے حضور قیام کی حالت میں اور سجدہ ریز ہو کر اُسے راضی کرو۔ اس کے حدود کی پاسداری کرو اور مخلص بندے بن جاؤ۔ چاہیے کہ ربِّ کریم کے ذکر سے تمہارے ہم وغم دور ہو جائیں کیونکہ وہی تمہارا غم خوار ہے۔ اور اگر خوف کے وقت تمہارا اپنے خالق خدا پر توکل نہیں تو تمہاری آنکھوں میں نیند کیسے آسکتی ہے؟ نُور کی پیروی کرو اور تاریکی میں چلنے کو مقدّم نہ رکھو۔ اللہ کے چہرے کی طرف نگاہ کرو اور مخلوق کی طرف نہ دیکھو۔ زمینی حاکموں کا شکریہ ضرور ادا کرو مگر اپنے اس حاکم کو نہ بھولو جو آسمان میں ہے۔ تمہیں ہرگز نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان

﴿۱۰۰﴾

أراد ربّكم، فلا تبعُدوا من ربّكم
يا ذوى الدهاء .ترون كيف
تُوضَع فى الخَلق السيوف،
ويتتابع الحتوف ، وترون صَولَ
القَدَرِ وتبابَ الزُّمَرِ .فعليكم أن
تأووا إلى ركن شديد، وهو الله
القوى ذو العرش المجيد .كونوا
للّه وادخلوا فى الأمان، ولا
عاصِمَ اليوم من دونه يا فتيان.ولا
تخدعوا أنفسكم بالحيل
الأرضية ، والأمر كله بيد الله
﴿۱۰۱﴾ يا ذوى الفطنة .ولا تتركوا بَونًا
بينكم وبين الحضرة، يكُنْ بَونٌ
منه وتُهلكوا بالذلة .اقطعوا
رجاء كم من غير الرحمٰن،
يرحَمْكم ويخلُقْ لكم من عنده
ما يُنجى من النّيران .أرى فى
السماء غضبًا فاتقوا يا عباد الله
غضب الربّ، وابتغوا فضلَ مَنْ
فى السماء ولا تُخلِدوا إلى الأرض
كالضبّ. بالِغوا فى الطلب،

جب تک کہ تمہارے ربّ کا ارادہ نہ ہو۔ پس اے دانشمندو! اپنے ربّ سے دوری اختیار نہ کرو۔ تم دیکھ رہے ہو کہ کس طرح مخلوق میں تلوار چلائی جا رہی ہے اور (اس کے نتیجے میں) مسلسل موتیں واقع ہو رہی ہیں۔ اسی طرح تم خود اپنی آنکھوں سے قضاء و قدر کا حملہ اور گروہ در گروہ لوگوں کی تباہی دیکھ رہے ہو۔ پس لازم ہے کہ تم مضبوط سہارے کی پناہ میں آؤ اور وہ خدائے قوی اور عرش مجید کا مالک ہے۔ اللہ کے ہو جاؤ اور امان میں آ جاؤ۔ اے جوانو! اس (خدا) کے سوا آج کوئی بچانے والا نہیں۔ زمینی حیلے بہانوں سے اپنے آپ کو فریب نہ دو۔ اے صاحبانِ دانش! ہر معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے اور حضرتِ باری تعالیٰ میں دوری نہ رکھو ورنہ اُس کی جدائی تمہاری ذلّت کی موت کا موجب ہو گی۔ خدائے رحمٰن کے غیر سے اپنی امیدیں منقطع کر لو۔ تو وہ تم پر رحم فرمائے گا اور اپنی جناب سے ایسے ایسے اسباب پیدا کرے گا جو تمہیں ہر قسم کی آگ سے نجات دیں گے۔ میں آسمان کو غضبناک دیکھتا ہوں۔ سوائے اللہ کے بندو! ربّ کریم کے غضب سے ڈرو۔ اور وہ جو آسمان میں ہے اس کا فضل تلاش کرو۔ سُوسمار کی طرح زمین کی طرف نہ جھکو۔ خوب جستجو کرو

وأَلِحُّوا فی الأَرَب، لتُنجوا من الکرب .ترون فی ھذا الزمان قومین :قوما فرّطوا وقوما أفرطوا مع العینین، وخلَطوا الحقّ بخلط الصّدق والمَین .أمّا الذین فرّطوا فھم أناس لا یؤمنون بالمعجزات، ولا یؤمنون بالوحی الذی ینزل بزیّ الکلام اللذیذ من ربّ السماوات .ولا یؤمنون بالحشر والنشر ویوم القیامة،ولا یؤمنون بالملائکة .ونحَتوا من عندھم قانون القدرة وصحیفة الفطرة ، ولیس عندھم من الإسلام إلا اسمه، ولا نراھم إلا کالدھریة والطبیعیة .وأما الذین أفرطوا فھم قوم آمنوا بالحق وغیر الحق وجاوزوا طریق الاعتدال، حتی إنھم أقعدوا ابن مریم علی السماء الثانیة بجسمه العنصری من غیر سلطان من الله ذی الجلال، واتّبعوا الظنون

اور حصولِ مقصد کے لیے انتھک کوشش کرو۔ تا کہ بے قراری سے نجات پاؤ۔ اس زمانہ میں تم دو قومیں دیکھتے ہو آنکھیں رکھتے ہوئے بھی ایک قوم تفریط اور دوسری افراط کی شکار ہے اور انہوں نے سچائی اور جھوٹ کے اختلاط سے حق کو خَلط مَلط کر دیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے تفریط اختیار کی وہ ایسے لوگ ہیں جو معجزات کو نہیں مانتے اور نہ ہی وہ اس وحی کو مانتے ہیں جو آسمانوں کے رب کی طرف سے ایک لذیذ کلام کی صورت میں نازل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی وہ حشر نشر اور روزِ قیامت کو مانتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ فرشتوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے اور انہوں نے از خود قانونِ قدرت اور صحیفۂ فطرت کو تراش لیا ہے۔ اور اُن کے پاس اسلام کے نام کے سوا کچھ نہیں۔ ہم انہیں صرف دھریوں اور نیچریوں کی طرح پاتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے افراط سے کام لیا تو وہ ایسے لوگ ہیں جو حق اور ناحق دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے اس حد تک اعتدال کی راہ سے تجاوز کیا ہے کہ انہوں نے ابن مریم کو خاکی جسم کے ساتھ اللہ ذوالجلال کی طرف سے بغیر کسی دلیل کے دوسرے آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ اور انہوں نے ظنّی باتوں کی پیروی کی۔ ان کے پاس یقینی علم

﴿۱۰۲﴾

وليس عندهم علم وإنْ هم إلّا في الضلال .فهذان حزبان خرج كلاهما من العدل والحزم والاحتياط، وأخذ أحدهما طريق التفريط والآخر طريق الإفراط. ثم جاء الله بنا فهدانا الطريق الوسط الذى هو أبعد من سبل الخنّاس، فنحن أُمّةٌ وسطٌ أُخرجتْ للنّاس .والزمان يتكلّم بحاله، أن هذا هو المذهب الذى جاء وقتُ إقباله .وترون بأعينكم كيف جذَبْنا الزمان، وكيف فتَحْنا القلوب ولا سيفَ ولا سنانَ .أهذه من قوى الإنسان؟ بل جذبةٌ من السماء فينجذب كل من له العينان. يمسى أحد منكرا ويصبح وهو من أهل الإيمان .أهذه من قوى الإنسان؟ شهد القمرانِ بالكسوف فى رمضان .أهذه من قوى الإنسان؟ وكنت وحيدا، فقيل سيُجمع عليك فوج من الأعوان، فكان

نہیں ہے اور وہ سراسر گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اس لئے یہ دونوں گروہ عدل وانصاف اور حزم واحتیاط سے باہر نکل گئے۔ اور ان میں سے ایک گروہ نے تفریط کا راستہ اختیار کیا اور دوسرے نے افراط کا۔ پھر اللہ ہمیں لے آیا۔ اور اس نے ہمیں ایسی معتدل راہ پر چلایا جو شیطان خنّاس کی راہوں سے بہت دور ہے۔ سو ہم وہ اعلیٰ درجہ کی امّت ہیں جو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ زمانہ بزبانِ حال پکار رہا ہے کہ یہ وہ مذہب ہے جس کی شوکت کا وقت آ گیا ہے۔ اور تم بچشمِ خود دیکھ رہے ہو کہ ہم نے کس طرح زمانہ کو اپنی طرف کھینچا ہے۔ اور کس طرح سیف وسِنَان کے بغیر ہی دلوں کو فتح کیا ہے۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ آسمانی کشش ہے جس کے نتیجہ میں ہر وہ شخص کھنچا چلا آتا ہے جو دو کھلی آنکھیں رکھتا ہے۔ ایک شخص شام کو منکر ہوتا ہے اور صبح وہ اس طرح کرتا ہے کہ اہل ایمان میں سے ہوتا ہے۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ چاند اور سورج نے ماہِ رمضان میں گرہن سے گواہی دی۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ اور میں اکیلا تھا تو (مجھے) یہ بتایا گیا کہ بہت جلد مددگاروں کی ایک فوج کو تیرے گرد جمع کیا

كما قال الرحمٰن .أهذه من قوى الإنسان؟ وَ سعى العدا كل السعى ليُجيحونى من البنيان، فعلَونا وزدنا ورجعوا بالخيبة والخسران .أهذه من قوى الإنسان؟ ومكر العدا كل مكر لِأُحْبَسَ أو أُقْتَلَ ويخلو لهم الميدان، فما كان مآل أمرهم إلا الخذلان والحرمان .أهذه من قوى الإنسان؟ ونصرنى ربى فى كل موطن وأخزى أهل العدوان .أهذه من قوى الإنسان؟وبشّرنى ربّى بالامتنان، وقال: " يأتيك مِن كلِّ فَجٍّ عميقٍ "، وأنا إذ ذاك غريب فى زوايا الخمول والكتمان .فوُضع لى القبول بعد طويل من الزمان، وأتانى الأموال والتحائف من الديار البعيدة وشاسعة البلدان. فمُلئت دارى منها كثمار كثيرة علٰى أغصان البستان .

جائے گا۔ پھر جیسے خدائے رحمٰن نے فرمایا تھا ویسے
ہی ہوا۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ اور ﴿۱۰۳﴾
دشمنوں نے پوری کوشش کی کہ وہ میری بیخ کنی کریں لیکن ہم غالب رہے اور بڑھ رہے ہیں جبکہ ناکامی اور نامرادی ان کا انجام ٹھہری۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ دشمنوں نے ہر طرح کی تدبیر کی کہ مجھے قید میں ڈالا جائے یا مجھے قتل کیا جائے اور اس طرح ان کے لیے میدان خالی ہو جائے۔ مگر ان کے ہر امر کا انجام رسوائی اور محرومی کے سوا کچھ نہ ہوا۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ اور میرے ربّ نے میری ہر میدان میں مدد فرمائی اور دشمنوں کو ذلیل و رسوا کیا۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ میرے ربّ نے از راہِ احسان مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز کے علاقوں سے اموال و تحائف آئیں گے اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب میں غریب مستور الحال اور گوشہء گمنامی میں تھا۔ مگر کچھ لمبی مدت کے بعد (اللہ نے) میرے لئے قبولیت پیدا فرمائی اور میرے پاس اموال اور تحائف دور دراز ملکوں اور دور افتادہ علاقوں سے آنے لگے۔ پس اُن سے میرا گھر اِس طرح بھر گیا جیسے باغ کی شاخوں پر کثرت سے پھل لدا ہو۔

وو الله لا أستطيع أن أحصيها ولا
يطيق وزنها ميزانُ البيان .وتمّتْ
كـلـمة ربّى صدقاوحقا، ويعرف
هـذا الـنبأ ألـوف مـن الـرجـال
والـنسـاء والصبيـان .أهٰـذه من
قـوى الإنسـان؟وخـاطبنـى ربّـى
وقـال : ”يـأتـون مِـن كـل فـجٍّ
عـميـقٍ، فلا تُصعِّرْ لِخَلْقِ الله ولا ﴿۱۰۴﴾
تَسْأَمْ من كثرة الـلقيان“. وأنا إذ
ذاك كنت كسَقَطٍ لا يُذكَر ولا
يُعـرَف وكشـيءٍ لا يُعبَأ بـه فى
الإخوان .فـأتٰـى عـلـىّ زمان بعد
ذالك أن أتـانى خَلق الله أفواجا
وأطـاعـونـى كـغلمان، ولولا أمر
ربّى لسئِمت من كثرة اللقيان.أهذه
مـن قـوى الإنسـان؟ وإنــه آتانى
كـلـمـاتٍ أُفصِحتُ من لدنه فما
كـان لأحـد مـن الـعدا أن يـأتـى
بمثلها، وسلب منهم قوة البيان.

بخدا مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں اُن کا شمار کرسکوں
اور نہ میرے بیان کا پیمانہ ان کے وزن کی مقدرت
رکھتا ہے۔ میرے ربّ کی یہ بشارت کامل صداقت
اور حقّانیت کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کو
ہزاروں مرد و زن اور بچے خوب جانتے ہیں۔ کیا یہ
کسی انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ (ہرگز نہیں)
نیز میرے ربّ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے
فرمایا کہ اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں
گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں
گی۔ پس چاہیے کہ تو مخلوقِ الٰہی کے ملنے کے وقت
چیں بر جبیں نہ ہو، اور چاہیئے کہ تو کثرتِ ملاقات
سے تھک نہ جائے۔ اور میں اس زمانہ میں ایک
ایسی ناکارہ شے کی طرح تھا جو قابلِ ذکر نہ ہو اور
جسے کوئی نہ جانتا تھا اور ایسا ناچیز تھا جس کی دوستوں
میں کوئی قدر نہ تھی۔ پھر اس کے بعد مجھ پر وہ زمانہ آیا
کہ مخلوقِ خدا فوج در فوج میرے پاس آنے لگی اور
انہوں نے غلاموں کی طرح میری اطاعت
کی۔ اگر میرے ربّ کا حکم نہ ہوتا تو میں کثرتِ
ملاقات سے اُکتا جاتا۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس
میں ہے؟ نیز اللہ نے مجھے وہ کلمات عطا کئے جنہیں
خود اس نے فصاحت بخشی۔ پس کسی دشمن کی مجال
نہیں کہ وہ ان کلمات جیسا فصیح کلام پیش کر سکے

أهذه من قوى الإنسان؟ ودُعيتُ لأُبَاهِلَ بعض الأعداء فإذا تعاطَينا كأسَ الدعاء، واقتدحنا زِنادَ المباهلة فى العَراء، ألحَقَ الله بنا بعده عساكرَ من أهل العقل والعرفان، وفتح علينا أبواب النَّعماء من الرحمٰن، وزاد أعزّة جماعتنا إلى مائة ألف بل صاروا قريبًا من ضعفها إلى هذا الأوان، وكانوا إذ ذاك أربعين نفرًا إذ خرجنا إلى أهل العدوان. وردَّ الله عدُوّى المباهِلَ كل يوم إلى الخمول والخذلان. أهذه من قوى الإنسان؟ فَالآن يا إخوانى الذين تحلَّوا بالفَهْمِ وتخلَّوا من الوهم، اشكروا المنان، فإنّكم وجدتم الحق والعرفان، وتبوء تم مقام الأمان، وكونوا شهداء لى عند أبناء الزمان. ألستم شاهدين على

اوران دشمنوں سے قوت بیان سلب کر لی گئی۔ کیا یہ انسانی طاقت کے بس میں ہے؟ (ہرگز نہیں) مجھے بعض دشمنوں سے مباہلہ کی دعوت دی گئی پھر جب ہم نے ایک دوسرے کے مقابلہ پر جامِ دعا ہاتھ میں لیا اور اس میدان میں مباہلہ کے چقماق کو رگڑا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اہلِ عقل و عرفان میں سے لشکر کے لشکر ہمارے ساتھ ملا دیئے۔ اور خدائے رحمٰن کی جناب سے ہم پر نعمتوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور ہماری جماعت کے معززین کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ گئی بلکہ اب تک وہ قریباً اس تعداد سے دوگنے ہو چکے ہیں۔ حالانکہ جب ہم دشمنوں کے مقابلہ پر نکلے تھے تب (ہماری جماعت کی) تعداد چالیس تھی۔ اللہ نے میرے ساتھ مباہلہ کرنے والے دشمن کو دن بدن گمنامی اور رُسوائی کی طرف دھکیل دیا۔ کیا یہ انسانی ﴿۱۰۵﴾ طاقت کے بس میں ہے؟ سو اب اے میرے وہ بھائیو! جو فہم سے آراستہ اور وہم سے آزاد ہو، اپنے خدائے منّان کا شکر ادا کرو۔ کیونکہ تم نے حق و عرفان کو پا لیا ہے اور محفوظ جگہ پر تم متمکن ہوئے۔ اور تم ابنائے زمانہ کے سامنے میرے حق میں گواہ بن جاؤ۔ (بتاؤ) کیا تم میرے نشانوں کے

آیـاتی، أم لکم شبهة فی الجنان؟ وأیّ رجل منکم ما رأی آیة منّی، فـأجیبـوا یـا فتیان؟ وإنّی أُعطیتُ مـعــارف مـن ربّـی، ثـم علّمتکم وصـقَـلـت بها الأذهان، وما کان لـکـم بـحلِّ تلك العُقَدِ یَدانِ .و والـلّـه إنّـی امـرء أنطَقنی الهُدٰی، ونــطَّــق ظهـری وحیٌ یُـوحـیٰ، فـوجــدتُ الـراحة فـی التعب والـجـنة فـی الـلّـظٰی، فـمَن آثر الـمـوت فَسَیُـحْیٰی .فـلا تبیـعوا حیـاتکم بثمنٍ بخسٍ، ولا تنبذوا مــن الــکفّ خــلاصةَ نَضٍّ، ولا تـکـونـوا مـن الـذیـن علی الدّنیا یتـمـایـلون، ولا تموتوا إلا وأنتم مسلمون .إنـی اختـرت لِلّٰه موتًا فـاختاروا له وَصَبًا، وإنی قبلت له ذبـحًـا فاقبلوا له نصبًا .واعلموا أنــکــم تُــفـلـحـون بـالـصـدق والإخلاص والاتقاء ، لا بالأقوال

گواہ نہیں ؟ یا تمہارے دلوں میں ابھی کوئی شُبہ ہے؟ تم میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے مجھ سے کوئی نشان نہیں دیکھا؟ سوائے جوانو! جواب دو۔ مجھے میرے رب کی جناب سے معارف عطا کئے گئے ۔ پھر میں نے تمہیں سکھائے اور ان (معارف) کے ذریعہ تمہارے ذہنوں کو صَیقل کیا۔ جبکہ ان عقدوں کو حَل کرنے کی تم میں طاقت نہ تھی۔ بخدا میں وہ جواں مرد ہوں جسے ہدایتِ خداوندی نے قوت گویائی بخشی اور وحی الٰہی نے میری پشت کو مضبوط کیا جس کے نتیجے میں مَیں نے تکان میں راحت اور دوزخ میں جنت پائی۔ پس جس نے موت کو اختیار کیا تو اُسے ہی زندگی دی جائے گی۔ اس لئے اپنی زندگی کو سستے داموں مت بیچو۔ اور نہ ہی اپنے ہاتھوں سے خالص نقدی پھینکو۔ اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو دنیا کی طرف مائل ہوتے ہیں پس تم نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ مَیں نے اللہ کی خاطر موت کو اختیار کیا ۔ پس تم بھی اس کی خاطر دکھ اختیار کرو۔ میں نے اس کی خاطر ذبح ہونا قبول کیا پس تم اس کے لئے تکلیف کو قبول کرو۔ اے عقلمندو! جان لو کہ تمہیں صرف صدق، اخلاص اور تقویٰ کے ذریعے ہی کامیابی و کامرانی عطا کی جائے گی نہ کہ

فـقـط يـا ذوى الـدهـاء .وإنّ الـفـلاح منوّطٌ بِـمُـقُـوطـكم كلّ الـمناط، ولن تدخلوا الجنة حتى تـلِـجـوا فـي سَـمِّ الـخِـيـاط . فـامتحِـضـوا حَزْمَكم لـلتقـاة، واختبِطوا لإرضاء ربّكم فى زوايا الـحـجـرات والفلوات .اقـضـوا غـريـمَـكـم الـدَّينَ لئلّا تُسجنوا، وأدُّوا الـفـرائـض لـئـلّا تُـسـألوا، واستَقْرُوا الحقائق لئلّا تُخطِئُوا، ولا تَـزْدروا لـئـلا تُـزْدَرُوْا، ولا تُشـدِّدوا لئلّا تُشَدَّدُوْا، وارحموا يـا عـبـاد الـلـه تُـرحَموا، وكونوا أنـصـار الـلـه وبـادِروا .إن الـلـه مَـلَكَ كُثْـرَكـم وقُـلَّـكـم وأعراضَكم ونُفُوسَكم بعد البَيْعَة وآتـاكـم بـه رضوانه، فاثبُتوا على هـذه المبايعة لتُغمَروا بالنُّحلان، وتُـدخـلـوا فـى الخُلّان .ارُهفوا همَمَكم لتكميل الدين، واجعلوا لأنفسكم مِيسم الشبّان ولو كنتم مشائـخ فانين .اذكروا موتكم يا فتيان، ولا تمِيسوا كالنشوان .

محض قیل و قال سے۔ بے شک کامیابی کا کلیتًا انحصار اپنے آپ کو گداز کرنے پر ہے۔ اور تم جنت ﴿۱۰۶﴾ میں ہرگز داخل نہ ہوسکو گے جب تک تم سوئی کے ناکے میں سے نہ گزرو۔ پس اپنی عقل و دانش کو محض تقویٰ کے لئے خالص کرو۔ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے حجروں کے گوشوں اور بیابانوں میں ہاتھ پاؤں مارو۔ اپنے قرض خواہ کو قرض ادا کروتا کہ تم قید میں نہ ڈالے جاؤ۔ اور اپنے فرائض ادا کروتا تم سے باز پُرس نہ کی جائے۔ حقائق کی جستجو کروتا غلطی نہ کرو، عیب چینی نہ کروتا تمہاری عیب چینی نہ کی جائے، سختی نہ کروتا تم پر سختی نہ کی جائے۔ اے اللہ کے بندو! رحم کروتا تم پر رحم کیا جائے۔ اللہ کے مددگار بن جاؤ اور اس کی طرف تیزی سے لپکو۔ بیعت کے بعد اللہ تمہارے کثیر اور تمہارے قلیل مالوں، تمہاری عزت و آبرو اور تمہاری جانوں کا مالک ہو چکا اور اس کے بدلہ میں اُس نے تمہیں اپنی رضا عطا کی۔ پس اس سودے پر ثابت قدم رہو تا تم عنایات و نوازشات سے ڈھانپ دیئے جاؤ اور دلی دوستوں میں داخل کئے جاؤ۔ تکمیل دین کے لئے اپنی ہمتوں کو تیز کرو اور اگر پیرِ فرتوت بھی ہو تو پھر بھی جوانوں جیسی اپنی شکل بناؤ۔ اے جوانو! اپنی موت کو یاد رکھو اور بدمستوں

تـرون الـنـاس جـعلوا مقصودهم فـي كل أمر نشبًا، وإن لم يحصل فيـحسبـون الـدّ ين نصبًا. وفي الـديـن لا يـعـضُـد هـمـمَهـم إلا الأهـواءُ، فيـقبَـلون بشرطها وإلا فـالإبـاء .ولا يبـالـون مَـقـاحِمَ الأخـطـار، ولا مخاوفَ الأقطار . لا يـعـلـمّـو ن أى شـىء يـدفع مـا ﴿۱۰۷﴾
أصـابهـم، ويـنـفـى الحذَرَ الذى نابهم .أسلموا للدنيا وملئوا منها قـلـوبهـم، فيَـعْدُون إليها وتحدُو الأهـواءُ ركوبَهم .أيهـا الـنـاس قد عـاث الـطاعون فى بلادكم، وما رأى مثـلَ صـولِــه أحــدٌ مــن أجدادكم .وتـعلمون أن دُودَه لا تَهـلِكُ إلا فى صميم البرد أو فى صـمـيـم الـحرّ، فاختاروا كليهما تُـعـصَـمـوا من الضرِّ. ولا نـعـنـى بـالـبـر د إلّا تـبـريـد الـنـفـس من الجذبات، والانقطاع إلى الحضرة

کی طرح جھومتے ہوئے نہ چلو۔تم دیکھ رہے ہو کہ لوگوں نے ہر معاملہ میں دولت کو ہی اپنا مقصود بنا رکھا ہے اور اگر وہ نہ ملے تو وہ دین کو ایک مصیبت سمجھتے ہیں۔دین میں صرف نفسانی خواہشات ہی ان کی ہمتیں باندھتی ہیں پس وہ ان خواہشات کی شرط پر دین کو قبول کرتے ہیں ورنہ انکار کر دیتے ہیں (اس لالچ میں)وہ ہلاکت گاہوں اور سنگین خطرات اور خوفناک مقامات کی پرواہ نہیں کرتے انہیں معلوم نہیں کہ وہ کونسی چیز ہے جوان کی مصیبت اور ان کے اس خوف کو جو انہیں لاحق ہے دور کرے۔وہ دنیا کے ہی مطیع ہو گئے ہیں۔اور اپنے دلوں کو اسی سے بھرلیا ہے۔جس کی وجہ سے وہ اس کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں اور خواہشات ان کی سواریوں کو دوڑاتی ہیں ۔اے لوگو! طاعون نے تمہارے شہروں میں تہلکہ مچایا ہوا ہے اور اس کا حملہ ایسا شدید ہے کہ جس کی نظیر تمہارے آباؤ اجداد میں سے کسی نے نہیں دیکھی۔اور تم جانتے ہو کہ طاعون کے کیڑے صرف شدید سردی یا شدید گرمی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں۔اس لئے ان دونوں (حالتوں) کو اپناؤ تا کہ تم ضرر سے بچائے جاؤ۔اور سردی سے ہماری مراد محض جذبات سے نفس کو ٹھنڈا کرنا ،حضرت احدّیت کی طرف انقطاع ،

والإقبال عليه بالتضرعات، ولا نعني بالحرّ إلّا النهوض للخدمات، وترْك التواني ورَفْض الكسل بحرارة هي من خواصّ الخوف والتقاة، ومن لوازم الصدق عند ابتغاء المرضاة. فإن شَتَوتم فقد نجوتم، وإن اصطَفْتم فما هلكتم وما تَلفتم. أيها الإخوان.. إن متاع التقوىٰ قد بارَ، وولّتْ حُماتُه الأدبار، وخرج الإيمان من القلوب، وملئت النفوس من الذنوب. فاسعوا لهٰذا الأرب وجَلْبِه، وانطلِقوا مُجِدِّين في طلبه، لتنجوا من طاعون متطائرٍ بشرّره، الذي يفرّق بين الأخيار والأشرار. واعلموا أن الأرض زُلزلت مرتين زلزالا شديدا: الأولٰى لمّا تُرك ابن مريم وحيدًا، والثانية حين رُدِدْتُ طريدًا. فلا تنُوموا عند هٰذه الزلزلة، وتَبصَّروا وتيقَّظوا وبادِروا إلى ابتغاء مرضاة الحضرة. وآخر ما نخبركم به

اور اس کی بارگاہ میں تضرعات کے ساتھ حاضر ہونا ہے۔ اور حرارت سے ہماری مراد خدمات کے لئے مستعد ہونا، سُستی کو ترک کرنا اور کسل کو ایسی حرارت کے ذریعے چھوڑنا ہے جو خدا خوفی اور تقویٰ کے خواص نیز رضا جوئی کے وقت صدق کے لوازم میں سے ہے۔ اگر تم نے اس سردی کو پالیا تو سمجھو کہ تم نجات پا گئے۔ اور اگر تم نے وہ گرمی حاصل کر لی تو یقیناً تم ہلاکت اور تلف ہونے سے بچ گئے۔ اے بھائیو! بے شک تقویٰ کی متاع برباد ہو چکی ہے اور اس کے حامی پیٹھ پھیر چکے ہیں اور ایمان دلوں سے نکل گیا ہے اور نفوس گناہوں سے پُر ہو گئے ہیں۔ سو چاہیے کہ اس مقصد اور اس کے حصول کے لئے پوری کوشش کرو اور اس کی طلب میں سنجیدگی کے ساتھ لگ جاؤ تا کہ اُس طاعون سے تم نجات پاؤ جس کی چنگاریاں اڑ رہی ہیں اور جو نیکوں اور بدوں میں تمیز کر رہا ہے۔ ﴿۱۰۸﴾ جان لو! کہ زمین دو دفعہ پوری طرح سے ہلائی گئی۔ پہلی مرتبہ اُس وقت جب ابن مریم کو تنہا چھوڑ دیا گیا تھا اور دوسری مرتبہ اس وقت جب مجھے دھتکار کر ردّ کر دیا گیا پس اس زلزلے کے موقع پر سوئے نہ رہو اور آنکھیں کھولو اور بیدار ہو جاؤ۔ اور حضرتِ ربّ العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جلدی کرو۔

یا فتیان، هی کلمات مبشّرة من الرحمٰن. خاطبنی ربّی وبشّرنی ببشارة عظمٰی، وقال "یأتی علیك زمن کمثل زمن موسٰی. إنه کریم، تمشّی أمامك وعادٰی لك من عادٰی. یعصمك الله من العدا، ویسطو بکل من سطا. یبدی لك الرحمٰن شیئًا. بشارة تلقّاها النبیون. إن وعد الله أتٰی، ورکل ورکا، فطوبٰی لمن وجد ورأی. قُتِلَ خیبةً وزِیدَ هیبةً☆ ثم فی یوم من الأیام، أُرِیتُ قرطاسا من ربّی العلّام، وإذا نظرت فوجدت عنوانه بَقِیّة الطّاعُوْن ـ وعلی ظهره إعلان منّی کأنّی أشعتُ من

اے جوانو! آخری بات جو ہم تمہیں بتانا چاہتے ہیں وہ کلمات ہیں جن کی بشارت خدائے رحمٰن کی طرف سے دی گئی ہے۔ میرے رب نے مجھے مخاطب فرمایا اور ایک عظیم الشان بشارت دی اور فرمایا: ”تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جو موسیٰ کے زمانے کی طرح ہوگا۔ وہ کریم ہے تیرے آگے آگے چلتا ہے اور تیری خاطر اس شخص کا دشمن بن جاتا ہے جو تیرے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور ٹوٹ کر پڑے گا اُس شخص پر جو تجھ پر اُچھلا۔ خدا ایک کرشمۂ قدرت تیرے لئے ظاہر کرے گا۔ یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے۔ خدا کا وعدہ آ گیا اور ایک پَیر اُس نے زمین پر مارا اور خَلل کی اصلاح کی۔ پس مبارک ہے وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ وہ ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا☆۔ پھر ایک دن خدائے علیم کی طرف سے مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا اور جب میں نے اُس پر نگاہ ڈالی تو میں نے اس پر **بـقـیّة الـطـاعون** کا عنوان لکھا ہوا پایا اور اس کی پُشت پر میری طرف سے ایک اعلان رقم

☆ اس الہام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ السلام فرماتے ہیں کہ: ”وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جب کہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے“۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵ حاشیہ) (الناشر)

عندی واقعة ذالك الـمنون.

ترجمة ما كتبنا إلى ثناء الله الأمرتسری ،

إذ جاء قاديان وطلب رفع الشبهات بعطش فرىّ، وكان هٰذا عاشر شوّال سنة ۱۳۲۰ھ إذ جاء هٰذا الدّجّال

بـلغنی مكتوبك، وظهر مطلوبك. إنك استـدعيتَ أن أزيل شبهاتك التی صُلتَ بهـا عـلـى بعض أنبائی الغيبيّة .فـاعـلـم أنك إن كنت جئتنی بـصحّة النيّة، وليس فی قلبك شیء من الـمفسدة فلك أن تقبل بعض شروطی قبل هـذا الاستفسار، ولا تخرج منها بـل تثبت عـليها كالأخيار .وإن كـنـت لا تـقبـل تلك الشرائط فدَعْنی وامْضِ علٰى وجهك، وخُـذْ سبيـلَ رَجْعِك .فـمـن الشـروط أن لا تبـاحثنـی كالمباحثين، بل اكتُبْ ما حاك

ہے۔ گویا میں نے اپنی طرف سے ان اموات کا واقعہ شائع کیا ہے۔

ثناء اللہ امرتسری کی طرف ہمارے محررہ مکتوب کا ترجمہ ﴿۱۰۹﴾

جب وہ قادیان آیا اور مصنوعی تشنگی کے ساتھ اپنے شبہات کا ازالہ چاہا۔ وہ شوال ۱۳۲۰ھ کی دسویں تاریخ تھی جب یہ دجّال (قادیان) آیا۔

مجھے تمہارا مکتوب ملا۔ اور تمہارے مقصد سے آگاہی ہوئی۔ تم نے استدعا کی ہے کہ میں تمہارے ان شبہات کا ازالہ کروں جن سے تم نے میری بعض پیشگوئیوں پر حملہ کیا ہے سو جان لے کہ اگر تم میرے پاس صحت نیّت کے ساتھ آئے ہو اور تمہارے دل میں فساد کا کوئی خیال نہیں تو تم پر یہ لازم ہے کہ اس استفسار سے پہلے میری بعض شرائط کو قبول کرو۔ اور ان سے تجاوز نہ کرو بلکہ نیکو کاروں کی طرح ان پر قائم ہو جاؤ۔ اگر تمہیں یہ شرائط قبول نہیں تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ اپنی ڈگر پر چلو ﴿۱۱۰﴾
اور اپنی واپسی کی راہ لو۔ منجملہ ان شرائط کے ایک یہ ہے کہ تم میرے ساتھ مباحثہ کرنے والوں کی طرح بحث نہیں کرو گے۔ بلکہ ہر شبہ جو تمہارے دل

فـی صـدرك ثـم ادفَعْ إلـیّ مـا كتبتَ كـالـمسترشدين، وليكُنْ كتـابك سـطـرا أو سـطرين ولا تـزد عـلیـه كـالـمتخاصمين .ثم عـلینـا أن نجيبك ببيان مفصل وإن كان إلٰی ثلاث ساعات .فإن بـقـی فـی قـلبك شـیء بـعـد السـمـاع، ورأيتَ فيه من شناعة، فـلـك أن تـكـتب الشبهة البـاقية كـمثل مـا كتبـت فـی الـمـرتبة الأولٰـی، وهـلـمّ جرّا، حتّی تجلو الـحق وتجد السكينة، ويتبين ما كـان عليك يخفٰی . ومـا فعلتُ ذالك لتسكيتك وتبكيتك ولا لـحيـلة أخرٰی، بل إنی عاهدت الله تـعالٰی بِحلفةٍ لا تُنسٰی، أن لا أباحث أحـدا مـن كـرام كـان أو لئام، بعد كتابی "أنجام".فـلا أريد أن أنكث عهـدی الأجـلٰـی، وأعـصـی ربّـی الأعلٰی .وقد قرأتَ كتابی فتقبَّلُ

میں خلش پیدا کرے اس کو لکھو اور طالبان ہدایت کی طرح اپنے اُس تحریری شبہ کو میرے سامنے لاؤ۔اور تمہاری وہ تحریر سطر دو سطر ہو۔اور جھگڑا کرنے والوں کی مانند اس سے زائد نہ لکھو۔پھر یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم تمہیں تفصیلی بیان کے ساتھ جواب دیں خواہ یہ بیان تین گھنٹے تک چلے۔اگر جواب سننے کے بعد بھی تمہارے دل میں کوئی شبہ باقی رہے اور تمہیں میرے جواب میں کوئی قباحت نظر آ رہی ہو تو تمہیں اختیار ہوگا کہ اپنے باقی ماندہ شبہ کو بھی پہلی دفعہ کی تحریر کی طرح لکھ دو۔اور اس طرح یہ سلسلہ یونہی جاری رہے تا آنکہ حق کھل کر سامنے آ جائے اور تمہاری تسلی ہو جائے اور وہ امر جو تم پر مخفی تھا وہ کھل جائے۔اور یہ طریق میں نے تمہیں ساکت و لاجواب کرنے یا کسی اور حیلے بہانے کے لئے اختیار نہیں کیا۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے حلفاً یہ عہد باندھا ہے جو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اور وہ یہ کہ میں اپنی کتاب انجام آتھم کے بعد کسی معزز یا رذیل کے ساتھ مباحثہ نہیں کروں گا۔اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اپنے اس واضح عہد کو توڑ دوں اور اپنے بزرگ و برتر رب کی نافرمانی کروں۔تم میری کتاب (انجام آتھم) کو پڑھ چکے ہو پس اگر تم اہلِ تقویٰ

عذری، واسلُكْ وفق شرطی،
إن كنت من أهل التقوىٰ وأُولی
النُّهٰی. وكتبتَ فی رقعتك أن
طلب الحق استخرجك من
كِناسك، وَرَحّلك عن أُناسك.
فإن كان هذا هو الحق فلِمَ تعاف
طريقا يعصمنی من نكث العهد
ونقض الوعد، وفيه تُؤدةٌ وبُعدٌ
من خطرات الوَبَدِ، علی أنه هو
أقرب بالأمن فی هذا الزّمن. فإن
النزاع يزيد ويشتعل عند
المقابلة بالمطالبة، وينجرّ الأمر
من المباحثة إلی المجادلة، ومن
المجادلة إلی الحكّام، ومن
الحكّام إلی الأَثام. فمن فطنة
المرء أن يجتنب طرق الأخطار،
ولا يسعٰی متعمّدًا إلی النار. وأی
حرج عليك فی هذا الطريق
الذی اخترتُه؟ وأی ظلم
يصيبك من النهج الذی آثرتُه؟
وإنی ما عُقتُك مِن عرضِ
الشبهات، ولا من رمی سهام
الاعتراضات، بيد أنی اخترتُ
طريقا هو خير لی وخير لك لو

اور عقل مندوں میں سے ہو تو میرے عذر کو قبول کرو
اور میری (مذکورہ) شرط کے مطابق چلو۔ تم نے
اپنے رقعہ میں لکھا ہے کہ حق کی تلاش نے تمہیں
اپنے گھر سے باہر نکالا ہے اور اسی طلبِ حق نے ﴿۱۱۱﴾
تمہیں اپنے عزیزوں کو چھوڑ کر سفر پر آمادہ کیا ہے۔
اگر یہ بات سچ ہے تو پھر تم کیوں اس طریق کو ناپسند
کرتے ہو جو مجھے عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے بچاتا
ہے حالانکہ اس میں متانت بھی ہے اور تلخی کے
خطرات سے بچاؤ بھی ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ
زمانہ میں یہ امن کے قریب تر ہے۔ کیونکہ مقابلے
کے وقت دلیل کے مطالبے سے جھگڑا بڑھ جاتا
ہے اور بھڑک اٹھتا ہے اور معاملہ بحث مباحثہ سے
جھگڑے تک جا پہنچتا ہے۔ اور پھر جھگڑے سے
حُکّام تک جا پہنچتا ہے اور حُکّام سے سزا تک پہنچتا
ہے لہٰذا انسان کی دانشمندی کا یہ تقاضا ہے کہ وہ
پُرخطر راہوں سے مجتنب رہے۔ اور جانتے
بوجھتے آگ کی طرف نہ بھاگے۔ جو طریق میں
نے اختیار کیا ہے اس میں تمہارا کیا حرج ہے؟ اور
جس راہ کو میں نے ترجیح دی ہے اُس سے تجھے کیا
نقصان ہوگا؟ میں نے تمہیں شبہات پیش کرنے
سے اور اعتراضات کے تیر چلانے سے نہیں روکا۔
البتہ میں نے ایسی راہ اختیار کی ہے جو میرے لئے

كنت من العاقلين .ولا مانع لك
أن تكتب مائة مرة إن كنت من
المرتابين، وإنما اشترطت لك
الإيجاز في الترقيم لئلا نقع في
بحث نتحاماه خوفا من
الحسيب العليم .ثم من
الواجبات أن لا تعترض علينا إلا
اعتراضًا واحدًا من
الاعتراضات، وشبهة من ﴿۱۱۲﴾
الشبهات .ثم إذا أدّينا فريضة
الجواب بالاستيعاب، فعليك
أن تعرض شبهة أخرى وهٰذا هو
أقرب إلى الصواب .فإن كنتَ
خرجت من بلدتك على قدم
السداد، وليس في قلبك نوع
من الفساد، فلا يشقّ عليك ما
كتبنا إليك وتقبَله كعَدْلٍ فارغٍ
من الحقد والعناد .وإن كنت
تظن أن هذا الطريق لا يُظفِرك
بمرادك، فأيقن أنك تريد
هناك بعض فسادك،
وكذالك ظهرت الآثار، وعلِم

اورتمہارے لئے بہتر ہے۔کاش تم عقلمندوں میں سے ہوتے ۔تمہارے لئے کوئی روک نہیں ، اگر شک کی صورت میں تم سومرتبہ بھی (اپنے شبہات) لکھ کر بھیجو۔اختصار کے ساتھ لکھنے کی شرط مَیں نے تمہارے لئے صرف اس لئے لگائی ہے کہ ہم کسی ایسی بحث میں نہ پڑ جائیں جس سے ہم علیم و حسیب خدا کے خوف کی وجہ سے اجتناب کررہے ہیں۔پھر ایک ضروری شرط یہ ہے کہ تم اپنے اعتراضات میں سے ایک اعتراض اور اپنے شبہات میں سے ایک شبہ ہمارے سامنے پیش کرو۔ پھر جب ہم بالا ستیعاب اس اعتراض اور شبہ کے جواب کا فریضہ ادا کر چکیں ۔تب تمہیں چاہیے کہ دوسرا اعتراض اور شبہ پیش کرو۔اور یہی طریق زیادہ مناسب ہے۔اگرتم راست روی کے ساتھ اپنے شہر سے آئے ہواورتمہارے دل میں کسی قسم کا فسادنہیں توتم پر ہماری وہ تحریر جو ہم نے تمہیں لکھ بھیجی ہے گراں نہیں ہوگی۔اورتم اسے ایک ایسے عادل کی طرح قبول کرلو گے جو کینے اور عناد سے خالی ہوتا ہے۔اور اگرتم سمجھتے ہو کہ یہ طریق تمہیں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں کرے گا تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ تو یہاں کچھ فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔اوراس طرح کے آثار ظاہر بھی ہو چکے

الأخيار. فإنّي لمّا أوصلتُ عزمي إلى أذنيك، تراكمت الظلمة على عينيك، وغشيك من الغمّ ما غشى فرعون من اليمّ، وآلتْ حالتك إلى سلب الحواس، وجعلك الله فى الأخسرين فى هذا البأس. ثم امتدّ منك اللجاج لترك الحياء، لننكث عهد حضرة الكبرياء. فالعجب كل العجب! أأنت إنسان أو من العجماوات؟ فإنك ترغّبني فى نقض العهد يا ذا الجهلات. وقد علِمتَ أنك خُيِّرتَ فى كل ساعة لتجديد الشبهة، فليس الآن انحرافك إلا من فساد القلب وسوء النيّة. والذى أنزل المطر من الغمام، وأخرج الثمر من الأكمام، لقد نويتَ الفساد، وما نويتَ الصدق والسداد. وكان الله يعلم أنك لأىّ مكرٍ وافيتَ القريةَ وحللتَ، وعلى أىّ قصدٍ أجفلتَ.

ہیں۔شرفاء کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جب میں نے اپنے عزم وارادے کو تمہارے کانوں تک پہنچایا تو تمہاری آنکھوں پر ظلمت کے دبیز پردے پڑ گئے۔ اور غم نے تمہیں ویسے ہی اپنی لپیٹ میں لے لیا جیسے دریا نے فرعون کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اور تیرے حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ تم حواس باختہ ہوگئے۔اور اللہ نے بحث کے اس مقابلہ میں تمہیں خائب و خاسر کر دیا۔ پھر ترکِ حیا کی وجہ سے تمہاری لجاجت اور اصرار مزید بڑھ گیا تاکہ ہم اپنے بزرگ و برتر خدا کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو توڑیں۔ پس (تمہارے مطالبے پر) انتہائی تعجب ہے۔کیا تم انسان ہو کہ حیوان؟ ارے جاہل! کیا تم مجھے عہد شکنی کی ترغیب دیتے ہو ﴿۱۱۳﴾ حالانکہ تم جانتے ہو کہ تمہیں ہر وقت نئے سے نئے شبہ کو پیش کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس وقت تمہارا انحراف محض تمہارے دل کے بگاڑ اور بد نیتی کی وجہ سے ہے۔ اُس خدا کی قسم جو بادلوں سے بارش برساتا اور شگوفوں سے پھل نکالتا ہے۔تمہاری نیّت فساد کی ہے۔اور صدق و سداد کی نہیں۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ تم کس منصوبے اور سازش کے تحت اس بستی میں (قادیان) آئے ہو۔نہ جانے تمہارے پیشِ نظر کونسا

فسقاك كأسك، وأراك
يأسك، ولم يزل بصرى يُصعّد
فيك ويُصوّب، ويُنقّر عنك
ويُنقّب، حتى ظهر لى أنك من
المرائين لا مِن عِطاش الحق
والطالبين، ولا تبتغى إلا شهرةً
عند زمع الأناس، وعند سفهاء
القوم الذين قد سُجنوا فى سجن
الخنّاس .ثم إنى كما أحلفتُ
نفسى أُحلِفُك بالله سريع
الحساب أن لا تبرح هذه القرية
إلا بعد أن تعرض شبهاتك
بنمطٍ كتبتُ فى الكتاب،
وتسمع ما أقول لك فى ﴿۱۱۴﴾
الجواب .وأدعو الله السميع
المستجيب القدير القريب أن
يلعن من نكث بعد هذهِ الأَلِيَّة ،
وما بالى الحلفَ وذهب من غير
فصل القضية، ورحَل قبل درء
هذه المخاصمة، مع أنه أُنبِئَ بهذا
البَهْلِ بإرسال الصحيفة .وكنت
أنتظر أن هذا العدوّ يخاف هذه
اللعنة، أو يختار الرحلة، حتى
وصلنى خبر فراره، فهذا نموذج

مقصد ہے؟ پس (خدا نے) تیرا پیالہ تجھے پلا دیا اور تیری ناامیدی تجھ پر ظاہر کر دی۔ میری نظر مسلسل تجھے سرتاپا دیکھتی رہی۔ اور تجھے خوب پرکھا اور جانچ پڑتال کرتی رہی۔ یہاں تک کہ مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ تو خود پسند، رِیا کار ہے نہ کہ حق کا پیاسا اور طلبگار۔ اور تو صرف کمینے لوگوں میں اور قوم کے ان نادانوں میں شہرت چاہتا ہے جو خنّاس (شیطان) کے قید خانہ میں اسیر ہیں۔ پھر مزید براں جیسے میں نے خود اپنے نفس کو قسم دی ہے۔ ویسے ہی میں تمہیں سریع الحساب اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ تو اس بستی (قادیان) کو صرف اس وقت ہی چھوڑے گا جب تو اپنے شبہات کو اس طریق پر پیش کر لے جو طریق میں نے اپنی تحریر میں لکھا ہے۔ اور جو جواب میں تجھے دوں گا اس کو سن لے۔ مَیں اللہ سمیع و مجیب اور قدیر و قریب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ حلف شکنی کرنے والے شخص پر اور اِس حلف سے لاپرواہ شخص پر جو قضیے کو حل اور باہمی تنازعہ کو رَفع کئے بغیر چلا جائے۔ لعنت کرے۔ باوجود اس کے کہ اُسے بذریعہ خط اس لعنت سے مطّلع کر دیا گیا تھا۔ اور میں منتظر رہا کہ یا تو یہ دشمن اس لعنت سے ڈر جائے گا اور یا یہاں سے کوچ کر جائے گا۔ یہاں تک کہ مجھے اس کے فرار کی خبر ملی۔

دينه وشعاره .قاتله الله ! كيف نكث الحلف بالجرأة .فيا ربّ، أَذِقْه طعم نقض الحلفة .وقد حقّ القول منّى أنه لا يوافينى لإزالة الشبهات، ولا يميل إلّا إلى بهتان وكيد وفرية كما هى عادة أهل المعاداة والجهلات .وكان هذا الرجل عزم على مماراةٍ مشتدّةِ الهبوب ، ومباراةٍ مشتطّةِ اللهوب، ليشتبه الأمر على العوام، وليخفى صدق الكلام تحت نهيق اللئام .فلما لم نر فيه سِيماء التقى، ولا أثر الحِجى، أردنا أن نخرج الأمر من الدُّجى . وقد سبق منى عهدى فى ترك المَباحث كما مضى، وكان هذا أمرًا من ربّى الّذى يعلم الغيوب، ويُنَقّد القلوب .فتحامَينا كيدَه، وجعلْنا نفسه صيده .وحينئذ حفّتْ بى فرحتانِ، وحصل لى فتحانِ، ولم أدرِ بأيهما أنا أوفى مرحًا وأصفى فرحًا، فشكرتُ

سو یہ ہے اس کے دین اور شعار کا نمونہ۔ اللہ اسے نابود کرے! کس جرأت کے ساتھ اس نے حلف شکنی کی ۔اے میرے رب! تو اُسے اُس کی حلف شکنی کا مزہ چکھا۔اور میری یہ بات سچ نکلی کہ شبہات کے ازالہ کے لئے وہ کبھی میرے پاس نہیں آئے گا۔اور جیسا کہ دشمنوں اور جاہلوں کا شیوہ ہے وہ صرف بہتان تراشی ، چالبازی اور کذب بیانی کی طرف ہی مائل ہوگا۔اور یہی وہ شخص ہے جس نے تُند و تیز مباحثے اور نہایت اشتعال انگیز مقابلے کا عزم کیا تا عوام پر یہ معاملہ مشتبہ ہو جائے اور صدق کلامی کمینوں کے شور تلے چھپ جائے۔ پھر جب ہم نے اس شخص میں تقویٰ اور دانائی کا کوئی نشان اور اثر نہ دیکھا ۔تو ہم نے ارادہ کیا کہ اس معاملہ کو تاریکی سے باہر نکالیں ۔اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے میں مباحثات ترک کرنے کا عہد کر چکا ہوں ۔اور یہ معاملہ میرے علّام الغیوب اور دلوں پر نظر رکھنے والے ربّ کی طرف سے تھا۔ سو ہم اس کی چال بازی سے الگ ہو گئے اور اس کو اسی کا شکار بنا دیا اور اس وقت مجھے دو خوشیاں ملیں اور دو فتحیں حاصل ہوئیں۔ مَیں نہیں جانتا کہ مَیں اُن دونوں میں سے کس پر زیادہ نازاں و فرحاں ہوں۔ سو مَیں نے حیرت زدہ شخص کی طرح شکر کیا ﴿۱۱۵﴾

كالحيران .ولا حاجة إلى إعادة
ذكر هذه الفرحة والفتح
والنصرة، فإنك سمعتَ كيف
انكفأ العدوّ بالخيبة والذلّة
ووصمة اللّعنة، وأرصدته
بإحلافي إياه لِلَّعنة والبركة،
فحمل اللعنة وذهب بها من هٰذه
الناحية.وأما الفتح الذي أُخفِيَ
إلى هٰذا الوقت من أعين الناس،
فهي آيات وُضِعتْ على رأس
العدا كالفأس .وكنا ناضلْنا
بالإعجاز كما يُتناضل يوم
البِراز، فنصَرنا اللّٰهُ في كل
موطن، وأخرَجْنا الذهب من كل
معدن .وكنتُ قلت للناس إن
اللّٰه سيُظهر لي آية إلى ثلاث
سنين، لا تمسّها يدُ أحدٍ من ﴿۱۱۶﴾
العالمين، فإن لم تظهر فلستُ
من الصادقين .فالحمد لله على
ما أظهر الآيات وأخزى العدا،
ونرى أن نكتبها مفصلة لكل من
يبتغي الهدٰى .

اور اِس خوشی اور اِس فتح ونصرت کے ذکر کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تو نے یہ تو سن ہی لیا ہے کہ دشمن کس طرح ذلت وخواری اور لعنت کا داغ لئے ہوئے پسپا ہوا۔اور میں نے اپنی قسم کے ذریعہ اُسے لعنت اور برکت میں سے کسی ایک کے لئے آمادہ کیا۔ پس اُس نے بارِ لعنت اٹھا لیا۔اور اسی لعنت کو اٹھائے ہوئے وہ یہاں سے چلا گیا۔مگر وہ فتح جو اب تک لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رہی وہ ایسے واضح نشانات ہیں جو دشمنوں کے سروں پر کلہاڑے کی طرح گرے۔ہم نے معجزوں کے ذریعہ جنگ لڑی جیسے جنگ میدان میں لڑی جاتی ہے۔ پس اللہ نے ہر میدان میں ہماری نصرت فرمائی۔اور ہم نے ہر مَعْدَن سے سونا نکالا۔اور میں نے لوگوں کو بَرمَلا یہ کہہ دیا تھا کہ اللہ تین سال تک میرے لئے ایک ایسا عظیم الشان نشان ظاہر فرمائے گا جس میں مخلوق میں سے کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہوگا۔اور اگر وہ نشان ظاہر نہ ہوا تو میں راستبازوں میں سے نہیں۔پس ہر تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے نشانات ظاہر فرمائے اور دشمنوں کو رسوا کیا۔اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم ان نشانات کو ہر اُس شخص کے لئے جو ہدایت کا طالب ہے تفصیل سے لکھیں۔

تفصيلُ آيات ظهرتْ في هٰذه الأعوام الثلاثة وتفصيل فتح رُزِقْنَا في تلك الحماسة

الله الله ! له المجد والكبرياء ، ومنه القدر والقضاء ، تسمع حُكْمَه الأرض والسماء ، وتطيعه الأعيان والأفياء ، والظلمات والضياء. يعطي الفهمَ من يشاء ، ويسلب ممن يشاء . سبحانه وتعالى أظهر علاء نا وحطَّ أعدائنا. شموسهم كُوّرتْ، ونجومهم انكدرت، وجبالهم نُسفت، وحبالهم مُزّقت، و أشجارهم اجتُثّت، وأنوارهم طُمست . كادوا كيدا، وكاد الله كيدا، فجعَل كلّ من نهض للصّيد صيدا . ألم تر إلى الذين أنكروا آياتي، وفتنوا المؤمنين وصالوا على عِرضي وحياتي .. كيف أذاقهم الله عذاب الحريق، وجعَل بيننا وبينهم فرقانا وغادرهم كالغريق؟

ان نشانات کی تفصیل جو ان تین سالوں میں ظاہر ہوئے۔ نیز اس فتح کی تفصیل جو اس جنگ میں ہمیں عطا کی گئی۔

اللہ اللہ! تمام بزرگی اور کبریائی اُسی کو زیبا ہے اور اُسی کی طرف سے قضاء وقدر جاری ہے۔ زمین و آسمان اس کے حکم کو سنتے اور تمام وجود اور ان کے اظلال اور ظلمت اور ضیاء اس کے اطاعت گزار ہیں۔ وہ جسے چاہے فہم عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے سلب کر لیتا ہے۔ وہ ذات پاک و بلند ہے جس نے ہمارا غلبہ ظاہر کیا۔ اور ہمارے دشمنوں کو نیچا دکھایا۔ ان کے سورج لپیٹ دیئے گئے۔ اور ان کے ستارے ماند پڑ گئے۔ ان کے پہاڑ اڑا دیئے گئے اور ان کی رسّیاں پارہ پارہ کر دی گئیں۔ ان کے درخت جڑوں سے اکھیڑ دیئے گئے اور ان کے نُور مٹا دیئے گئے۔ انہوں نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو شکار کرنے کے لئے اٹھا اسے شکار بنا دیا گیا۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے میرے نشانات کا انکار کیا، مومنوں کو اذیّت پہنچائی، میری آبرو اور زندگی پر حملہ کیا کہ کس طرح اللہ نے انہیں جلن کے عذاب کا مزہ چکھایا اور ہمارے اور اُن کے درمیان امتیاز پیدا کیا اور انہیں غرقاب کی طرح کر چھوڑا اور یوں اس نے ﴿۱۱۷﴾

وكذالك جعل لكل عدوّ نصيبًا
من الذلّة، ذالك بما عصوا أمر
ربّهم وقاموا للمقابلة .وعُرض
عليهم الآيات كالقسطاس
المستقيم، والمعيار القويم،
فأعرضوا عنها كالضنين اللئيم،
فسوف يعلمون إذا رجعوا إلى
الله العليم .وليس بحاجة أن
نكتب ههنا تلك الآيات
فنكتفي بآيات ظهرت في هذه
السنوات .فمنها أن الله كان
وعدني وعدًا أشعتُه في كتابي
"البراهين"، وقد مضت عليه مدّةٌ
أزيد من عشرين، وكان خلاصة
ما وعد أنه لا يذَرني فردا كما
كنت في ذالك الحين، ويأتي
بأفواج من المصدقين
المخلصين .ولا يتركني وحيدًا
طريدًا كمثل الكاذبين المفترين، ﴿۱۱۸﴾
بل يجمع على بابي جنودا من
الخادمين. يأتون بأموال
وتحائف من ديار بعيدة، ويبلغ
عِدّتهم إلى حدّ لم يُعطَ عِلمَه

ہر دشمن کے نصیب میں ذلت رکھ دی۔اور ان کی یہ حالت اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اپنے ربّ کے حکم کی نافرمانی کی اور مقابلے پر کھڑے ہو گئے۔ ان کے سامنے ان نشانات کو میزان عدل اور معیار صحیح کے مطابق پیش کیا گیا۔لیکن انہوں نے ان نشانات سے ایک بخیل کمینے کی طرح منہ پھیر لیا۔ پس جب وہ خدائے علیم کے حضور لوٹ کر جائیں گے تو وہ ضرور جان لیں گے۔ضروری نہیں کہ ہم ان سب نشانات کو یہاں تحریر کریں۔اس لئے ہم صرف اُنہیں نشانات پر اکتفا کریں گے جو ان (تین) سالوں میں ظاہر ہوئے۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ نے مجھ سے ایک وعدہ فرمایا جسے میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کر دیا تھا اور جس پر بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔اُس الٰہی وعدہ کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ مجھے تنہا نہیں رہنے دے گا جیسا کہ میں اُس وقت تھا۔ اور وہ تصدیق کرنے والے مخلصین کی فوجیں لائے گا۔اور مجھے جھوٹے مفتریوں کی طرح تنہا اور راندہ نہیں چھوڑے گا بلکہ وہ خدّام کی فوجیں میرے دروازے پر جمع کر دے گا۔وہ دور دراز ملکوں سے اموال وتحائف لائیں گے۔اور اُن کی تعداد اس حد تک پہنچ جائے گی کہ جس کا علم اغیار و احباب

المتفرسون من الأغيار والمحبّين، ولم يُرَ مثله فى سنين. ولم يكن إذ ذاك لدىّ محفل ولا احتفال، وما كان يجيء لِهَوَى ملاقاتى رجل ولا رجال، بل كنت كمجهول لا يُعرَف، ونكرةٍ لا تتعرف. وكنت مُذْ فتحت عينى وفجّرت عينى أُحِبُّ الزاوية، لأروِّى النفسَ بماء المعارف وأنجى من العطش هذه الراوية. فمضٰى علىّ دهر فى هذه الخلوة لا يعرفنى أحد من الخواصّ ولا من العامّة. وكنت فى هذا الخمول، حتى تجلّٰى علىّ ربّى وبشّرنى بالقبول، وقال: "أرُدّ إليك كثيرا من الورى، بعد ما كفّروك وصاروا من العدا، لا مبدِّلَ لكلماته ولا رادّ لما قضى". وأُفردت إلى مدّة قدّره الله لى من الحكمة، وغلَب العدا وأشاعوا فتاوٰى تكفيرى فى الأسواق والأزقّة. ثم أُلقِىَ فى روعى، فأشعتُ أن وقت النصر أتٰى، وجاء أوان الزهر

کے اہلِ فراست کو بھی نہیں دیا گیا اور جس کی نظیر گزشتہ سالوں میں مشاہدہ میں نہیں آئی۔ اور اس وقت نہ میرے پاس کوئی جمعیت تھی اور نہ کوئی جتھا اور نہ کوئی فرد یا افراد میری ملاقات کی تمنا لئے میرے پاس آتے تھے بلکہ میں ایسا گمنام تھا جسے کوئی جانتا نہ تھا اور ایسا غیر معروف تھا جسے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ اور جب سے میری آنکھ کھلی اور میرا چشمہ رواں ہوا میں گوشہ نشینی کو پسند کرتا تھا تا معارف کے پانی سے اپنے نفس کو سیراب کروں اور ناقۂ نفس کو تشنگی سے نجات دلاؤں۔ چنانچہ مجھ پر اُس خلوت نشینی میں ایک زمانہ بیت گیا۔ اور خواص و عام میں سے مجھے کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ اور میں اسی گمنامی میں پڑا رہا یہاں تک کہ میرا رب مجھ پر جلوہ گر ہوا اور مقبولیت کی مجھے بشارت دی اور فرمایا کہ تیری تکفیر کرنے اور دشمن بن جانے کے بعد میں لوگوں کی کثیر تعداد کو تیری طرف پھیر لاؤں گا اور اس کے کلمات کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے فیصلے کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا اور اس مدت تک جو اللہ نے اپنی حکمت سے میرے لئے مقدر کی تھی میں تنہا رہا اور دشمن غالب رہے۔ اور انہوں نے میری تکفیر کے فتوے بازاروں اور گلی کوچوں میں شائع کر دیئے۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں شائع کر دوں کہ میری نُصرت کا وقت آن پہنچا ہے۔ اور شگوفے کھلنے کا ﴿۱۱۹﴾

وانجاب الثلوج من الزُّبٰی، وأشعتُ أن آية الله تظهَر إلى ثلاث سنين، وأُنصَرُ بنصر عجيب من ربّ العالمين، وإنْ لم أُنصَرْ ولم تظهر آية فلست من المرسلين .فلما سلَخْنا رمضان، وتمّ ميقات ربنا الرحمٰن نظرنا إلى تلك الزمان، فإذا آيات أُلحِقَ بعضُها بالبعض كَدُرَرٍ ومرجانٍ، فشكرنا ربّنا على هذا الإحسان، وكيف نؤدّى حق شكره ومن أين يأتى قوّة البيان؟ طوبٰى لصبحٍ جاء بفتح عظيم، وحبّذا يومٌ سوَّد وجهَ عدوٍّ لئيمٍ . إنّا ابتسمنا بابتسام ثغر الصباح، وبشَّرنا ضوؤُه بانتشار الجناح، وظهرت الآيات وأقام الله الدّليل، وكشف الحقيقة وطوى القال والقيل، وكفى الله مخلوقه سيلَ الفتن ومَعرّتَه، وردَّ عنهم مضرّتَه .وكنت أُقيِّدُ لحظى بآيةِ كثرة الجمع، وأُرهِفُ أذنى لوقت هذا السمع، وأستطلع منه

وقت آ گیا ہے۔اور بلندیوں سے برف پگھلنے لگی۔ اور میں نے یہ شائع کر دیا کہ تین سال تک اللہ کا نشان ظاہر ہوگا اور ربّ العالمین کی جناب سے میری حیرت انگیز رنگ میں مدد کی جائے گی۔اور اگر میری مدد نہ کی گئی اور نشان ظاہر نہ ہوا تو میں مرسلوں میں سے نہیں۔پس جب ہم نے رمضان گزار دیا اور ہمارے رحمان ربّ کی مقرر کردہ مُدّت پوری ہوگئی تو ہم نے اس زمانہ پر نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ نشانات ایک دوسرے سے ایسے پیوست ہیں جیسے موتی اور مرجان جڑے ہوں۔ پس ہم نے اس اِحسان پر اپنے رب کا شکر ادا کیا اور ہم اس کے شکر کا حق کیسے ادا کر سکتے ہیں اور قوّتِ بیان کہاں سے آئے۔مبارک وہ صبح جو فتحِ عظیم لائی اور خوشا وہ دن جس نے لئیم دشمن کو رُوسیاہ کیا۔ہم روشن صبح کی طرح کھل اٹھے۔اور اس کی روشنی نے کھلے بازوؤں سے ہمیں بشارت دی۔نشان ظاہر ہوئے اور اللہ نے دلیل قائم کر دی۔حقیقت کھول دی اور قیل وقال کی صف لپیٹ دی۔اور اللہ نے اپنی مخلوق کو فتنوں کے سَیل اور اس کے نقصان سے بچا لیا اور اُس کی مضرت اُن سے دور کر دی۔اور جماعت کی کثرت کے نشان پر میری نظر ٹکی ہوئی تھی اور اس خبر کی شنوائی کے وقت

كمثل عَطاشى من الماء، وَ مظلمين من الضياء، حتى وصلنى الأخبار من الأطراف والأنحاء القريبة والبعيدة، وتبين أن جماعتنا زادت على مائة ألف فى هذه الأعوام الثلاثة، مع أنها كانت زهاء ثلاث مائة فى الأيام السابقة، بل لم يكن أحد معى فى يوم أشعت هذا النبأ فى "البراهين الأحمدية ."فخررت ساجدا للحضرة، وفاضت عينى برؤية هذه الآية .ووالله جاء نى فوج بعد فوج فى هذه السنوات، وكدتُ أن أسأم من كثرتهم لولا أُمرتُ من ربّ الكائنات .وكم من مُعادِىّ جاء نى وهم يتنصّلون من هفوتهم، ويتندمون على فَوهتهم .وكم من غالٍ انتهَوا عن جنون ومجونٍ، وتابوا وصاروا كدُرٍّ مكنون .والذين كانوا أكثروا اللغط، وتركوا الصواب واختاروا الغلط، أراهم الآن

مَیں کان لگائے بیٹھا تھا۔اور جیسے پیاسے پانی کی اور تاریکی میں پڑے ہوئے روشنی کی تلاش میں ہوں میں اس خبر کی ٹوہ میں تھا کہ دورونزدیک کے اطراف واکناف سے مجھے خبریں پہنچنے لگیں اور یہ بات کھل گئی کہ ان تین سالوں میں ہماری جماعت کی تعداد ایک لاکھ سے بھی بڑھ چکی ہے جبکہ اس سے پہلے عرصہ میں اس کی تعداد قریباً تین سو تھی۔ بلکہ جس دن میں نے یہ پیشگوئی براھین احمدیہ میں شائع کی تھی تو اس وقت میرے ساتھ فردِ واحد بھی نہ تھا۔پس میں بارگاہِ احدّیت میں سجدہ ریز ہوگیا اور اس نشان کو دیکھ کر میری آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے۔اور بخدا ان سالوں میں لوگ فوج درفوج میرے پاس آئے۔وہ اس قدر آئے کہ قریب تھا کہ میں اُن کی کثرت سے اکتا جاتا۔اگر ربِّ کائنات کی طرف سے مجھے حکم نہ دیا گیا ہوتا۔اور کتنے ہی میرے دشمن میرے پاس آئے جو اپنی سابقہ لغزش پر بیزاری کا اظہار کرتے اور اپنے کہے پر نادم تھے۔اور کتنے ہی ایسے غلو کرنے والے تھے جو اپنے جنون اور بے باکی سے باز آگئے۔توبہ کی اور دُرّ مکنون کی طرح ہوگئے۔اور اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے سخت شور شرابہ کیا اور درست راہ ترک کردی اور غلط راہ اختیار کی۔اب ﴿۱۲۰﴾

يبكون في حجراتهم، ويبلّون أرض سجداتهم، وأبكي لبكاء عينيهم، كما كنت أبكي عليهم. دخل الله في قلوبهم، ونجاهم
مِنّ ذنوبهم، واستخلص ﴿۱۴۱﴾
صياصيهم، ومَلَكَ نواصيَهم. ونظر الله إليهم ووجدهم قائمين على الصالحات، فجعلهم أبرياء من التبِعات. كذالك أرى جذبة سماوية في قوتها، وجبروت الله في شوكتها. وكل يوم يُقتاد العاصي، ويُستدنى القاصي. وأرٰى حزبي قد وضح لهم الحق كافترار ثغر الضوء، وغمرهم الله بنواله بعد البَوء. فأيّ شيء خلّصهم من النعاس، وكانوا لا يمتنعون بالفأْس، وكانوا لا يعبأون بإلماعي، ولا يفكّرون في أمري بل يعافون بَعاعي، فجذبتُ بعضَهم

میں انہیں اپنے حجروں میں روتے اور اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اور اُن کے اشک بہانے پر مَیں روتا ہوں جبکہ پہلے میں اُن پر آنسو بہاتا تھا۔ اللہ ان کے دلوں میں داخل ہو گیا ہے اور اُس نے انہیں اُن کے گناہوں سے نجات بخشی ہے۔ اور ان کے قلعوں کو فتح کیا اور انہیں اپنا مطیع بنالیا ہے۔ اور اللہ نے ان پر اپنی نظر التفات فرمائی اور انہیں نیکیوں پر قائم پایا۔ اس طرح انہیں ہر طرح کے انجام بد سے پاک کر دیا۔ اسی طرح میں آسمانی جذب کو اُس کی پوری قوّت اور اللہ کی جبروت کو اس کی پوری شوکت میں دیکھ رہا ہوں۔ نافرمان ہر روز میری طرف کھنچا آتا ہے اور دور ہونے والا قریب کیا جاتا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میری جماعت پر صبح کی روشنی کے پھوٹنے کی طرح حق واضح ہو گیا ہے۔ اور ان کی توبہ کے بعد اللہ نے انہیں اپنی رِدَاءِ عنایت سے ڈھانپ دیا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جس نے انہیں خوابِ غفلت سے رہائی دی حالانکہ وہ کلہاڑے سے بھی باز آنے والے نہ تھے۔ اور وہ میرے اشارے کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے اور میرے معاملے میں غور و فکر نہیں کرتے تھے۔ اور میری متاع کو ناپسند کرتے تھے۔ پھر اُن میں سے بعض کو

الرؤيا الصالحة، وبعضَهم الأدلّةُ القطعية. وكذالك صرت اليوم راعىَ أقاطيع، وكل سعيد آتانى القلب المطيع .وإن كنتَ استولى عليك الريب، واشتبه عليك الغيب، وتعجبتَ كيف اجتمع هذا الجمع فى أمد يسير، فقد نهضتَ لإنكار أمر شهير، ولا يخفى أمرنا هذا على صغير وكبير .وقد سمعتَ أنى أشعتُ هذا النبأ فى زمن كنت لا يعرفنى أحد ولا أعرف أحدًا، فاتّق الله واترُكْ وَبَدًا .وإن كنتَ فى ريب من زمن كتابى "البراهين"، فاسألُ أهل قريتى هذه واسأل من شئت من المطّلعين .وإن كنت فى شكّ من عِدّة جمعٍ جُمعوا فى هذه الأعوام الثلاثة، فاسأل الحكومة ما عندها عِدّةُ جماعتنا قبل هذه السنة الجارية، ثم خُذْ منّا ثبوت هذه السنة المباركة، التى سبقت كل سِنٍّ من السنين الماضية على طريق خرق العادة.وإن كنت صاحب دهاء .

رؤیائے صالحہ نے اور بعض کو دلائل قطعیہ نے مائل کیا۔ اور اس طرح آج میں بہت سے گروہوں کا نگران بن گیا۔ اور ہر سعید الفطرت شخص نے اپنا مطیع دل میرے سپرد کر دیا۔ اگر تجھ پر شک غالب آ گیا ہے اور غیب تجھ پر مشتبہ ہو گیا ہے اور تجھے تعجب ہے کہ مختصر مدّت میں یہ جماعت کس طرح جمع ہو گئی۔ تو تُو ایک مشہور امر کے انکار پر قائم ہے۔ ہمارا یہ معاملہ خورد وکلاں پر مخفی نہیں اور تُو نے یہ سن لیا ہے کہ میں نے اس پیشگوئی کی اشاعت اس زمانے میں کی تھی جب کوئی مجھے اور نہ میں کسی کو پہچانتا تھا۔ پس اللہ سے ڈر اور غضب چھوڑ دے ﴿۱۲۲﴾
اور اگر تجھے میری کتاب براھین احمدیہ کے زمانے کے متعلق کوئی شک ہے تو میرے اِس بستی (قادیان) کے رہنے والوں اور واقف کاروں میں سے جس سے چاہے پوچھ لے۔ اور اگر تجھے ان تین سالوں میں جمع ہونے والی جماعت کی تعداد میں شک ہے تو حکومت سے دریافت کر لے کہ اس کے نزدیک اس سال رواں سے پہلے ہماری جماعت کی تعداد کتنی تھی۔ پھر اس کے بعد ہم سے اس مبارک سال کا ثبوت لے لے جس میں خارق عادت طور پر گزشتہ سالوں کے ہر سال سے یہ تعداد بڑھ چکی ہے۔ اور اگر تو دانشمند ہے اور عناد اور انکار

لا دودةَ عناد وإباء ، فلا يعسر
عليك فهمُ هذه الآية، بل
تستيقنها كل الإيقان وتمتنع من
الغواية. إن شهد لأمر عدلانِ من
المسلمين، فيتحقق صدقه عند
المتفقهين، فما بال أمر يشهد له
ألوف من المسلمين؟ ولا بد لهم
أن يشهدوا إن كانوا متقين .وإن
شئتم فاسألوا أبا السعيد الذى
هو من أئمّتكم، بل من أجلّ
الأفراد من فئتكم، وقد كتب
تقريظًا على كتابى "البراهين"،
وكان يوافينى فى ذالك الحين .
فاسألوه كم من جماعة كانت
هى فىّ ذالك الزمان، وإن ﴿۱۲۳﴾
تستضعفوا شهادته من غير
البرهان، فاسألوا كل من هو
موجود فى قريتى وما لحق بها
من البلدان .ووالله ما كنت فى
زمن تأليفه إلا كفَتيل، أو كخاملٍ
ذليل، وكنت لا يعرفنى إلا قليل
من سُكّان القرية، فضلا عن أن
أوقَّر فى أعين طوائف العلماء

کا کیڑا نہیں ہے تو تجھے اس نشان کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ تجھے اس پر پورا یقین ہو جائے گا اور تو ہر طرح کی گمراہی سے باز آجائے گا۔ اگر کسی معاملہ میں دو عادل مسلمان گواہی دیں تو فقہاء کے نزدیک اس کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے۔ پھر اُس امر کی شان کے کیا کہنے ، جس کے حق میں ہزاروں مسلمان گواہی دیں ۔ اور اگر وہ متقی ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ گواہی دیں ۔ اور اگر تم چاہو تو ابو سعید (محمد حسین بٹالوی) سے پوچھ لو جو تمہارے اماموں میں سے ہے۔ بلکہ وہ تمہارے گروہ کا جلیل القدر شخص ہے اور اس نے میری کتاب براھین احمدیہ پر ریویو بھی لکھا تھا اور اُس زمانے میں وہ میرا ہمنوا تھا پس اس سے پوچھو کہ اُس زمانے میں میری جماعت کتنی تھی ۔ اور اگر تم کسی دلیل کے بغیر اس کی شہادت کو ضعیف تصوّر کرو تو پھر ان سب لوگوں سے دریافت کر لو جو میری بستی (قادیان) میں موجود ہیں یا اس سے ملحقہ علاقوں میں رہتے ہیں۔ بخدا براھین احمدیہ کی تالیف کے وقت میں کھجور کی گٹھلی کے ریشے یا ایک گمنام بے حیثیت شخص کی طرح تھا مجھے خود اس بستی کے چند باشندے ہی جانتے تھے چہ جائیکہ علماء کے گروہ یا اہل ثروت اور

وأهل الثروة والعزّة .بل ما كنت شيئا مذكورا، وكنت أشابه متروكا مدحورا .وإن هذا أجلَى البديهات، فحقِّقوا كيف ما شئتم يا ذوى الحصاة .وسمعتم أن الله أوحى إلىّ فى ذالك الزمان أنه لايتركنى فردًا، ويجهّز لى فوجًا من الخلّان .فأنجزَ وعده فى هذه السنوات الثلاث، وأحيا ألوفا على يدى أوبعث من الأجداث .فالأمر الذى لم يحصل لنا فى عشرين سنة، ثم حصل فى ثلاثة، بعد ما جعلناه مناط صدقنا بحلفة، فلا شك أنه أمر خارق العادة، وآية عظيمة من حضرة العزّة .وإن كنتم فى شكّ من هذه الآية، فأتوا بمثلها من القرون القديمة أو الجديدة، وأخرِجوا لنا ما عندكم من المثال، فى هذا النصر من الله ذى الجلال .ولكن عليكم أن تأخذوا نفوسكم بهذا الالتزام، أن لا تخرجوا من مماثلة المقام. وأرُونى رجلا وعد كمثلى علٰى

معززین کی نگاہوں میں میری کوئی توقیر ہوتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں کوئی قابل ذکر وجود نہ تھا اور میں مہجور ورانده شخص کی طرح تھا یہ ایک واضح بدیہی امر ہے۔ پس اے دانشمندو! جس طرح چاہو تحقیق کر دیکھو۔ اور تم سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مجھے وحی کی تھی کہ وہ مجھے اکیلا نہیں چھوڑے گا اور دوستوں کی ایک فوج میرے لئے تیار کرے گا۔ سو اُس نے ان تین سالوں میں اپنا وعدہ پورا کر دیا اور ہزار ہا لوگوں کو میرے ہاتھ پر زندہ کیا اور انہیں قبروں سے باہر نکالا۔ پس وہ امر جو ہمیں بیس سالوں میں حاصل نہیں ہوا تھا جب ہم نے اسے حلفاً اپنے صدق کا معیار ٹھہرایا تو وہ تین سالوں میں حاصل ہو گیا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک خارق عادت امر اور بارگاہِ عزت کی طرف سے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اور اگر تمہیں اس نشان کی نسبت کوئی شک ہے تو قدیم یا
جدید زمانے سے اس کی کوئی مثال پیش کرو۔ اور جو ﴿۱۲۴﴾
کوئی مثال تمہارے پاس ہے اسے ہمارے سامنے لاؤ جس میں اللہ ذوالجلال کی طرف سے ایسی نصرت ملی ہو۔ مگر تم پر یہ لازم ہے کہ تم اپنے نفسوں پر اس بات کو لازم کر لو کہ مقام کی مماثلت سے باہر نہ نکلو۔ اور تم مجھے کوئی ایسا شخص دکھاؤ جس نے وحی الٰہی کی بناء

بناء الوحی من الحضرة، فی أيام الغربة و الوحدة، ثم كذّبه العدا ونهضوا للمقابلة، وجهدوا جهدهم لإعدامه بكل نوع من الحيلة، ولم يكن الزحام يَسفر عنه فی حين من الأحيان، ولم يبق مكيدة إلا واستعملوها كالسيف والسنان، ومع ذالك بلغت جماعته من نفس واحدة إلى مائة ألف وانتشرت فی البلدان .وإنی كُفِّرتُ مرة من أقلام القضاة ، وأخرى سقُتُ إلى المحاكمات، ثم ما كان مآل أمرنا إلا الفتح وزيادة الجماعة مِن فرد واحد إلى مائة ألف أوأكثر من هذه العِدّة .فأرُونی كمثلها إن كنتم تحسبونها تحت القدرة الإنسانية .ووالله إنی أعطيكم ألفًا من الدراهم المروّجة، صلةً منّی عند غلبتكم فی هذه المقابلة، وهذا وعد منی بالحلفة .وإن لم تفعلوا ..ولن تفعلوا ..فليس لكم إلا صلة اللعنة، إلی يوم القيامة .أتنكرون آيات الله بغير حق، ثم لا تأتون

پر اپنی بے کسی وتنہائی کے وقت میں میری طرح وعدہ کیا ہو۔ پھر دشمنوں نے اُس کی تکذیب کی ہو اور مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں اور ہر طرح کی تدبیر سے اُسے نابود کرنے کی اپنی پوری کوشش کی ہو اور لوگوں کے ہجوم نے کسی وقت بھی اُس کی راہ نہ چھوڑی ہو اور کوئی ایسی تدبیر باقی نہ چھوڑی ہو کہ جسے انہوں نے شمشیر وسنان کی طرح استعمال نہ کیا ہو۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے اس کی جماعت فرد واحد سے ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور تمام علاقوں تک پھیل گئی کہ کبھی تو قاضیوں کے نوک قلم سے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور کبھی مجھے عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ لیکن انجام کار ہماری ہی فتح ہوئی۔ اور فردِ واحد سے جماعت ایک لاکھ یا اس تعداد سے بھی زیادہ ہوگئی۔ اگر تم اس کام کو انسانی طاقت کے تحت سمجھتے ہو تو مجھے اس کی کوئی مثال دکھاؤ۔ بخدا اِس مقابلے میں تمہارے غالب آنے کی صورت میں مَیں ایک ہزار روپیہ سِکّہ رائج الوقت تمہیں بطور انعام دوں گا۔ اور یہ میرا حلفیہ وعدہ ہے۔ اور اگر تم ایسا نہ کر سکے اور تم ہرگز نہ کر سکو گے تو تمہارا انعام روزِ قیامت تک کی لعنت کے سوا کچھ نہیں۔ کیا تم اللہ کے نشانوں کا ناحق انکار کرتے ہو اور پھر تم ان کی کوئی نظیر بھی پیش نہیں کرتے۔

بمثلها وتسقطون على مكانتكم كـالـجيـفة؟ ويـل لـكـم و لهـذه العادة ! وَمِـن آياتى التى ظهرت فى هذه السنوات، هو أنى أشعت قبل الوقت أن الطاعون ينتشر فى جـميـع الـجهات، ولا يبقى خِطّة من هذه الخِطط المبتلاة بالآفات، إلا ويـدخـلـها كالغضبان، ويعيث فيهـا كـالسّـرحان .وقـلت: قد كُشف عـلـيّ من ربى سرٌّ مكنون، وهو أن أرضا من أرضين لا تخلو من شـجـرة الـطّـاعـون وثـمرة الـــمـنـون "اَلْأَمْـرَاضُ تُشَـاعُ وَالنُّفُوسُ تُضَاعُ" ذالك بأن الله غـضـب غـضبًا شـديدًا، بما فسَق الـناس ونسوا ربًّا وحيدًا .فجهّز الـلـه جيـشَ هـذا الداء ، ليذيق الـنـاس مـا اكتسبوا من أنواع الـجـريـمة والفحشاء .فـانتشر الـطـاعون بعد ذالك فى البلاد، وجـعـل ذوى الأرواح كالجماد، ودخَـل مُـلْـكَنا هذا وتـدَيَّره بقعةً، وتَــخَـيَّــرَ الإمـاتةَ حـرفةً، فإن شـئـت فـاقــرأ مـا أشـعـتُ

اور اپنی جگہ ہی مردار کی طرح گرتے ہو۔ تُف ہے تم پر اور تمہاری اس خصلت پر۔ میرے نشانات میں سے جوان سالوں میں ظاہر ہوئے یہ ہے جسے میں نے وقت سے پہلے ہی شائع کر دیا تھا کہ طاعون تمام اطراف میں پھیل جائے گی۔ اور ان آفت زدہ خِطّوں میں سے کوئی ایک خِطّہ بھی باقی نہ رہے گا مگر یہ طاعون غضب ناک صورت میں وہاں داخل ہو گی اور اس میں ایک بھیڑیئے کی طرح تباہی مچائے گی۔ اور مَیں نے کہا تھا کہ میرے ربّ کی طرف سے جو مخفی راز مجھ پر منکشف کیا گیا وہ یہ ہے کہ زمین کا کوئی خِطّہ طاعون کے پودے اور ثمرۂ اموات سے خالی نہ ہوگا۔ بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ سخت غضب ناک ہے۔ کہ لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوئے اور واحد و یگانہ ربّ کو بھول گئے۔ پس اللہ نے اس بیماری کا لشکر تیار کیا تا وہ لوگوں کو اُن کے قسما قسم کے جرائم اور بدکرداریوں کے ارتکاب کا مزہ چکھائے۔ پس اس کے بعد طاعون تمام علاقوں میں پھیل گئی۔ اور جانداروں کو جمادات کی مانند بنا دیا۔ طاعون ہمارے اس ملک میں داخل ہوگئی اور اسے اپنا گھر بنالیا اور ہلاک کرنے کو پیشہ بنالیا۔ پس اگر تُو چاہے تو میری اُس تحریر کو پڑھ جو میں نے ان تمام ﴿۱۲۵﴾

في جميع هذه البلاد، ثم استحيِ واتّق اللّٰه ربّ العباد. ومن آياتي التي ظهرت في هذه المدة، موت☆ رجال عادَوني وآذوني وعزَوني إلى الكفَرة، وسبّوني على المنابر وجرّوني إلى الحكومة. فاعلم أن الله كان خاطبني وقال "يا أحمدي أنت مرادي ومعي. أنت وجيهٌ في حضرتي. اخترتُك لنفسي. وسرُّك سرّي. وأنت معي وأنا معك. وأنت مني بمنزلةٍ لا يعلمها الخلق. إذا غضبتَ غضبتُ، وكلّ ما أحببتَ أحببتُ. إني مُهينٌ من أراد ﴿۱۲۶﴾

علاقوں میں شائع کر دی تھی۔ پھر حیا کر اور اللہ ربّ العباد سے ڈر۔

میرے اُن نشانوں میں سے جو اس مدّت میں ظاہر ہوئے ہیں ان لوگوں کی موت ہے جنہوں نے میری دشمنی کی، مجھے اذیّت پہنچائی اور مجھے کفر سے نسبت دی۔ ممبروں پر چڑھ کر مجھے گالیاں دیں اور مجھے حاکموں کی طرف گھسیٹا۔ تو یہ جان لے کہ اللہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔: ''اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں تو میرے نزدیک ایک ایسا مرتبہ رکھتا ہے جسے مخلوق نہیں جانتی۔ جب تو غضب ناک ہوتا ہے تو میں غضب ناک ہوتا ہوں۔ اور جس سے بھی تو محبت کرتا ہے تو مَیں محبت کرتا ہوں۔ میں اُس شخص کی اہانت کروں گا جو

☆**الحاشية:** وكان منهم رجل مسمى برسل بابا الامرتسري و قد اشعت قبل موته في الاعجاز الاحمدي انه يموت بعض علماء تلك البلدة من الطاعون فمات بعده رسل بابا في امرتسر وانه اية ظهرت في هذه السنوات ففكروا يا ذوي الحصاة . منه

اوران میں ایک شخص رُسل بابا امرتسری نامی تھا۔ اس کی موت سے قبل میں نے اعجاز احمدی میں شائع کر دیا تھا کہ اس شہر کا ایک عالم طاعون سے مرے گا۔ سو اس کے بعد رسل بابا امرتسر میں مر گیا۔ اور یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو ان سالوں میں ظاہر ہوا۔ پس اے دانشمندو! غور کرو۔

إهــانتك، وإنـى معينٌ من أراد
إعـانتك .إنــى أنــا الـصـاعقة.
تُـخـرَج الـصدور إلى القبور .إنا
تَـجالَدْنا فانقطع العدو وأسبابه."
ثـم بـعـد ذالك آذانى رجل بغير
حقّ اسـمــه "مـحـمـد بـخـش "
وجـرّنـى إلـى الـحـكـومة، فصار
لـــوحــــى ربّـــى ..أعـــنـــى
"تـجـالَدْنـا.."كـالدّرِيّة، ومات
بـالـطـاعون وانقطع خيـط حيـاته
بـالسـرعة، وكـنـتُ أشعتُ هذا
الـوحـى فـى حيـاته وأنبأته به فما
بـالَـى ومـضـى بـالسخرة .ثـم بعد
ذالك قـام رجـل لإيـذائـى اسمـه
"مـحـمـد حسـن فيضـى "، وكـان
أعـدىٰ أعـدائـى، وسبّنى وشتمنى
وسعـى لإفنائى وإخزائى، ولعننى
حتى لعنه ربّى وردّ إليه ما عزا إلى
نفسى .فـمـا لبـث بعده إلا قليلا
مــن الأيــام، حتــى رأى وجــه
الـحِمام.وكـنـت كتبت فى كتابى
"الإعجاز"، ملهَـمًا من الله الذى
يـجيب الـمـضـطـرّ عند الارتماز:

تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اور مَیں اُس شخص کی
اعانت کروں گا جو تیری اعانت کا ارادہ کرے گا۔ میں
صاعقہ ہوں۔ مخالفین کے سرگروہ قبروں کی طرف
منتقل کئے جائیں گے۔ ہم نے جنگ کر کے دشمن کو
مغلوب کیا اور اس کے تمام اسباب کاٹ دیئے‘‘۔ بعد
ازیں مجھے محمد بخش نامی ایک شخص نے ناحق ایذا
پہنچائی اور مجھے حکّام تک لے گیا۔ وہ میرے رب
کی وحی یعنی تَجَالَدْنَا کا نشانہ بن گیا اور طاعون
سے مر گیا اور بہت جلد اس کی زندگی کی ڈور منقطع
ہوگئی۔ میں نے اس وحی کو اُس کی زندگی میں ہی
شائع کر دیا تھا اور اسے اس سے خبردار کر دیا تھا
لیکن اُس نے اُس کی کوئی پرواہ نہ کی اور تمسخر کرتا
رہا۔ پھر اس کے بعد ایک اور شخص محمد حسن فیضی نامی
میری ایذارسانی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ میرا بد
ترین دشمن تھا۔ اُس نے مجھے سبّ وشتم کیا اور میری
رسوائی اور ہلاکت کی پوری کوشش کی۔ مجھ پر لعنت
ڈالی۔ آخر میرے ربّ نے اس پر لعنت کی اور جو ﴿۱۲۷﴾
اس نے میری ذات کی طرف منسوب کیا وہ سب
اُس پر الٹا دیا۔ اس کے بعد اُس نے چند روز ہی
گزارے تھے کہ موت کا منہ دیکھ لیا۔ نیز مَیں نے اپنی
کتاب اعجاز المسیح میں اللہ سے جو اضطراب کے
وقت مضطر کی دعا سنتا ہے الہام پا کر تحریر کیا تھا: کہ

”من قام للجواب وتنمّرَ، فسوف يرى أنه تندّمَ وتدمَّر“. فجعل الفيضى نفسه دريّةَ كلِّ وحى ذكرتُ، وغرضَ كلِّ إلهام إليه أشرتُ، حتى أسكته الموت من قاله وقيله، وردّه إلى سبيله. وكذالك صار نذير حسين الدهلوى دريّةَ وحى الله ” تخرج الصدور إلى القبور“ فإنه كان أوّل من كفّرنى و اٰذانى و فرّ من النور. و كانت سنة وفاته مات ضالٌّ هائمًا (١٣٢٠ ھ) بحساب الجمل. ومات ناقصا ولم يُصِبْ حظًّا من الكُمّل. ومن آياتى شهرة اسمى بالإكرام والتكرمة، فى هذه السنوات الموعودة. وإن الله كان خاطبنى وبشّرنى بإكرامى وقبولى فى زمن البأس، وقال :” أنت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى، فحان أن تُعان ﴿۱۴۸﴾
وتُعرَف بين الناس “ وقال:

جو شخص سخت غضبناک ہوکر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہوا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوا۔ پس (محمد حسن) فیضی نے اپنے آپ کو میری اس مذکورہ وحی کا ہدف اور میرے ہر اس الہام کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے نشانہ بنالیا تا آنکہ موت نے اسے اس کی قیل وقال سے خاموش کر دیا اور اسے اس کی راہ دکھائی۔ اور اسی طرح نذیر حسین دہلوی بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ”مخالفین کے سرگروہ قبروں کی طرف منتقل کئے جائیں گے“ کا نشانہ بنا۔ کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے مجھے کافر ٹھہرایا اور مجھے اذیّت دی۔ اور نور سے فرار اختیار کیا۔ اس کا سالِ وفات بحساب جُمل مَاتَ ضَالٌّ هَائِمًا یعنی ۱۳۲۰ھ تھا۔ وہ ناقص حالت میں مرا اور اُسے کاملین میں حصہ نہ ملا۔ میرے نشانوں میں سے ایک نشان ان موعودہ سالوں میں عزت اور اکرام کے ساتھ میرے نام کی شہرت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا اور مجھے سختی کے زمانہ میں اکرام اور قبولیت پانے کی بشارت دی اور فرمایا؛ کہ ”تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید وتفرید ہے۔ پس وہ وقت آن پہنچا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تجھے لوگوں میں شہرت دی جائے“۔ نیز فرمایا:

”يحمدك الله مِن عرشه“، وبشّرني بحمد الأناس. وبعد ذالك سعى العدا كل السعى ليُعدِموني ويُلحقوني بالغبراء، ووقع أمري في خطرٍ عظيمٍ من الأعداء، فأيّدني ربّي في هذه السنوات المباركة، وشهّر اسمي إلى الدّيار البعيدة. وهذا أمر لا ينكره أحد إلا الذي ينكر النهار مع رؤيته الأشعة الساطعة.

ومن آياتي كتبٌ ألّفتها في العربية، في تلك المدّة المشتهرة، وجعلها الله إعجازا لي إتماما للحجّة. وأوّلها ”إعجاز المسيح“ ثم بعد ذالك ”الهدیٰ“، ثم **الإعجاز الأحمدي** وهو معجزة عظمٰی. وكنت فرضت للمخالفين صلةَ عشرة آلاف، إن يأتوا كمثل ”الإعجاز الأحمدي“ في عشرين يومًا من غير إخلاف. فما بارز أحد

”اللہ اپنے عرش سے تیری حمد بیان کرتا ہے“۔ اور اس نے مجھے یہ بشارت بھی دی کہ لوگ تیری حمد بیان کریں گے۔ بعد ازاں دشمنوں نے پوری کوشش کی کہ وہ مجھے نیست و نابود اور پیوند خاک کر دیں۔ اور دشمنوں کی وجہ سے میرا معاملہ سخت معرض خطر میں پڑ گیا۔ لیکن پھر بھی میرے ربّ نے ان تین مبارک سالوں میں میری تائید فرمائی اور دور دراز علاقوں تک میرے نام کو شہرت بخشی۔ یہ وہ امر ہے جس کا انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا سوائے اس شخص کے جو دن کو اس کی پوری تابانیوں کے ساتھ چمکتے ہوئے دیکھ کر بھی اُس کا انکار کرتا ہے۔

میرے نشانات میں سے ایک نشان وہ کتابیں ہیں جنہیں میں نے اس مدت مشتہرہ کے دوران عربی زبان میں تالیف کیا۔ اور اللہ نے اتمام حجت کے طور پر انہیں میرا معجزہ بنا دیا۔ ان میں سے پہلی کتاب اعجاز المسیح ہے، اس کے بعد الھدیٰ والتبصرۃ لمن یّری اور پھر الاعجاز الاحمدی ہے جو ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ اور اس کے لئے میں نے مخالفین کے واسطے دس ہزار روپیہ بطور انعام مقرر کیا تھا۔ اگر وہ الاعجاز الاحمدی کی نظیر بلا تخلّف بیس دن میں پیش کریں۔ لیکن جواب کے لئے کوئی میدان میں نہ

للجواب، كأنهم بُكْمٌ أو من الدواب. ومع تلك الصلة، لعَنتُ الصامتين الساكتين المتوارين في الحجاب، وأحفظتُهم به لكي يتحركوا لجوّاب الكتاب، فتواروَا في حجراتهم، وما نعلم ما صنع الله بقلوبهم، مع إطماع منّي وإعناتهم. ﴿۱۲۹﴾

ومن آياتي ما أنبأني العليم الحكيم، في أمر رجل لئيم وبهتانه العظيم، وأوحى إلى أنه يريد أن يتخطف عِرضك، ثم يجعل نفسه غرضك. وأراني فيه رؤيا ثلاث مرّات، وأراني أن العدو أعدّ لذالك ثلاثة حُمّاة لتوهين وإعنات. ورأيت كأني أُحضرتُ محاكمة كالمأخوذين، و رأيت أن آخر أمري نجاة بفضل ربّ العالمين، ولو بعد حين.

نکلا۔ گویا کہ وہ گونگے ہیں یا چوپائے۔ اس انعام کے ساتھ ہی میں نے ساکت وصامت رہنے والوں اور پسِ پردہ چھپے رہنے والوں پر لعنت کی تھی۔ اس لعنت کے ذریعے میں نے انہیں طیش دلایا تا وہ کتاب کے جواب کے لئے حرکت میں آئیں، لیکن وہ سب اپنے حجروں میں چھپ گئے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ انہیں میری طرف سے طمع دلانے اور غصہ دلانے کے باوجود اللہ نے ان کے دلوں کے ساتھ کیا کیا۔

میرے نشانات میں سے ایک نشان خدائے علیم وحکیم کی طرف سے وہ خبر ہے جو اس نے ایک لئیم شخص اور اس کے بہتانِ عظیم کے بارے میں مجھے دی۔ اور اُس نے میری طرف وحی کی کہ وہ تیری عزت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو تیرا نشانہ بنا دے گا۔ اُس کے بارے میں اُس نے مجھے تین مرتبہ رؤیا دکھایا اور مجھے دکھلایا کہ اس دشمن نے تیری توہین اور ایذارسانی کی غرض سے تین حامیوں کو تیار کیا ہے۔ اور رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ گویا گرفتاروں کی طرح مَیں عدالت میں حاضر کیا گیا ہوں۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے آخر کار ربّ العالمین کے فضل سے رہائی پائی ہے۔ اگرچہ یہ رہائی کچھ عرصہ بعد حاصل ہوگی۔

وبُشِّرتُ أن البلاء يرد على عدوى الكذّاب المهين. فأشعت كل ما رأيت وأُلهمت قبل ظهوره فى جريدة يسمّى "الحَكَم"، وفى جريدة أخرى يسمّى "البدر"، ثم قعدت كالمنتظرين. وما مرّ علٰى ما رأيت إلّا سنة فإذا ظهر قدر الله على يد عدوّ مبين اسمه "كرم الدين." وإنه هو الذى رغِب لإحراقى فى نارٍ تضرم، وضِرارٍ يعزم، وأراد أن يسلب أمننا، وطمع فى عرضنا، لنُعدَم كل العدم. وأراد أن يجعل نهارنا أغسى من ليلة داجيةِ الظُلَم، فاحمةِ اللمم. فنَحَتَ من عنده استغاثة، وأعدَّ لأفراس الوكالة أثاثة، وجُمِعت الأحزاب وشُمِّرَ الثياب، ليرمى كلّهم من قوسٍ واحدٍ السهامَ، ونسوا القدير العادل العالم المقسط الذى لا

نیز مجھے یہ بشارت دی گئی کہ یہ بلا میرے اس کذّاب اور اہانت کرنے والے دشمن پر لوٹا دی جائے گی۔ پس میں نے رؤیا میں جو کچھ دیکھا اور جو مجھے الہام ہوا تھا اُسے اُس کے ظہور سے پہلے الحکم نامی جریدے اور ایک اور جریدے البدر نامی میں شائع کر دیا۔ پھر میں انتظار میں لگ گیا۔ اور مَیں نے رؤیا میں جو نظارہ دیکھا تھا اُس پر ابھی بمشکل ایک سال ہی گزرا تھا کہ اللہ کی تقدیر اُس عدوّ مبین مسمّی کرم دین کے ہاتھ پر ظاہر ہوگئی۔ یہ (کرم دین) وہی شخص ہے جو مجھے بھڑکتی آگ میں جلائے جانے اور شدید نقصان پہنچانے کا خواہشمند تھا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ ہمارا امن چھین لے اور ہماری آبرو کے درپے ہوا تا کلّی طور پر ہم نابود ہو جائیں۔ اور اُس نے ہمارے روشن دین کو سیاہ زلفوں والی شب دیجور سے بھی زیادہ تاریک کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی طرف سے جھوٹا دعویٰ دائر کیا اور وکالتی گھوڑوں کے لئے چارہ مہیّا کیا۔ کئی جتھے جمع کئے اور (مخالفت میں) لنگر لنگوٹ کَس لئے تا کہ وہ سب ایک ہی کمان سے تیر چلائیں۔ اور وہ اس قدیر، عادل، عالم، اور منصف خدا کو بھول گئے جو انصاف کے ﴿۱۳۰﴾

يـجهـل أوصاف الإنصاف، ومن ذا الـذى يـرضـع عـنده أخلاف الـخِـلاف؟ وإنـه هـو معنا فكيف نتـأذى مـن شـريـر؟ وكيف يولّى عيــشٌ نـضيــر؟ وقد بشّـرنـا أنـا لـن نـقتـحم مَخوفة، ولن نجوب تَـنـوفة، ونـنتظر وعد ربّ العباد، والـلـه لا يـخـلف الميعاد .وقد ظهر بـعـض أنبائه تعالىٰ من أجزاء هـذه الـقـضية، فيـظهر بقيّتُها كما وعــد مــن غيــر الشك والشّبهة.هـذا حقيقة أنبائى الذى لـم تستطيعوا عليه صبرا، وكتب الـلـه ليغلب رسـله ولو يمكر العدا مـكـرا .وليـس إنـكـاركم إلا من شِـقْـوتـكـم، فيـا أسفا على جهلكم وغبـاوتــكـم! أردنـا أن نـعـطف عــليــكـم فـغِـظْـتم، ورُمْـنـا أن ننبِط فغِضْتم .

﴿۱۳۱﴾ ثـمّ بــعـد ذالك نـكـتب جــواب مــا أشـعـتَ، وظـلـمـت

تقاضوں سے نا واقف نہیں ہے۔اورکون ہے جو مخالفت میں اس کے سامنے دم مار سکے۔اور حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا ہمارے ساتھ ہے پس ہم کسی شریر سے کیسے تکلیف اٹھا سکتے ہیں اور (ہم سے)خوشحالی کیسے منہ پھیر سکتی ہے۔اور خدا نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ہم کبھی خوفناک جگہ میں داخل نہ ہوں گے اور ہمارا گزر کبھی بیابان سے نہ ہوگا اور ہم ربّ العباد کے وعدے کے منتظر ہیں۔اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔اِس قضیہ کے بعض حصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔اور باقی بھی بلا شک وشبہ وعدے کے موافق پوری ہو جائیں گی ۔یہ میری ان پیش خبریوں کی حقیقت ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے۔اللہ نے مقدر کر رکھا ہے کہ اپنے رسولوں کو غالب کرے گا۔خواہ دشمن کتنے ہی منصوبے باندھیں ۔اور تمہارا انکار تمہاری بدبختی سے ہی ہے۔تمہاری جہالت اور کُند ذہنی پر وائے افسوس، ہم نے تو چاہا تھا کہ تم پر مہربانی اور نوازش کریں لیکن تم غضبناک ہو گئے اور ہم نے چاہا تھا کہ تمہارے لئے پانی کھود نکالیں لیکن تم نے اسے اور گہرا کر دیا۔

پس اس کے بعد ہم تمہارے اُس بیان کا جواب تحریر کرتے ہیں جو شائع کر کے تم نے اپنے نفس پر

نَفسكَ والوقت أضعتَ. أمّا ما أنكـرتَ فـي كتـابك بـلاغة قـصيـدتي، وما أكلتَ عصيدتي، فـلا أعـلـم سببـه إلا جهلك وغباوتك وتعصّبك ودناءتك. أيها الجهول! قُمْ وتصفَّحْ دواوين الشعـراء، ليـظهـر لك منهـاج الأدب والأدبـاء. أتُـغـلِّـط صـحيـحـا وتظن الحَسَن قبيحا، وتـأكل النجاسة وتعاف النفاسة؟ ليـس فـي جُعْبتك منـزَع، فظهـر لك فـي التـزرّي مطمع، وكـذالك جـرت عـادة السفهاء، أنهـم يـخفون جهلهم بالازدراء. ويل لك! مـا نظرتَ إلى غزارة الـمـعـانـي العالية، ولا إلى لطافة الألفاظ الغالية، واستقريتَ القَذَرَ كـالْأَذِبَّةِ. مـا فـكّـرت في حسن أسـاليـب الكلام، ولا في المنطق ونظامه التّام. أيها الغبيّ! عِلمتُ من هٰـذا أنك مـا ذقت شيئا من الـلـسـان، ولا تـعـلـم مـا حسن البيـان، ونـزَوت كالسِّرْحان قبل الفهم والعرفان. أبهذا تُبارينا في

ظلم کیا۔اور وقت ضائع کیا۔اور یہ جو تم نے اپنی تحریر میں میرے قصیدے کی بلاغت سے انکار کیا ہے جبکہ تو نے میرا حلوہ چکھا ہی نہیں تو میں اس کا سبب تمہاری جہالت، کُند ذہنی، تعصّب اور کمینگی کے سوا کچھ نہیں پاتا۔اے جاہلِ مطلق! اٹھ اور شعراء کے دیوانوں کی ورق گردانی کر تا کہ ادب اور ادیبوں کا اُسلوب تجھ پر ظاہر ہو۔کیا تم صحیح کو غلط ٹھہراتے اور حسن کو قبیح خیال کرتے ہو۔نجاست کھاتے ہو اور نفاست سے کراہت کرتے ہو۔ تمہارے ترکش میں کوئی تیر نہیں رہا۔پس عیب چینی میں تمہاری رغبت بڑھ گئی ہے اور اسی طرح ہمیشہ سے بیوقوفوں کا دستور رہا ہے کہ وہ ہمیشہ (دوسروں کی) عیب جوئی کے ذریعہ اپنی جہالت پر پردہ ڈالتے ہیں۔تُف ہے تجھ پر! کہ نہ تو تم نے بلند پایہ معانی کی کثرت کی طرف نگاہ کی اور نہ ہی جلیل القدر الفاظ کی لطافت کی جانب التفات کیا۔اور مکھیوں کی طرح گندگی پر جا پڑے۔تم نے نہ تو اسالیبِ کلام کے حسن پر اور نہ ہی زبان اور اس کے کامل نظام پر غور کیا۔اے غبی! اس سے مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اس زبان کا کوئی مزہ ہی نہیں چکھا اور نہ تم یہ جانتے ہو کہ حسنِ بیان کیا ہے۔اور تو فہم و عرفان سے پہلے ہی بھیڑیئے کی طرح جھپٹا ہے۔کیا اس

الميدان وتُبارزنا كالفتيان؟ أتتكّأُ ﴿۱۳۲﴾
على الأصغر الذى كتب منه
الجعفرُ إليك وكنتَ قد فررتَ من
هذه القرية مع لعن نزل عليك.
فاعلم أنهم يكذبون وليسوا رجال
المصارعة ولا قِبَلَ لأحد فى هذه
المناضلة .دَعْ تصلّفك يا
مسكين، فإنك لست من
الرجال، ولو كنت شيئا لما
فررت من الاحتيال .ثم اعلم أنّى
ما رُضتُ صعابَ الأدب بالمشقّة
والتعب، بل هذه موهبة من ربّى
ونلت منه سِمْطَ الدررِ النُّخَب.
هذا أمرى ولكنّك إن بارزتنى
فعليك خبيئُك يتجلّى، وسوف
أريك بأىّ علوم تتحلّى. إن
تغليطك أحقّ بالتغليط، وليس
فيه دون السلاطة، لا كبيان
السليط .وما جئتَ قريتى هذه
إلا لتخدع الناس، وتشيع

برتے پر تم ہمارا اس میدانِ (فصاحت و بلاغت) میں مقابلہ کرتے ہو۔اور جوانمردوں کی طرح ہمارا سامنا کرتے ہو۔کیا تم اس اصغر علی پر بھروسہ کرتے ہو جس کی طرف سے جعفر (زٹلی) نے تمہیں لکھا اور تم اس بستی قادیان سے اپنے اوپر پڑنے والی لعنت کے ساتھ بھاگ نکلے؟ پس یاد رکھو کہ وہ جھوٹے ہیں اور وہ مردِ میدان نہیں ہیں۔اور نہ کسی کو اس مقابلہ کی تاب ہے۔اے مسکین! اپنی لاف و گزاف چھوڑ کیونکہ تو مرد نہیں۔اگر تجھ میں کوئی دَم خَم ہوتا تو تُو بہانہ بنا کر بھاگ نہ جاتا۔علاوہ ازیں تمہیں یاد رہے کہ میں نے ادب کی مشکلات کو اپنی کسی محنت اور مشقّت سے ریاضت نہیں کیا۔ بلکہ یہ صرف میرے ربّ کی موہبت ہے۔اور یہ قیمتی موتیوں کی لڑی مَیں نے اُس سے حاصل کی ہے۔یہ میرا حال ہے۔لیکن اگر تم نے مجھ سے مقابلہ کیا تو تم پر اپنا باطن ظاہر ہو جائے گا۔اور میں تمہیں ضرور دکھا دوں گا کہ تم کِن علوم سے آراستہ ہو۔تیرا (مجھے) غلط قرار دینا، خود غلط قرار دیئے جانے کے لائق ہے۔اس میں صرف بد زبانی ہی ہے فصیح البیانی نہیں اور تو میری بستی (قادیان) میں صرف لوگوں کو دھوکہ دینے اور وسوسہ پھیلانے کے لئے آیا تھا۔

الوسواس وما كان إتيانك إلا
كحِجَّةٍ لا تُقضٰى مناسكها، ولا
تحصل بركاتها .ولما عثرتُ على
ما احتلتَ، وعلى ما بادرتَ إلٰى
وَكُرك وأجفلتَ، فاضت عينى
على شقوتك وخيبتك عند
رجعتك .خرجتَ كما دخلتَ،
وذهبتَ كما حللتَ .ووالله لو
كنتَ وافيتنى لواسيتك ولو
عاديتنى .وإنّا لا نضمر حِقْد أحد
من العدا، وإذا جاء نا عدو فالغِلّ
خلا .ولذالك ساء نى لِمَ تبوّأتَ
منزل المشركين وما عفت وما
اخترتَ طريق المتقين .إنما
المشركون نجس وهم أعداؤنا
وأعداء رسولنا المصطفٰى، بل
أعدى العدا .أتظنّون المشركين
أقرب إليكم؟ عجبتُ من نُهاكم !
أتظنون فينا ظن السوء فذالكم
ظنُّكم الذى أرداكم .لا تطلب
البحث إلا كمقامرة، ولا تبغى
الجدال إلا كمصارعة،

تیرا آنا صرف اس حج کی طرح ہے جس کے مناسک ادا نہ کئے گئے ہوں اور جس کی برکات حاصل نہ ہوں۔ پس جب مجھے تیری حیلہ سازی اور اپنے آشیانہ کی طرف فوری لوٹ جانے کی اطلاع ملی تو تیری بدبختی اور نامراد واپسی پر میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تم جیسے تہی دست داخل ہوئے تھے ویسے ہی نکل گئے۔ اور جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے گئے۔ بخدا اگر تم مجھے ملتے تو میں ضرور تیری غم خواری کرتا خواہ تم میری دشمنی کرتے کیونکہ ہم اپنے کسی بھی دشمن کی نسبت اپنے دل میں کوئی کینہ نہیں رکھتے۔ اور جب دشمن
﴿۱۳۳﴾ ہمارے پاس آتا ہے تو کینہ رخصت ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے تمہارا مشرکوں کی فرودگاہ میں قیام پذیر ہونا بُرا لگا۔ اور تم نے اسے ناپسند نہ کیا۔ اور متقیوں کی راہ اختیار نہ کی۔ مشرکین تو ناپاک ہیں۔ اور وہ ہمارے دشمن اور ہمارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ بلکہ تمام دشمنوں سے بڑھ کر دشمن ہیں۔ کیا تم مشرکوں کو اپنے زیادہ قریب خیال کرتے ہو۔ مجھے تمہاری عقل پر تعجب ہے کیا تم ہماری نسبت بدظنی کرتے ہو۔ یہی تمہاری بدظنی ہی ہے جس نے تمہیں ہلاک کیا۔ تم بحث کو صرف قماربازی کی طرح چاہتے ہو۔ اور مباحثہ کو صرف کُشتی کی طرح چاہتے ہو۔

فأين صحة النية كالأتقياء ، وأين التدبر كالصلحاء ترون آيات الله ثم تنكرونها، وتؤانسون شمس الحق ثم تكذّبونها . لا توافونني بصحّة النيّة، فلا تنجون من الوسوسة الشيطانية. وتشيعون كلمات يأخذ سعيدا حياءٌ منها، وتنسبون إليّ أشياء وأنا برىء منها .وتؤذونني بألسنكم في كل حين من الأحيان ونسأل الله أن يلقى علينا جميل الصبر والسلوان. ونصبر على إيذائكم حتى ينزل الله غيث رأفته، ويدركنا بلطفه ورحمته .وكيف نقاومكم مع أتباعنا القلائل، فنشكو إلى الله كالمضطر السائل .كلّ من يؤذيني ﴿۱۳۴﴾ منكم بأنواع البهتان والتهمة يحسب أنه عمل عملا يُدخله في الجنة، وكل من يسبّني ويكفّرني

تو پھر متقیوں کی طرح صحتِ نیّت کہاں رہی؟ اور صلحاء جیسا تدبر کہاں ہے؟ تم اللہ کے نشانات دیکھتے ہوئے بھی اُن کا انکار کرتے ہو۔اور آفتابِ حق کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھی اُسے جھٹلاتے ہو۔تم صحتِ نیّت سے میرے پاس نہیں آتے اس لئے تم وسوسہء شیطانی سے چھٹکارا نہیں پا سکتے ۔اور تم ایسی باتوں کی اشاعت کرتے ہو جن سے ایک سعید الفطرت کو حیا آتی ہے۔اور میری طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہو جن سے میں بَری ہوں۔اور تم ہر آن اپنی زبانوں سے مجھے اذیّت دیتے ہو۔اور ہم اللہ سے ملتجی ہیں کہ وہ ہمیں صبر جمیل اور شکیبائی بخشے۔اور ہم تمہاری ایذا رسانی پر صبر کرتے چلے جائیں گے تا آنکہ اللہ اپنی رأفت اور رحمت کی بارشیں نازل کرے اور اپنے لطف و رحم سے ہماری دستگیری فرمائے۔ہم اپنے قلیل پیروکاروں کے ساتھ کس طرح تیرا مقابلہ کر سکتے ہیں۔اس لئے ہم ایک سائل مضطر کی طرح اللہ کے حضور فریاد کرتے ہیں۔تم میں سے ہر وہ شخص جو مجھے طرح طرح کے بہتانوں اور تہمتوں کے ذریعہ ایذا پہنچاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس نے ایسا کام کیا ہے جو اُسے جنت میں داخل کرے گا۔اور ہر وہ شخص جو مجھے گالیاں نکالتا اور میری تکفیر کرتا ہے وہ

يظن أنه قطعيّةُ المغفرةِ. فيا رَبِّ أَجِبْهم من السماء، وليس لنا من دونك عند هذه الفتنة .رب إن كنتَ وجدتني اخترتُ طريقا غير طريق الفلاح، فلا تتركني من ليلتي هذه إلى الصباح .أيها المعادون! ليس بناء نزاعكم إلا على مسألة واحدة، فَلِمَ لَا تَطمئِنّون بآيات شاهدة؟ وإننا تمسَّكْنا في أمر وفاة عيسى بالقرآن، وما تمسّكتم إلا بالهذيان .ولو فرضنا على سبيل التنزل أن المقام محتمل للمعنيين، فالمعنى الذي جاء به الحَكَمُ أحقُّ بالقبول عند ذوي العينين، ودون ذالك جرأة على الله وخروج إلى الكذب والمَين .وقد يوجد استعارات في بعض الأنباء، فلا يغُرَّنّكم ظاهر بعض الأحاديث بفرض صحتها يا ذوي الدهاء .وأي نظير ألجأكم إلى المعنى الذي تختارونه، ونهجٍ تؤثرونه؟ فليس والله عندكم إلا رسم وعادة

خیال کرتا ہے کہ اس کی مغفرت قطعی ہے۔ اے میرے ربّ! آسمان سے تو ہی انہیں جواب دے۔ ایسے فتنے کے موقع پر بجز تیرے ہمارا کوئی نہیں۔ اے میرے ربّ! اگر تو مجھے ایسا پاتا ہے کہ مَیں نے وہ راہ اختیار کی ہے جو فلاح کی راہ نہیں تو تُو مجھے اس رات کی صبح تک (زندہ) نہ چھوڑ۔ اے دشمنو! تمہارے نزاع کی بِنا صرف ایک مسئلے پر ہے۔ پھر کیوں تم واضح نشانوں پر مطمئن نہیں ہوتے۔ ہم نے تو حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے معاملے میں قرآن کو مضبوطی سے پکڑا ہے۔ لیکن تمہارے پاس صرف یاوہ گوئی ہے۔ اور اگر ہم بَر سَبِیلِ تَنَزّل یہ فرض کرلیں کہ یہ مقام دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔ پس وہ معنٰی جو حَکَم نے پیش کیا ہے وہ اہلِ نظر کے نزدیک زیادہ قبول کئے جانے کے لائق ہے۔ اور اس کے علاوہ اللہ کے مقابلے پر بیباکی اور کذب و دروغ کی جانب خروج ہے۔ بعض پیش خبریوں میں استعارات پائے جاتے ہیں سوائے عقلمندو! بعض احادیث صحیحہ کے ظاہری الفاظ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔ اور کس نظیر نے تمہیں ان معنوں پر مجبور کیا ہے جو تم اختیار کر رہے ہو۔ اور کس طریق کو تم ترجیح دے رہے ہو بخدا تمہارے پاس اُن رسم ورواج کے سوا کچھ نہیں

ورثتموها من الآباء ، وهذا هو سبب الإباء .

وزعمت أنك تستطيع أن تكتب تفسير بعض سُور القرآن قاعدًا بحذائی وتُملی کإملائی .وما ترید من هذا الهذيان إلا لتشتبه أمر إعجازی علی جهلاء الزمان . فإن كنت تقدر على هذا النضال، وإبطالِ المعجزة التی أعطيت من الله ذی الجلال، فنقبَل دعوتك وجلالتك، لكن بشرط أن يقبل علماء ك الأكابر وكالتك، بأن يحسبوا هزيمةَ أنفسهم هزيمتَك. فلا بد لك أن تأتی بعشرين رقعة مكتوبة مشتملة على ذالك الإقرار، من عشرين علمائك الأكابر المشهورين فی الديار .وإن كنت ليس هذا الأمر فی قدرتك، فاحلِفُ بالطلاق الثلاث على امرأتك، على أنك إن لم تقدر على إملاء تفسير كمثلی فی المعارف والفصاحة والبلاغة، فتبايعنی على مكانك من غير نوع من الحيلة، وإلا فلا نكترث بك ﴿۱۳۵﴾

جوتمہیں اپنے آباؤاجداد کی طرف سے ورثے میں ملے۔اور یہی سرکشی کا سبب ہے۔

اور یہ تمہارا زعم ہے کہ تم میرے مقابلہ میں قرآن کی بعض سورتوں کی تفسیر لکھنے کی استطاعت رکھتے ہو اور میرے جیسی انشاپردازی کر سکتے ہو۔اور اس بیہودہ گوئی سے تمہارا مقصد صرف یہ ہے کہ زمانے کے جاہلوں پر میرے اعجاز کا معاملہ مشتبہ ہو جائے۔اگر تم اس مقابلے کی طاقت رکھتے ہو اور اس معجزے کا ابطال کر سکتے ہو جو خدائے ذوالجلال کی طرف سے مجھے دیا گیا تو ہم تمہاری دعوت (مقابلہ) اور علوّ مرتبت کو صرف اس شرط کے ساتھ قبول کرتے ہیں کہ تمہارے اکابر علماء تمہیں اپنا نمائندہ قبول کریں۔اور تمہاری ہزیمت کو وہ خود اپنی ہزیمت سمجھیں۔لہٰذا تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ملک کے بیس مشہور اکابر علماء کی طرف سے اس اقرار پر مشتمل بیس تحریری رقعے پیش کرو۔اور اگر ایسا کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہو تو پھر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کا حلف اٹھاؤ۔کہ اگر تمہیں میری جیسی پُر معارف اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور تفسیر نویسی پر قدرت نہ ہوئی تو پھر تم فِي الفور بغیر کسی حیل وحجت کے میری بیعت کرلو گے ورنہ ہم تمہاری کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

ولا نبالي، وقد ثقّبناك من قبلُ
بالعوالي .وكيف نختارك
وتقول بلسانك أنا أعلم، ويقول
الآخر منكم أنا أعلم، فكيف نؤثرك
على غيرك إلا بعد أن تقضى هٰذه
التناقشَ، وتدفع هذا التهارش
وإن عمامة الفضل كالوديعة،
فمن غلب سلب، ومن رُعِبَ
نُهب .وإن الفضيلة ليس
كالشيء المجّان، ولا يتأتّى إلّا
بالبرهان، فمن أشرَقَ تِبرُه، سُلِّمَ
حِبرُه وسِبرُه.

وإن وُكِّلتَ من العلماء
وبارزتَني في العراء ثم غلبتَ في
المعارف كالعرفاء وفي البلاغة
كالأدباء أُعطِك عطاءً ا جزيلا
لا شيئا قليلا .ولكني عجبتُ كل
العجب من تصلّفك بعد فرارك
وتخلّفك. وقد ألّفتُ لك كتابي
الإعجاز، فتواريتَ وما أتيت
البِراز .فكيف تهذي الآن
وتذكر الميدان أنسيت الإفحام

پہلے بھی ہم نے تمہیں حجت کے نیزوں سے چھلنی
کیا ہوا ہے۔ہم تمہیں کس طرح ترجیح دے سکتے
ہیں جبکہ تم اپنی زبان سے کہتے ہو کہ مَیں زیادہ علم
رکھتا ہوں اور تم میں سے دوسرا بھی یہی کہتا ہے کہ
مجھے زیادہ علم ہے۔تو پھر ہم تمہیں اس جھگڑے کا ﴿۱۳۶﴾
فیصلہ ہونے اور یہ قضیہ چکانے سے پہلے دوسروں
پر کیسے ترجیح دیں اور عمامہء فضیلت تو ودیعت کی
طرح ہے۔جو غالب آ گیا اُس نے چھین لیا۔اور
جو مَرعوب ہو گیا وہ لُوٹا گیا۔فضیلت مفت چیز کی
طرح نہیں ہوتی۔یہ تو صرف روشن دلیل سے ہی
حاصل ہوتی ہے۔پھر جس کا سونا چمک گیا اُس کا
حُسن وجَمال اور رعنائی مُسلَّم ہے۔

اگر تجھے علماء کی طرف سے وکیل مقرر کیا
گیا اور میدانِ جنگ میں تم نے میرا مقابلہ کیا اور
اس مقابلہ میں عارفوں کی طرح معارف بیان
کرنے اور ادیبوں کی طرح بلاغت میں تم غالب
رہے تو میں تمہیں بہت بڑا انعام دوں گا نہ کہ
معمولی۔لیکن مجھے تمہارے فرار اور تخلّف اختیار
کرنے کے بعد تمہاری لاف زنی پر سخت تعجب
ہے۔میں نے تمہارے لئے اپنی کتاب اعجاز
احمدی تالیف کی لیکن تم چھپ گئے اور مقابلے پر
نہ آئے اب تُو کیوں بک بک کرتا اور مقابلہ کی

الإمسيّ أو جعلته في المنسيّ لعلك تسُرّ به زمعَ الناس ليحسبوك منوّرا كالنبراس. أأنت تعارضني أيها المسكين ولا يكذب إلا اللعين. وإن أكل نجاسة الدَقاريرِ أقبح من تمشُّش الخنزير. ويعلم قومك أنك جهول ولا تقرّ بعلمك فحول. وإن كنت تدّعي من صدق البال ولست كالمتصلّف الدجّال، فأت بشهادة على ما أحرزت من الكمال. فأيسَرُ الطرق وأسهلها أن تكتب كمثل هذه الرسالة، إن كنت صادقا ولست كالجَلّالةِ. فإن كنت أتيت بمثلها في عشرين يوما في المعارف والبلاغة والبراعة، فوالله أعطيك مائة درهم في الساعة، ومع ذالك تبطل معجزتي وكأني أموت من يديك، وتنثال الصلة عليك، ولا يبقى لي بعده حجّة وتتضح محجّة، ويُقضى الأمر وتتّحد ﴿۱۳۷﴾

باتیں کرتا ہے۔کیا تو بھول گیا جو کل تیرا منہ بند ہوا تھا۔یا یہ کہ تم نے اُسے طَاقِ نِسیان میں رکھ دیا ہے۔شاید تم اس طرح حقیر لوگوں کو خوش کرنا چاہتے ہو۔تا کہ وہ تجھے چراغ کی طرح روشن خیال کریں۔اے مسکین! کیا تو میرا مقابلہ کرتا ہے؟ لعین شخص ہی کذب بیانی کرتا ہے۔اور جھوٹ کی نجاست کھانا خنزیر کھانے سے زیادہ قبیح ہے۔تمہاری قوم جانتی ہے کہ تم جاہلِ مطلق ہو،اور کوئی متبحّر عالم تمہارے علم کا اقرار نہیں کرتا۔اگر تم واقعی صدق دل سے دعویٰ کر رہے ہو اور لاف زنی کرنے والے دجّال نہیں ہو تو جو کمال تم نے حاصل کر رکھا ہے اس پر گواہی پیش کرو۔اور اس کا آسان اور سہل طریق یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو اور نجاست خور گائے کی طرح نہیں تو اس جیسا رسالہ لکھو۔اگر تم نے میرے اس رسالہ کی نظیر بیس دنوں میں پیش کر دی جس میں معارف، بلاغت و مہارت کے محاسن موجود ہوں تو بخدا میں تمہیں فی الفور یک صد روپیہ انعام دوں گا۔اور بایں ہمہ میرا معجزہ باطل ہو جائے گا اور گویا میں تمہارے ہاتھوں مر جاؤں گا۔اور تم پر انعام کی بارش ہوگی۔اور اس کے بعد میرے لئے کوئی حجت باقی نہیں رہے گی اور راہ صاف ہو جائے گی۔اور فیصلہ ہو جائے گا۔

الزمر .وكلّ ذالك يُنسَب
إليك وإلٰى كمالك، وترتوى
القلوبُ من زلالك، ويرتفع
الاختلاف من بين الأمّة، فقُمْ إن
كنت شيئًا وَاْتِ بمثلها فى هذه
المدّة ، لعلّك تتدارك به ما
ذقتَ من لعنةٍ، ويُعقبك الله عن
ذلّةٍ رأيتَها بعزةٍ .فإن كنت كريمَ
النَّجُر طيِّبَ الشجر، فلا تعرض
عن هذه المقابلة التى هى عظيم
الأجر .وعند ذالك يتراءى
الحق كحوت تسبَح فى
الرَّضْراض ويفرغ الصادق من قتل
النَّضْناض .هٰذا هو السبيل، وبعد
ذالك نستريح ونَقيل .وكل ما
تتصلّف من دونه فهو صوت
كائد من مجونه فأراه أنكَرَ من
صوت حمار وأضعَفَ من خَطْوِ
حُوارٍ .وقلتَ إنى فسّرتُ القرآن
فاتّقِ الله ودَعِ الهذيان .أيها
المسكين ! ما سروتَ عن

اورتمام جماعتیں متحد ہو جائیں گی۔اور یہ سب کچھ
تمہاری طرف اورتمہارے کمال کی طرف منسوب
ہوگا اور تیرے آب زلال سے قلوب سیراب ہوں
گے۔اور امت میں سے اختلاف اٹھ جائے
گا۔پس اگر تم کوئی چیز ہوتو اٹھو، اور اس مدّتِ
معیّنہ میں اس کی نظیر پیش کرو۔شائد اس کے
ذریعے تو اُس لعنت کی تلافی کر سکے جس کا ذائقہ تو
چکھ چکا ہے۔اور اللہ تجھے اس ذلت کے بعد جو تو
دیکھ چکا ہے عزت دے گا۔اور اگر تو کریم الاصل
اور نَجِیبُ الطَّرفین ہے تو اس مقابلہ سے
اعراض نہ کر جس کا انعام بہت بڑا ہے۔اس وقت
حق صاف پانی میں تیرنے والی مچھلی کی طرح
ظاہر ہو جائے گا۔اور صادق سانپ کے ہلاک
کرنے کی ذمّہ داری سے عہدہ برا ہو جائے گا یہی
﴿۱۳۸﴾ صحیح طریق ہے۔اور پھر اس کے بعد ہم استراحت
اور قیلولہ کریں گے اس کے علاوہ جو بھی لاف زنی
تم کرو گے تو وہ ایک بے راہ رو مکّار کی آواز ہو
گی۔پس میں اس کو گدھے کی آواز سے بھی زیادہ
قبیح سمجھتا ہوں۔اور اونٹ کے نوزائیدہ بچے کی
چال سے بھی کمزور خیال کرتا ہوں۔تم نے کہا ہے کہ
میں نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے۔پس اللہ سے ڈر اور
یاوہ گوئی چھوڑ۔اے مسکین! تو خود تو خوابِ غفلت

نفسك جلبابَ النوم وعدوتَ إلى إيقاظ القوم .لستَ إلا كالجنين في الظلمات الثلاث ومن المحجوبين. فما لك أن تتكلم كالعارفين وإنك تتقصّى الزخارف فما تدرى المعارف. أيها الغوى ! خُذْ حظا من الطبيعة السعيدة، ولا تحلّ حَولَ المكيدة. فإن المكر يخزى الماكرين. وإن الله مع الصادقين .اعلم أنك تخفى شيئا فى قلبك وتبدى شيئا آخر وهذا هو من سِير المنافقين . ولست رجلَ هذا الميدان ثم تدّعى كالمتصلّفين .وإن بارزتنى كالكُماة تجدنى مثقِّبك بالقناة وإن تغلِبْ أُغْنِك بالصِّلات وأُنْجِك فى معاشك من المشكلات .وإن عزمت على أن تكتب كمثل هذه الرسالة فأعطيك كما وعدت من
﴿۱۳۹﴾ الجِعالة، وإن شئت أرسل إليك خُمُسَ هذا الوعد قبل إيفائك ليكون محرِّكا لأهوائك .فعليك أن تأخذ المنقود . وتنتظر الموعود وهذا

سے بیدار نہیں ہوا اور چلا ہے قوم کو جگانے۔ تیرا حال تو اس جنین کی طرح ہے جو تین اندھیروں میں ہو اور چھپا ہوا ہو۔ تیری کیا مجال کہ تو عارفوں جیسی گفتگو کرے۔ تو ملمع سازیوں کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے جس کی وجہ سے تجھے معارف کا کیا علم؟ اے گمراہ! فطرتِ سعیدہ سے حصہ لے۔ اور فریب کاریوں کے چکّر میں نہ پڑ۔ کیونکہ مکّاری مکّاروں کو ذلیل و رسوا کرتی ہے۔ اور اللہ صادقوں کے ساتھ ہے۔ جان لے کہ تو اپنے دل میں چھپاتا کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کرتا ہے اور یہی منافقوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ تو اس میدان کا پہلوان نہیں پھر بھی لاف زنوں کی طرح دعویٰ کرتا ہے۔ اگر تم نے مسلح شاہسواروں کی طرح میرا مقابلہ کیا تو تُو مجھے نیزے سے چھلنی کرنے والا پائے گا۔ اگر تو غالب آ گیا تو میں تجھے انعامات سے مالا مال کر دوں گا۔ اور تجھے تیری معاشی مشکلات سے رہائی دلاؤں گا۔ اور اگر تو نے اِس رسالہ جیسی تحریر لکھنے کا عزم کیا تو جیسا کہ میں نے وعدہ کیا ہے میں تمہیں مقرر کردہ انعام دوں گا۔ اور اگر تو چاہے تو میں تیرے ایفاء سے پہلے ہی اس وعدے کا پانچواں حصہ تجھے ارسال کر دوں گا۔ تا کہ وہ تیری خواہشات کے لئے محرّک ہو۔ پس تمہیں چاہیے کہ تم اس رقم کو لے لو۔ اور بقیہ موعودہ رقم کا انتظار کرو۔ اور ایسا

خیر لك من حیل أخری، وأقرب للتقوی والسلام علی من اتبع الھدٰی. أیھا الناس لم لا تعرفون الذی جاء کم من الرحمٰن، وقد جُمِعَ لکم أوّل المائة وآخر الزمان. الشمس والقمر خسفا فی رمضان وظھرت الدابّة التی تکلّم الناس وھذہ ھی التی أنبأ بھا القرآن. **فما لکم لا تعرفون من جاء کم من الرحمٰن.** وستعرفوننی وأفوض أمری إلی اللہ وعلیه التکلان. الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر أربعة من البنین وأنجز وعدہ من الإحسان. وبشّرنی بخامس فی حین من الأحیان. وھذہ کلھا آیاتٌ من ربّی یا أھل العدوان. سُبْحَانَهٗ وتعالٰی عَمّا تظنون فاتقوہ وقد نزل وھو غضبان.

———☆———

کرنا تمہارے لئے دوسرے حیلے بہانے اختیار کرنے سے کہیں بہتر اور تقویٰ کے قریب تر ہے۔ ہدایت کی اتباع کرنے والے پر سلامتی ہو۔ اے لوگو! تم اس شخص کو کیوں نہیں پہچانتے جو رحمٰن خدا کی طرف سے تمہارے پاس آ چکا ہے جبکہ تمہارے لئے صدی کے اوّل اور زمانے کے آخر کو یکجا کر دیا گیا ہے، سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگ چکا ہے۔ اور لوگوں کو کاٹنے والا دَآبَۃُ الارض (طاعون کا) کیڑا بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ اور یہ وہ نشان ہیں جن کی قرآن نے پیشگوئی کی تھی۔ **پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم رحمٰن خدا کے فرستادہ کو شناخت نہیں کر رہے۔** مگر عنقریب تم مجھے پہچان لو گے۔ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اُسی ذات پر میرا بھروسہ ہے۔ تمام تعریف اُسی ذات اللہ کو زیبا ہے جس نے بڑھاپے کے باوجود مجھے چار بیٹے عطا کئے اور ازراہِ احسان اپنا وعدہ پورا کیا۔ نیز آئندہ کسی وقت پانچویں (بیٹے) کی (بھی) مجھے بشارت دی۔ اے دشمنو! یہ سب کے سب میرے رب کے نشان ہیں۔ اللہ کی ذات پاک ہے اور تمہارے وہم وگمان سے برتر ہے۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ تم اس سے ڈرو جبکہ وہ غضبناک ہو کر نازل ہوا ہے۔

———☆———